

يَوْمَ نَدْعُوهُمْ أَكَلْنَا مِن مَّا رَزَقْنَاهُمْ

آبیاری فضل سے کہ یو رباع عالم کے یہ چین زار ہمیشہ بہانہ کرۃ المجتہدین تھیں  
حضرت ائمہ اربعہ یعنی امام عظیم اسم بالک امام شافعی امام احمد بن حنبلہ امام مالک  
کے فضائل و مناقب کی گل تاخت تھی اس روش شگفتہ میں کہ جن کے ہوا خواہوں کی گشت فردیا  
کی بوتھے اور جن کے ناظروں کے دامن ازادوں گھٹائے سداوت سے پڑے ہوئے ہیں یہ واقعی بات  
ہے کہ جو سن کر گلین کاغذ لیت اسکا پیچہ دل سے پھینکا جائے



کہ جس رنگ شگفتہ و خنداں ہے السلی بہ چہار گلشن  
فی صا قبا عمدہ خیر القرن مضئہ نظارت افزای گلشن ہدایت و افاضت طراوت  
بخشاہی گلین شیخت و نصیبت بلبلستان قرآن و خبر طوطی شکوستان حدیث و سیر  
تنبہ تصانیف صاحب حالات شریف حاجی و ذرا نجرین شریفین المستوفی بن الحرمین  
حضرت اقدس مولانا مولوی شاہ عبدالحی قاضی اعظم رحمۃ اللہ علیہ  
کے حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب کے اہتمام اور فرمائش سے  
قومی پریس معسرنگور میں طبع ہوا

سے نمائندہ۔۔۔ کے حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب حاجی بازار معسرنگور

مختصر تہذیب

قرآن مجید ۱ اسطری دنیا کاغذ سفید مجلد چرمی ۵۵۶  
ایضاً " مجلد پارچہ صفحات ۵۵۶  
ایضاً " چار گاہ مجلد چرمی ۴۹۳  
ایضاً " مجلد پارچہ  
قرآن مجید ۲ اسطری قسم اول کاغذ سفید مجلد چرمی ۵۵۶  
ایضاً " مجلد پارچہ  
قرآن مجید ۳ اسطری قسم دوم " مجلد چرمی ۶۱۷  
ایضاً " مجلد پارچہ  
حاصل تشریف مع ترجمہ ترجمہ تقصید اردو کامل کاغذ سفید  
مجموعہ دلائل الخیرات و حزب البحر و تقصید بردہ و ترجمہ  
اردو مع شرح از حضرت مولانا ابوالحسن صاحب نقشبندی  
مئذنی آبادی نہایت خوش خط حاشیہ پرستند کتابوں کے حوالہ  
سے کامل تفسیر چڑھائی گئی ہے جو قابل دید ہے۔ کاغذ  
سفید لیکن حاشیہ مجلد چرمی نفرتی صفحات  
ایضاً کاغذ اول فبروزی رنگ و لایتنی خوش  
مجموعہ ناچسبہ بلکہ دوسرہ مجموعہ وظائف مترجم مع  
حاشیہ پر تفسیر کاغذ لیکن حاشیہ مجلد و لایتنی کلک ۱۳  
ایضاً مجلد چرمی  
نور خٹا معراجی حاصل مع فضائل و روضہ قرآن فی  
علی ایلم شرفی انعام والی کاغذ سفید چمنا و لایتنی مجلد،  
چرمی صفحات ۷۳۲  
ایضاً مجلد و لایتنی کلک  
قرآن مجید مترجم مولانا شاہ ذبیح الدین صاحب  
محدث دہلوی حاشیہ پر مختصر فائدہ معنی القرآن مجلد  
چرمی صفحات ۸۶۶ قیمت  
قرآن مجید مترجم علی خط کلاں مع فہرست کلام  
مجموعہ مترجم مولانا شاہ ذبیح الدین حاشیہ پر فائدہ  
معنی القرآن کاغذ سفید حاشیہ صفحات ۸۰۴

قرآن مجید تفسیر و تہذیب ۱۲ مطبوعی رنگین لوح جلد چرمی  
الغیا کاغذ پارچہ  
الغیا کاغذ دیزر جلد چرمی  
الغیا کاغذ بادامی جلد چرمی  
قرآن مجید معجزات و مترجم مع تفسیر اردو متن وسط مترجم  
ابن حنفیہ مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی ترجمہ دوم  
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث نظامی  
کاغذ سفید چمکانا لاتی خاشاکہ جلد چرمی تقری ۳۵۶ صفحہ  
خاشاکہ جلد چرمی تقری صفحات ۸۰  
خوشنام قرآن مجید مترجم بدو ترجمہ اردو عاشیہ پرنٹ  
انقرآن مع مقدّمہ انقرآن کاغذ سفید چمکانا خاشاکہ  
جلد چرمی تقری صفحات ۷۴۷  
قرآن مجید مترجم ۲۵ مہری ۴۱ خوبوں والا شامدا  
معجز نامع فوائد مرصع القرآن متہ جمہ حضرت حکیم الامت  
مولانا اشرف علی صاحب نظامی کاغذ سفید چمکانا خاشاکہ  
سراپارہ علیحدہ نقش جلد چرمی تقری صفحات ۸۰ مع مقدمہ  
قرآن مجید مترجم مع تفسیر مرصع القرآن تقطیع کلاں  
چوب قلم مترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی کاغذ سفیدی  
جلد چرمی ۱۲ مہری صفحات ۶۲۳  
البغا کاغذ خانی رسمی جلد چرمی  
قرآن شریف مترجم چوب قلم مترجم حضرت مولانا  
شاہ رفیع الدین صاحب درعاشیہ پر مرصع القرآن طولی  
۱۲ راجع اصل ۱۰ اینچ صفحات ۷۹۶ کاغذ سفید  
رسمی جلد چرمی قیمت  
البغا کاغذ سفید دیزر جلد چرمی  
محبوبہ دھابت دہ سورہ کلاں ملکہ بیٹی کاغذ سفید  
صفحات ۱۶۰ جلد  
البغا کاغذ خانی جلد پارچہ

ملنے کا یہ کہ حاجی محمد محمد الدین سوداگر تاج کتب موجی بازار مسکرمشکو

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ

مجموعہ

تذکرۃ المجتہدین سے پہچان گلشن

جو چار امام عظمیٰ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبلؒ  
کے احوال میں عجیب غریب ہے

رسالہ منتخب تذکرۃ المجتہدین ملحقہ چار گلشن

جو ائمہ اربعہ اور اصحاب صحاح ستہ یعنی امام بخاری و مسلم و ابو داؤد  
و ترمذی و ابی بن ماجہ کے احوال میں مختصر مفید ہے

رسالہ گلدستہ دلہن و لبستہ صنم چار گلشن

جو حضرات مجتہدین اربعہ اور ان کے مذاہب کی تبعیت و تقلید  
کے وجوب کی تحقیق میں نہایت دلہن و لبستہ بنظر ہے

مطبوعہ قومی پریس چیمبر لاہور ۱۹۲۸ء

# بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سنیوں کے امام چار امام  
خانہ دین کے کھام چار امام  
مجتہد جو محدثین میں ہوئے  
اسے دین نبی ہوا روشن  
ہیں جو غیر القوس کے مجتہدین  
دین کے عالموں میں ہر پختہ  
ساری اُمت ہو مقتدی جلی  
جنکے کتبے میں ہیں مصلے چار  
کے برپا علم مذاہب کا  
سعتہای حدیث و قرآن سے  
چار سوے جہاں میں پچھا ہے  
اجتہاد و کتاب سنت میں  
سنت و سیرت صحابہ کی  
گردن بعث و ضلالت پر  
راہ سنت ہے مذہب کا یقین  
اپنے مذہب کے تیغ بڑاں کو  
بدعتی مذہبوں کو سیا کشت  
فرقتی ہو پرست سوا  
استاداں ہیں ساری اُمت کے  
کوئی پہنچا نہ ان کے درجے کو  
جنکے مذہب کی اتباع ہوئی  
جنکے تابع سواد اعظم ہے  
ہے محدث فقیہ و مونی کو

پیشواۓ انا م چار امام  
شرع کے انتظام چار امام  
ان سبہوں کے امام چار امام  
کہ ہیں بدر تمام چار امام  
مستقل اور امام چار امام  
دو بروجن کے کھام چار امام  
ایسے ہیں پیش امام چار امام  
زیب بیت الحرام چار امام  
تا یہ یوم القیام چار امام  
کئے مذہب کا کام چار امام  
جنکے مذہب نام چار امام  
کئے خوب ہمتا م چار امام  
راہ بتاویں مدام چار امام  
کھینچے تیغ و حرم چار امام  
اسیں ہیں تیز گام چار امام  
جب کئے بے نیام چار امام  
دی ہزیمت تمام چار امام  
اک جہاں جنکی رسم چار امام  
کیا خوش و عوام چار امام  
کیا ہیں عسلی مقام چار امام  
واجب لالہ شرام چار امام  
اہل سنت تمام چار امام  
جنکے مذہب کا کام چار امام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
یہ یقین ہو کہ وہ مذہب میں ہوگا  
جو شرع کا وہ مذہب میں ہوگا  
باغ میں ہے علی شہر عدل ہوگا  
ایک کی تہ تیغ کا دو اور اسلام  
میں یہ ہوگا کہ انکس میں ہی ہوگا  
جب مذہب کی انکس میں ہی ہوگا  
جس کا وہ مذہب کا وہ مذہب ہوگا  
بیغ کی طرح تلخ ہوگا  
نہ کہ نہ ہوگا وہ مذہب کا وہ مذہب ہوگا  
کیونکہ مذہب کا وہ مذہب ہوگا  
دل و دھڑکاں ہوگا وہ مذہب ہوگا  
جسے دیکھا ہے اعلیٰ شان ہوگا  
بے شک کہ نہ ہوگا وہ مذہب ہوگا  
آتش میں نہ ہوگا وہ مذہب ہوگا  
دلوں کو نہ ہوگا وہ مذہب ہوگا  
جسے نہ ہوگا وہ مذہب ہوگا



# تورک دعوای کل ناس ناملاہ

آبیاری فضل سے کہ یورپ عالم کے یہ چین زار ہمیشہ بہاؤ ذکرہ لجنہ ہیں  
حضر امیر ابو نعیم اعظم امام مالک امام شافعی امام حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے فضائل  
و مناقب کے گل تختہ تختہ اس روش شکستہ ہیں کہ جسے ہوا خواہوں کو گلکشت دروس  
کی بو آئے اور جب ناظروں کے دامن ارادت گلاب سعاد سے یہ ہو جاوے یہ واقعی بات ہے  
کہ جو اس فن کے گلبن کاغذ لیسید  
سویہ کاغذ دول سے بوجھا چاہئے

# گلکشت

کہ کس رنگ شکستہ و خزان ہے  
فی ہذا قلم محمد خیر العزم مصنفہ نظارت افزای گلکشت ہدایت و اقامت  
طراوت بخشنی گلبن مشیت و فضیلت ببلستان قرآن و تبرہ طوطی شکرستان  
حدیث و سیرتہ الشانین صابا مآثر شریف حاجی و نثار حرمین شرفین المتوفی بین العزیزین  
حضرت اقدس مولانا مولوی شاہ عبدالحی و اعظم رحمۃ اللہ علیہ  
کے حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب کے اہتمام اور فرمائش سے  
قوی پریس مسکرنگ پور میں طبع ہوا

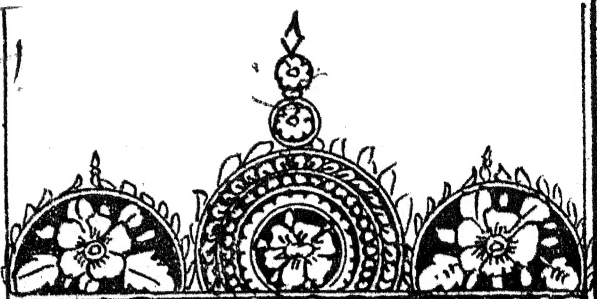
## تقرظ الہر صاحب حوم

چار گانہ تیز رفتار مہر میرے بے انتہائی شناس ہیں چار سو عالم آرائے حقیقت عظیمہ کے بہرہ مند مقرر چاروں  
 طرف سے دکھاتا ہے بد تو رضا وسعت قری تو صیف میں اس بابر موجودیت چار طاق ارکانی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے از بین جاری گام سنج ہونے میں پتا فلہذا مطلب پر دازی و مدعا طرازی میں یوں سبک عنان و گرم چولان  
 کیا جاتا ہے کہ کتاب کا بل انصاف سمیٹ چکا گلشن غیرت بخش چار چین بہشتی وطن چار سو عالم میں وہ بہانا باغ ہی  
 چار بارغ صفا مان کو جس سے چین چین داغ ہے کہنے کو چار گلشن ہے لاکھ کو شش بہشت بہشت بریں۔ انیس  
 انیس چار باروئے رنگیں سیر سن ہے رشک افزائی ہر وقت حور عین طبع کی بہار نے چاروں طرف ہفت رنگی  
 کلیا کھلائی ہے سہ برگہ و لالہ و دوریہ کی رنگت یک ٹٹ اڑھائی ہے۔ چار چوب سرائی احوال نمونہ  
 متین و شریع مبین چار ارکان کعبہ دین کا بیان۔ چار کے پسند و خاطر نشان۔ چار لنگر ضلالت کے  
 لئے چار موجہ طوفان۔ چار چشمان شاہد ہدایت کو چار باروئے آرام جان برگ چار کان جواہر  
 زوہر خوش آب چار دانگ ہندوستان میں باوجود موجودیت ہنوز نایا کے جبکہ مربع نشین چار بابا لش  
 فضل و کمال چار منزل۔ فاضل کامل ہادی آگاہ دل۔ واقف رموز چارم اسطرلاب جواب  
 مسئلہ جواب علامہ روزگار گیارہ ہزار چار باروئے چار یار رسید لاہار۔ حاجی شریک و بدعت امی  
 سمعت جمع و مرکب مائے چار عناصر دین و ملت اعنی شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت انیاض زبان شہیر  
 و دریاں۔ و غلط و تذکیر میں چار زبان، تصنیف تالیف میں چار زبان، خامہ چار گانہ و ان اعنی و الحنا  
 جناب حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالغنی صاحب واعظ ادام اللہ افاتہم نے کمال حسن سعی سے منظوم  
 فرمایا اور سنیاں پیکر اعتقاد بری از تعصب عناد کے مشام کو فحیہ و لکشی گلہا چار گلشن غیرت بہشت  
 جنات عدن سے معطر کیا

## تاریخ طبع اول منہ

شاہ جنود علما استاد علم و ہر فن  
 ہے یہ چار گلشن ہے یہ چار گلشن

جس دم چار گلشن تصنیف کر چکا ہے  
 کرتے ہیں سیر قدسی جس میں کہایہ باقی



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تخفہ معنی چھٹاے حمد و ثنا  
اسکی قدرت کے قدر کا گنوار  
جسمیں انواع کے تین تازے پھول  
تختہ تختہ سر اک خیاباں میں  
یک خیاباں ہیں زر و کشتا  
بلکہ اُس پر ہی انحصار نہیں  
یہ خیابان ہے نبوت کا  
ہے خیابان و گرو ولایت کا  
قطبیت غوثیت امامت کے  
انکی کثرت کتین نہ غایت ہے  
تا قیام قیامت انکا ظہور  
ہو کہ دورہ یہ ایک گل چٹام  
حق کی قدر میں ایسے گل بسیار

باغبان جہاں کو ہی آسرا  
سبز و شاداب ہے ہمیشہ بہار  
یعنے وہ اس کے بندگاں مقبول  
ہیں گل جتبا یہ بستان میں  
یک لک بیت و چہار ہزار  
اُنکے تہراؤ کو شمار نہیں  
حق طرف بندگوں کی دعوت کا  
حق تعالیٰ کی انس قربت کا  
ہیں بہت اس میں گل سیار و کے  
تا بہ محشر بلا ہنایت ہے  
ایک کے بعد ایک ہو کہ ضرور  
گل وہ موعود ہے بغیر کلام  
ہو کہ اور ہوں تا بروز شمار

ایک گل سب میں سچا ہوا  
کوئی اسکا نہیں شین ہوا  
اور دُسر انہو دیکھا ہوا  
کہا بدعہ ہے باغبان  
ہیں اچا یک چھوٹے کیونچ  
ہو موجود باغ و بہار  
پس ہی گل کے مقصد تھی  
عزت غائی ہو ہی سب کا  
مطلب باغبان وہی جو گل  
اور گل کے ہی طفیلی گل  
چہ خیابان عروج  
چہ بلا شبہ احمد  
سب سو کو نکا پیشوا ہے  
بہتیں ختم انبیاء ہے وہ

بعض اصحاب سید کو دین  
 دین ان سے لیا کرتے تھے دین  
 مختلف گروہ میں فرقہ میں  
 متفق ہیں اصول میں یہ عار و  
 اختلاف ان کا عین حرمت  
 ساری امت کو دہرہ دہرہ  
 چار مذہب چار ارکان کے  
 ہیں مطابق حدیث و قرآن کے  
 جان یہ سنت و حجت ہیں  
 منبع رحمت و ہدایت ہیں  
 فی الحقیقت یہ چار ایک ہیں  
 راہ ان چار کی ہی نیک ہے  
 حتیٰ ہیکہ کہ مذہب کا  
 مذہبوں بدی ہیں سب باطل

اکثر

ملک و جن و انس کا سرور  
 آں پاک اسکی نوح کی کشتی  
 اسکے اصحاب با صفا سارے  
 خاص خلفاء راشدین چہا  
 باغ اسلام کے چہا ہیں گل  
 بوجدقت کی اور عدالت کی  
 چار گل سو ہے چو طرف ظاہر  
 وہ ابو بکر اور عمر عثمان  
 اور ریحان تین پیغمبر  
 زیب و زین عدن حسین و حسن  
 اور اکابر نبی کی عزت کے  
 تابعین اہل اجتہاد کرام  
 جو ہیں مشہود سب کے سب بخیر  
 خاص مکر انہیں اور گل ہیں چہا  
 اول شے امام عظیم ہے  
 عظم القدر اجتہاد ہے وہ  
 اور دوسرا امام مالک ہے  
 تیسرا اور سنی علوم نبی  
 اور چوتھا ہے احمد حنبلی  
 مستقل تھے یہ مجتہد چار و

بعد حق سب افضل و بہتر  
 ہے نجات و فتوح کی کشتی  
 آسمان ہدایت کے ہیں تارے  
 ہینگے ارکان شرع و دین چہا  
 شاخ ایمان کے چار ہیں بسمل  
 اور حلم و حیا شجاعت کی  
 ہے ہر اک گل سو یک شرف ظاہر  
 مرتضیٰ ہیں علیہم الرضوان  
 فاطمہؑ اور علیؑ کے لخت جگر  
 دو شہادت کے ہیں دوسرے حسن  
 اور صحابہ تمام حضرت کے  
 اور اتباع تابعین کرام  
 ہینگے ممتاز یہ گل ازہر غیر  
 چار گلزار دین کے صبح بہار  
 وہی ان چار میں مقدم ہے  
 سب ائمہ کا استاد ہے وہ  
 مالک مالک مسالک ہے  
 ہاشمی شافعی مطہری  
 بحر و روع و اتقا امام حنبلی  
 شرع و ملت کے مستند چار و

اکثر اقطاب اولیای کرام  
 بدعتی مذہبوں کو ہی اصلاً  
 اور جو تھے محدثین کبار  
 کو ہی محدث نہ انشواہر ہے  
 اہل حق سب یہی قبول کئے  
 پہنچنے کے لئے بدرگہ حق  
 ایک ہ ان سب جو کہ لیو گیا  
 چار مذہب کے یہ جہار امام  
 ان سے اسلام کا نظام ہوا  
 ان کی منت ہے ہر مسلمان یہ  
 پاسے خیر القرون کے وہ ایام  
 مغز کو جسے حدیث و قرآن کے  
 خوب ہو پہنچے خوب سے پائے  
 حاجت اجتہاد پائے جہاں  
 وہ اٹھائے مشتقین بسیار  
 واسطہ اجتہاد کا اسی یار  
 سب امام و خواص کو اکثر  
 جو ہیں فرع و اصول کے ماہر  
 جو ہے وقف کتاب و سنت سے  
 ان بزرگوں کے اجتہاد کو جب

یہ مذاہب کے قبول تمام  
نہیں ہرگز نہ ہوا ولی خدا  
تھے مذاہب یہی انہوں کے چہا  
بات یہ عالموں پہ ظاہر ہے  
کوئی اس سے نہیں عدل کئے  
راست یہ راہ چار ہیں مطلق  
وہ رہ حق کہو نہ کھو گیا  
ہیں یقین چار حامی اسلام  
شرع و ملت کا انتظام ہوا  
خاص اور عام اہل ایمان پر  
کئے منور انہوں کے سب اہتمام  
اور نغز کلام کو اس کے  
اور آسمان ہم کو سمجھائے  
سعی در اجتہاد لائے وہاں  
ہم پوچھیں ان کی منتیں بسیار  
گر نہ ہوتا انہوں کا بے تکرار  
بے تردد عمل تھا مشکل تر  
بات یہ خوبان پوچھ ظاہر  
جانیگا نکتہ یہ وہ سر عیسیٰ  
ہو آسانی عمل کا سبب

۷  
ہم کو لازم ہے یہ صلیح و مسا  
ہم کو سنت انہوں کی راوی بجا  
تکسیر و سنت انہوں کی راوی بجا  
مقتدی ہیں یہ ہم  
مقتدی ہیں یہ ہم  
ہم مقتدی ہیں یہ ہم  
رازوں کے کتاب و سنت  
او حکیم و اہل بیت  
وہ اکابر نبی سے نائب ہیں  
ذوالکرامت و المناقب ہیں  
وارث علم نبیا ہیں  
اور قبیح اولیا ہیں  
خاص میراث علم مصطفوی  
رہنم قرآن و سنت نبوی  
پائے و سبب واسطت اصحاب  
تا بعین بھی واسطہ سے کتاب

2

اور بد مذکورین ای کرم  
یک سالہ لکھا ہوا گلشن  
اور بد مذکورین ای کرم  
یعنی غلطی اور تہذیب کبار  
اور ازواج طہارت کرم  
اور اولاد و پاک شاہ نام  
اور جیسے المۃ الہیہ  
لکھا ایک نسخہ روضۃ الاولیاء  
اور در ذکر پاک غوث و  
نیر اچ حیدر و زہرا  
پیشہ ای گروہ شہوین  
مقتدای خیار صدیقین  
میں لکھا ایک عجیب و غریب  
نام لکھا ہے کلمہ نمونہ خوب

تھے صحابہ بڑے امانت دار  
انہی پہنچے حدیث اور قرآن  
انکا احسان بے نہایت ہے  
بعد انکے ہیں یہ چہار نام  
اور ہو دوسرے جو جہتہند  
اور فقہا محدثین کبار  
علم دین کے مصنفان بحسب  
سب ہیں محسنین ان کے  
ہیں وہ فیاض مثل استاد  
حق میں نئے دعا خیر کریں  
انکا لازم ہے جانیں کچھ لوں  
دیکھ اعمال ان کے لیں عبرت  
بعد احوال حضرت و علیہ السلام  
اس بیان میں جو معتبر ہیں تب  
عربی فارسی بہت ہیں کتاب  
بلکہ احوال میں المۃ کے  
میں لکھا ہوں بذکر سنیہ  
آٹھ نسخے ہیں اسکے ایضاً  
اور فضائل میں مصطفیٰ کو ذکر  
اور بذکر شہادت حسنین

سرور انبیاء کے سر و جہاں  
ہر کو سب سے زیادت و نقصان  
انکی ممنون کل امت ہے  
تابعین تبع تابعین کرام  
اور المۃ سلف خلف کے یقین  
اور علما مفسرین خیار  
جو ہو اور ہو دیں تا محشر  
سب ہیں مہرون انکی منیت کے  
سامی امت مثال شاگردوں  
شکر منت بدل بجا لادیں  
دیکھیں انکے ریاضت و اعمال  
ہوویں چالاک دجست در طاعت  
جانیں حال المۃ و اقطاب  
دائم ہو کورپھیں سنیں از حب  
لیک ہندی زبانیں میں کیاب  
ہیں ہندی کہیں کتاب سے  
ایک کتاب سیر جنان سیر  
مبتدیان میں لکھا ہے کراں  
بھی لکھا ایک نسخہ نور  
لکھا اک نسخہ قرۃ العینین

اب مذکر چہار مجتہدین  
مختصر یہ رسالہ لکھا ہوں  
شیخ فاضل امام علامہ  
حسن ابن فقیہ شہاب الدین  
وہ بہ احوال ابن چہار امام  
ہو لکھا معدن یاقوت ایک  
میں لیا ہوں سی و سیہ جوال  
اور لیا ہوں کئی کتب سے دیگر  
مثل میزان شیخ شعراوی  
تذکرہ اولیا کا ای دلدار  
اور مکاتیب عارف گیانی  
شیخ سفر ستاد ای اہدق  
کشف نجوم و روضۃ الاسلام  
اور فیض رکن شیخ مبین  
جبہ چار و امام سر و علن  
انجا احوال مکرم مشحون  
چار گلشن رکھا ہوں اسکا نام

پیشوایان شرع و دین متین  
با آئینہ معتبر مشحون  
فردیکتا فقیہہ ہستامہ  
واقف اصل و فرع شرع متین  
چار انہار بحر فیض انام  
عربی معتبر کتاب ای نیک  
ان کے اکثر مناقب اجلال  
عربی فارسی جو ہیں اشہر  
در مختار اور طحطاوی  
جسکا جامع ہو شیخ دین عطار  
قطب دوراں امام ربانی  
جسکا شایع ہو شیخ عبدالحق  
معتبر شرح نام حق ای ہمام  
شیخ والا جلال ملت و دین  
امام خدایاں سید عالم  
شرع و دین کے چہار ہیں گلشن  
چار گلشن میں ہیں لکھتا ہوں  
دیوے حق جلد اسکو رنگ تمام

اوصاف علمائے ربانی و عرفا حقانی

ذوالکرامات و ارثان رسولؐ  
انکے اوصاف پاک میں ایسے  
باصفا علمائے ربانی

جو کہ ہیں خاں نائبان رسولؐ  
اور علامات ایسے ہیں انکے  
اہل دل عارفان حقانی

کہ انہوں نے دین کو قوت  
قوت و احترام اور شوکت  
انکو چاہئے تو ہم انکا  
مج یاد دہرنا ملائم کا  
نہ ہو اہل دین میں  
میں انکو با دوستی الا فلان  
میں نیامی دین سے نہ بزار  
ابن نیام سے ہو انکو عار  
پس ہوں زہد انفسانی  
متصف ہوں بحب الہیانی  
ہو خدا شہدائے سنت  
اور سب سے ہوں شایع  
عاشق پیر معاہد ہو  
سلف صالحین کی پیروی  
طاعت حق کا ہتھکڑی  
عبادت میں صحت و سلام  
ہو دین



۱۰  
 ماحدۃ العالین  
 زیدہ الواصلین  
 شریعت و ملت  
 مہندی و مولائی  
 حافظ حاجی سید  
 عبداللطیف المودب  
 فی الدین حق القادر  
 شکرندہ دین نان اختر  
 ذوالیہا ہے یکمیرا  
 ریح انشاخ سید سادات  
 ذوالکلمات تنج برکت  
 عجیب رست حسین و حسن  
 خلف بوٹن شیر زین

ہوویں وہ علم وین میں کمال  
 کرنے حاصل علوم و نیب  
 جامع علم باطن و ظاہر  
 رہنما ہوں ادھر شریعت کے  
 درس و فتویٰ کا دیں راج اور  
 مستفید ونکی ہو ادھر تحصیل  
 ہوا ہر وعظ و پند اور تذکیر  
 ظاہری تربیت ادھر ہو خوب  
 یوں ہو ہر دو کمال میں نامی  
 اور اظہار حق میں اسل نہار  
 اور ہر خدا براہ خدا  
 لیک افراد ایسے اسی سامع  
 پاکہ تو زیر گنبد دولاہ  
 اس زمانے میں بلکہ اسی فاخر  
 عالماں ظاہر شریعت کے  
 جوں زمانہ نبی سے ہو کو دور  
 ایسے افراد جامع شرفین  
 رحمت حق ہوا نہ صبح و مسا  
 ایسے اہل کمال بحر علوم  
 اس زمانے میں گرچہ ہیں کیا  
 اسکی صحبت کو تو غنیمت جان

نہ فقط علم رسم میں فاضل  
 خاص نہیں جو ہیں یقیناً  
 ہوویں ہر دو کمال کے ماہر  
 مقتدا ہوں ادھر طریقہ کے  
 فیض باطن کا ہو کوراج اور  
 اور ادھر طابونکی ہو تکمیل  
 اور توجہ کی ہو اوہر تاثیر  
 اور اوہر باطنی ہو جذبہ حب  
 دین اسلام کے رہیں حامی  
 ہوویں بخوف و بخیر پے عار  
 وہ کرے اپنی جان ددل کو خدا  
 جو ظہور و بطون کے ہو کجامع  
 مثل سیمرغ و کمیاب ثایاب  
 ہنگے کمیاب و بہت نادر  
 جو ہوں عامل کتاب و سنت کے  
 نو علم و عمل میں آئے قصور  
 جو کہ تھے زیر خاک ہیں بے سن  
 دیکو انکو جزائے خیر خدا  
 جنکے اوصاف اب ہو مرقوم  
 پر کہیں گر کیو پاک و شتاب  
 مایہ اصل ہر سعادت جان

علم ظاہر میں فارغ التحصیل  
 جامع علم ظاہر و باطن  
 علم ظاہر میں فردا شہر ہے  
 ہے شریعت میں عالم عامل  
 قطب دیور سے جو ہے مشہور  
 ایک عالم مرید ہیں اسکے  
 معتمد اسکے ہیں خواہ خواہ  
 موشگافی ہے اسکو عرفان میں  
 ستر و ظاہر میں ہر غرض یکساں  
 ہر حمایت میں دیں گے ترویج  
 زہد و تقویٰ میں اور توکل میں  
 حقے بخشی ہر اسکو شانِ جلال  
 ذکر مولا میں صبح سے تا شام  
 دایا اسکی محفل پر نور  
 جہتک بھیجیں اسکی محفل میں  
 ذکر مولا سے دل کو اُتھت ہو  
 بیشتر اسکی محفل انور  
 اسکی محفل ہے نور و حرمت  
 اسکی مجلس دلائے یاد خدا  
 اسکی صحبت ہو کیمیا تاثير  
 یا اہل اسی سے سلامت رکھ

علم باطن میں صاحب تکمیل  
 معدن فیض بار زد کا من  
 علم باطن میں شیخ اکبر ہے  
 اور طریقت میں واصل موصول  
 ذات اسکی ہر ایک منبع نور  
 علم باطن اسی سے ہیں سیکھے  
 کیا امیر و فقیر یا اکرام  
 نکتہ یابی کمال و جہان میں  
 پیشوا ہو وہ دین و ملت کا  
 محی دیں ہر اُسے لعنت شایاں  
 جو دُشمن میں اور تہذیب میں  
 کوئی اس عصر میں نہ نکال دلی  
 ہے اُسے اطمینان اور آرام  
 ذکر مولا سے ہر یقین مہمور  
 خوف حق تب تلک ہو دلیں  
 اُتھت وہیں اور لذت ہو  
 ذکر دنیا سے دور ہر شہر  
 اسکی صحبت ہو دافع غفلت  
 اسکی صحبت دکھائے راہ ہدایت  
 زد کرے مس کو ملیں بے تاخیر  
 اسکو فیاض تا قیامت رکھ

۱۱  
 علم باطن میں صاحب تکمیل  
 معدن فیض بار زد کا من  
 علم باطن میں شیخ اکبر ہے  
 اور طریقت میں واصل موصول  
 ذات اسکی ہر ایک منبع نور  
 علم باطن اسی سے ہیں سیکھے  
 کیا امیر و فقیر یا اکرام  
 نکتہ یابی کمال و جہان میں  
 پیشوا ہو وہ دین و ملت کا  
 محی دیں ہر اُسے لعنت شایاں  
 جو دُشمن میں اور تہذیب میں  
 کوئی اس عصر میں نہ نکال دلی  
 ہے اُسے اطمینان اور آرام  
 ذکر مولا سے ہر یقین مہمور  
 خوف حق تب تلک ہو دلیں  
 اُتھت وہیں اور لذت ہو  
 ذکر دنیا سے دور ہر شہر  
 اسکی صحبت ہو دافع غفلت  
 اسکی صحبت دکھائے راہ ہدایت  
 زد کرے مس کو ملیں بے تاخیر  
 اسکو فیاض تا قیامت رکھ

امام عام سے بسفت  
نہیں پایا کوئی یگانہ  
حق یہ گنیت شریف و باریک  
بوصیفہ کو وہ دیا کرت  
اور لغت میں عین کا معنا  
ہے مسلمان سمجھ تو ہی دانا  
اور کشف میں لکھا ایدار  
کہ وہی ہے عین پاک شہار  
دین باطل کو دین حق کی طرف  
ہو و یال جو دل کو اس طرف  
اور عرب میں ہوئی بالوقوف  
کہ عین کی وصف بالحق  
غالباً اور اس کا استعمال  
ہے پر ایم پر پوجہ حال  
یہاں تلک کیو سکی پوت  
ہو کرے ہیں اس ہی نسبت

ذکر صالحین اُمت کا  
کرتا ہوں ذکر صالحین آغاز

جب سبب تزلزل رحمت کا  
اپنی رحمت سے کہیں ممتاز

## آغاز ذکر مبارک ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ

دین احمد کے سے چہار امام  
چار عشرہ دین و شرع کے ہیں  
چار حشیشہ کتاب سنت کے  
چار بحر قیاس کے گوہر  
چار معدن حدیث قرآن کے  
چار گلزار ہیں شریعت کے  
اول اُن سے امام اعظم ہے  
مصطفیٰ کا سراج امت ہی  
اس کا احوال محلی مومن

چار ارکان ملت اسلام  
چار ابواب اصل و فرع کو ہیں  
چار حامی نبی کی اُمت کے  
چار ہیں اجتہاد کے مظہر  
چار مخزن دلیل و برائے کے  
چار انہار ہیں طریقت کے  
دہرہ روان افحش ہے  
نبض دان مزاج امت ہی  
دیکھ لکھتا ہوں غریب دین گلشن

گلشن اول در مناقب امام الائمہ کاشفا النعمۃ و المناقب  
الشرعیۃ و الحاصل المینفہ امام ابو حنیفہ  
رحمۃ اللہ علیہ و دریں گلشن یازدہ خیابان است خیابان  
اول در بیان نام نامی و گنیت سامی آن امام گرامی۔

نام اقدس امام اعظم کا  
اس کی جو گنیت شریفہ ہے  
ہے مواہب میں پو لکھا سلیں  
بوصیفہ کی پایا گنیت جو

جاؤ نہماں ہی مشہر ہر جا  
روشن از شمس بوصیفہ ہے  
اولالت حنیفی میں  
ہے مقرر امام اعظم او



موسیٰ عدنی نہیں ہیں خلیل  
ہو و حق ہو صد اصلوہ و سلام

نامِ سخی کا ہے اسرائیل  
مصطفیٰ اور انبیاء یہ تمام

لطیفہ شریف

کہ براہینم جو کیا تھا دعا  
نسل میں میرے کہ ایسا بھلا  
بوصیفہ علوم و فضل کا نور  
اور مؤید اسی نسب پر جان

اور مقاماتِ بیحیوں کو لایا  
کہ امامتِ نبوی اور سرداری  
ہے اس کے یقین و دعا کا ظہور  
اس سے بخبر یہ آیت قرآن

رَأَيْتِي جَاعِيكَ لِلنَّاسِ أَمَّا قَالِ وَمِنْ دُرِّي

حکایت شریفه در ولادت باکره است امام ابوحنیفه

قدوہ زمرہ اولیٰ المابصار  
 لہ حکایت لکھا ہر خوشی میں  
 نام ثابت جو تھا بڑا عابد  
 وضو کرتا تھا وہ ہر نماز  
 کیلئے ثابت وہ سب کچھ کیا  
 کے مالک کو ڈھونڈتے کیلئے  
 پہنچا اک باغ یاس وہ آکر  
 سی چشے سے تھی وہ ہر دو  
 سب تھا یہ اس کا بے فکر  
 کیفیت اس کی کیا ظاہر  
 بے باذن سب کھا یں

شیخ عطار واقفِ امرار  
تذکرہ سچ اولیا کے یقین  
بو حنیفہ کا والد ماجد  
یکدن ایک نہیں یہ نیاز  
سیب اک آبِ پرواں آیا  
دل سے نام و ہیں بہت ہو گے  
جلد یا نہر کے کنا سے پر  
ایک چشمہ تھا باغ کے درمیان  
تھے وہ چشمے یہ سیبِ اشجار  
سکا مالک تھا باغ میں حاضر  
اور کہا بخش دیجے میری تیں

۱۴  
 کہیں بجاوہ باغیانہ ملک  
 کہیں ہستی ہے یہ ملک  
 کہیں تیرا میری گم ہو قبول  
 کہیں غم نہیں غمزدار تر معقول  
 کہیں چھایا ہے بجاوہ میر گھر  
 کہیں میری ناکھڑا ہے اک دھڑ  
 کہیں بوری کی ہے اودھن لڑی ہے  
 کہیں ہاتھوں کی پیر تندی ہے  
 کہیں لڑکی کو لڑکے کو پہنچ  
 کہیں یہ وہ سب بھلال میں  
 کہیں یہ شر طاجب سناہت  
 کہیں مضطر بہت مساکت  
 کہیں بجاوہ ڈا ہی سب میں کیا  
 کہیں جس قدم یہ سر سر آیا  
 کہیں سب لڑا اگر وہ کھاتیں  
 کہیں کیا آفتیں اٹھاتیں  
 سیا

کیا ناچار اسکی شرط قبول  
 پس وہ لڑکی سو ازدواج کیا  
 کہ مہر تین وہ اپنے تب گھر کو  
 اور بیٹھا مسند عروسی پر  
 جا کے خلوت میں دیکھتا ہوا کیا  
 اور اعضا صحیح ہیں سکو بہی  
 اپنے منہ پر لیا نقاب ہن  
 یوں سیر سے کیا ہوا وجہ چاہا  
 بولا ثابت کہ مجھ سے بدتر  
 بولی وہ سچ کہا یقین پتیل  
 کو رو کر گنگ و لنگ جو بچے  
 کہ میں جس روز سے ہوئی پیدا  
 شرع میں بات جو نہیں جائز  
 غیر حیا سے کہو چھٹی ہی نہیں  
 بعد ازاں یوں کہی وہ پاکب  
 وہ کہتا پوچھ پوچی تباہی یاد  
 مردوں اور عورتوں میں یہ کلم  
 بولا اس حصے عقل کر بیشک  
 حصے شہوت کو ہی وہ دس ہوا  
 بولی یا میں ترے ای خوشنہا  
 کہ خدا تو بچ متی بچہ سا

تانہ روز حساب میں بھول  
 پدر دختر کا بہت ساج کیا  
 کر کے آراستہ بھی دختر کو  
 بعد ثابت کو لگیا ہوا گھر  
 کہ وہ بی بی ہوا متاب لقا  
 سمجھا عورت یہ کوئی ہے سڑی  
 کی وہ عورت اسے خطاب وہیں  
 میں ہوا زوجه یقین تری دریا  
 میرے اوصاف دُسر بولا تھا  
 پر کلام اسکا رکھتا ہوا دل  
 بولا تھا اسکے ہیں یہی معنی  
 غیر حرم نہ مجھ کو کوئی دیکھا  
 میں نہ بولی سنی کہو ہرگز  
 غیر جائز طرف گئی ہی نہیں  
 مسئلہ ایک بچہ تو چوں اب  
 کہ خبر ہے مجھے تو ای ہشیار  
 عقل و شہوت کیا کئے تقسیم  
 دیا مردوں کو نوز و نوک و یک  
 ایک مرد و کو نوز و نوک و یک  
 اوزن اب ایک مانگتی ہوا اب  
 فضل سے جو کیا ہوا مجھ عطا

۱۵  
 شکریہ ایسا شکریہ  
 آجکی شب ہوں عبادت میں  
 شکریہ ایسا شکریہ  
 آخر شب تک ہے شغل  
 آخر شب میں جب ہی خلوت  
 آخر شب کی وہ عفت  
 حاملہ ہوئی وہ عفت  
 بوضیفہ امام عظم  
 قدوہ اتقیا سے کرم سے  
 یہ گھر ہے وہ وجہ عفت کا  
 یہ شہر ہے وہ شاخ عفت کا  
 جب تقی ایسے ہو پر بار  
 کیوں سر اتقیا نہ ہو کہ پس  
 خیابان دوم  
 در بیان احادیث صحیحہ  
 مشہورہ در شان آن امام کرم  
 وار وند

دو عینہ کی ایک تہ سے  
 بس وہ لمبر بجز غار سے  
 اور یہ کنی روایت دیگر  
 کہ کیا یوں روایت دیگر  
 شمس کے دو زائینا و سول  
 خرم سے ہی کیے گئے  
 اور کرد گاہیں خرم  
 دو عینہ امام زینا سے  
 دوست میرا کہ جو دوست  
 اور عدد ہکا و عدد دیرا  
 شیخ بولیت یو کہا اس میں  
 کہ امام ابو حنیفہ یقین  
 جبکہ اصحاب سے نہیں بہتر  
 کیوں کہ خرم کی بیخبر  
 بلکہ گھر خرم کا پکار  
 گرا وہ ساز و آواز یاد

شیخ علامہ جلال الدین  
 تھا مجد وہ قرن تاسع کا  
 وہ یقین در مناقب نعمان  
 ہمیں لکھتا ہی سطر ح سن  
 خبر موضوع سے بیان کرنا  
 بلکہ آئی ہے یہی صحیح خبر  
 کہ کہا بوہریہ اسے آگہ  
 کہ شریا میں ہوتا گرا یاں  
 اور سلم میں یوں ابو ووس  
 جانو اک مرد اسکو لیجا تا  
 اور در محب کہم تو جاں  
 کہ معلق اگر شریا پر  
 اور عیبہ لوگ اسکو ناپا تے  
 مرد فارس کے سکتیں چل  
 اور خلیہ میں بو نعیم جبا  
 گر شریا میں علم ہوتا یقین  
 مرد فارس سے ہو مرو امام  
 اور بھی دو حدیث آئی ہیں  
 ہے یہ پہلی حدیث رکھ تو یاد  
 خرم سے ہی کیا آدم  
 میری است کے یہ شخص اب

جو سیوطی سے شہر ہے یقین  
 شافعیہ میں مقتدا تھا پڑا  
 لکھا تبیض اک سالہ جانا  
 کہ مناقب امام عظیم کے  
 نہیں حاجت ہو کچھ عیاں کرنا  
 در صحیحین بے گمان خاطر  
 کیا ارشاد یوں رسول اللہ  
 پاتے فارس کے لوگ اسکو چپا  
 ہوتا ایمان اگر شریا پاس  
 اہل فارس سے ہو شیار پڑا  
 لایا طبرانی سطر ح میاں  
 ہوتا ایمان ای نیکو محضر  
 اسکے پانے سو خبر سب لپٹے  
 کرتے بیشک شبہ کا قائل  
 بوہریہ سے نقل یوں لایا  
 مرد فارس کے لیے سکتیں  
 یوں ہی بو لاسیوطی اور علام  
 درمخا دیں جو لائے ہیں  
 کہ کیا شاہ انبیا ارشاد  
 میں ہی کرتا ہو خرم ہو خرم  
 نام نعمان لکھا ہو خوشدہب



بعد اس کا لکھا ہوا خود ہی جواب  
منقطع ہو گیا ہے اے ماہر  
بوصفیہ امام اہل ہدا  
یائے اس سے ہدایت ایک عالم  
غزنوی کی مقدے کی شرح  
ابن جوزی رحمة نصبت  
میں طریق اس حدیث کے بسیار

کہ یقین جیسا نہ اُصحاب  
ضعف سنت میں ایک ہوا ظاہر  
تقویت سنت نئی کو دیا  
شرع سنت پہ ہو سکے اقوم  
جو مشہور اسمیں اس طرح  
کہا موضوع اس خبر کو لے  
ہوئے ثابت زراویاں کبار

در بیان مروت آن امام بهام از  
 خلیان ستم اصحاب کرام و ثبوت این معنی که از جناب  
 از مشایخ است غلام است رضا

مستفق میں محدثیں کرام  
 کہ بعض امام نے فخر  
 یک انس ابن مالک والا  
 سن ہجری تھا نوڈ و یکم  
 قبل ہجراجہ چار و سال  
 اس کی رحلت کے وقت پر ان  
 سہ حدیثیں انس سے با کرام  
 ہے یہ پہلی حدیث ای بہائی

اور یوں ہی مورخین تمام  
کے صحیح رسول تھے حاضر  
کہ وہ بصرے کیے پھر رہتا تھا  
قول دوم سے نوید و سوم  
وہ کیا نوش ہوزلال وصال  
گیارہ یا تیرہ سال کھتا جان  
ہے روایت کیا امام ہمام  
علم بڑھنے کے باب میں آئی

طَلَبَ الْعِلْمَ فَرِيضَةً  
عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ

و چونند نا علم کا بہ ییل و نہار

سپرسلماں پہ فرض ہجری یار

طریقہ و موعی  
و باب انشاء

~~الشيخ محمد بن عبد الله~~

[illegible]

سید علی حسینی

میں نے یہی حدیث  
تو توئی تھی کہ  
یہاں اللہ تعالیٰ  
کے حکم کے مطابق  
تو توئی تھی کہ  
یہاں اللہ تعالیٰ  
کے حکم کے مطابق  
تو توئی تھی کہ  
یہاں اللہ تعالیٰ  
کے حکم کے مطابق

مجلس شورای اسلامی

45

بزرگ نامی از نویش تھا  
چ اول ابو الحسن بن علی  
تبت لقی عمر امام سولہ سال  
اور تھا مشہور بعض و کمال  
اور تب از صحابہ سرور  
ایک ہی باقی تھا جہاں اندر  
اور صحابہ کو دھونڈ کر بسیار  
لوگ ملتے تھے انہی جاں یا  
پس امام ہمام کے دانا  
مکہ یا صفا کہیں جانا  
اور نہ ملنا ابو الفضل و تب  
ہے نہایت بعید ای نویش  
چار اصحاب کے یہ ہونے پر  
متفق اہل علم ہیں یکسر  
بلکہ علامہ جو کہ تھا کفوی  
کہا اس طرح وہ بوجہ قوی

دیتا یوں رزق حق وہ بندہ  
پیٹ خالی وہ صبح کو چاکہ  
اور دوسرا صحابی والا  
سال ہشتاد پر تھے چھ یا ست  
بوصیفہ کی عمر تباہی یار  
شیخ اہل حدیث ابن حجر  
کہ سماع حدیث میں یاسا  
اسلئے ہے روایت محمود  
گرچہ عمر اسکی پنج سالہ تھی  
ابن ادینی سے یہ حدیث قوی

بوصیفہ کی

دیتا ہی حسب طرح پر بندہ کو  
پُر شکم شام کو سدا آئے  
یعنی عبد اللہ بن ابی ادینی  
شہر کوفہ میں وہ کیا ہو دقا  
چھ برس یا تہی ست سال شہر  
لایا ہے اپنے مختصر اندر  
معتبر عمر پنج سال ہو جاں  
یعنی ابن ربیع ای مسعود  
پر بخاری نے وہ قبول ہو کر  
بوصیفہ نے ہے روایت کی

مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا وَتَوَكَّلَ فَقَطَاعُ بَنَى اللَّهُ  
لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

یعنی از بہر خالق کرتا رہ  
گرچہ مقدار گھونٹے کے ہو  
بالمیقین واسطے بھی اسکے خدا  
سہل بن سعد ساعدی آیا رہ  
جبکہ اسی پہ آٹھواں سن تھا  
تب تہی نعمان کی عمر گیا وہاں  
عصر اسکا امام پایا ہے  
اور چونکہ ابو طفیل عامر  
بعد کن صحابہ حضرت

کوئی مسجد بنا کیا آیا رہ  
اک پرندہ کے سنگ خارہ جو  
ایک جنت میں گھر بنا دیا گیا  
تھا دینے میں از صحاب کبار  
یا تھا نو وہ ایک تب ہوا  
یا کہ تہی ہشت سال باجلال  
پن روایت نہ اس لایا ہے  
تھا بلکہ معمر فاخر  
ایک سو دس میں وہ کیا حلت

کہ بلا شک وایت نہمان  
شافعیہ کا مقتدا کبیر  
اسکی تصنیف ہے جو بہت ہی  
اور بتایا یعنی یہی لکھا  
کہ یہ چار و صحابہ زیشان  
اور وایت کیا جو ان امام  
دوسرے اصحاب بھی ان کے سوا  
اور کرنا وایت نہ کیچان  
ہو آخر مختل نووی  
کہ کہا بوجہ سیفہ بحر مال  
تب صحابی نبی کا اک آگاہ  
شہر کوئے کو آیا بوجہ دم  
اسکی مجلس میں میں ہوا حاضر

ہوئی ثابت یہ چار اکیان  
تھا جو نووی امام و فرد شہر  
اسیں لکھا ہے وہ امام لیبیب  
وہ ہی تھا پیشوا شوافع کا  
تھے بوقت امام دین نہمان  
نہیں ساتیں کسی کلام  
جو تھے لانا بوجہ سیفہ کا  
لوگ کرتے ہیں اس کی گمان  
پر لکھا اس طرح بطحاوی  
تھی مری عمر جبکہ چودہ سال  
جو تھا ابن اسیر عبد اللہ  
سن ہجری تھا نووی چارم  
اور سنایہ وایت ای فاخر

حُبَّكَ لِلشَّيْخِ يَعْنِي وَيَصِيحُ

دوسری جگہ کو چیز کی ای یار  
یعنی اس شی میں جو کہ گویا  
عائشہ بنت عمر بن نہمان  
اَلْكَتَرُ جُنْدُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ لِجَرَادٍ لَا أَكَلُهُ وَلَا أَحْرَسُهُ

اندھا بہ اگر سہا ہے بولکر  
ناسنے اور نہ دیکھے ہے بے رب  
اس خبر کی کیا روایت جان  
سڈیاں کا ہو اس زمین اندر  
اور نہ میں بولتا ہوں انکو حرام  
ہر روایت کیا وہ قدوہ دین

یعنی اللہ کا بڑا شکر  
میں لکھا آہوں کو غیر کلام  
والتہ سے بھی دو حدیث یقین

سڈیاں کا ہو اس زمین اندر  
اور نہ میں بولتا ہوں انکو حرام  
ہر روایت کیا وہ قدوہ دین

لَا تَقْطَعُ شَمَاتَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ  
فَيَعْلَمُ فِيهِ اللَّهُ وَ  
يَتْلُوهُ  
یعنی اگر برادر دین  
ہو گرفتار کوئی بلا پسین  
دیکھ کر اسکو خوشی مت کر  
کہ خداوند ذات الباقی  
فضل سے اپنے کے بجائے  
اور گرفتار کر کے کر دیوے  
اور کہتا ہے وہ امام  
سے تھا نووی جبکہ چھوٹے سن  
میں کیج کو ایک سہ ماہ  
اور دیکھا ہے نووی نے اللہ

دیکھیں تاہم فوت ان کی اگر  
 بانٹا ظاہر یہ ہو دیکھیں  
 ایک کہتے ہیں شریکین بعض  
 کہ زمانہ میں ابو حنیفہ کے  
 چار اصحاب تھے مقرر ہاں  
 پر نہ دیکھتے ان کے تینوں  
 انکا انکار خوب رکھ تو یاد  
 ہے عاشق انصاف اور عباد  
 اور اوائل میں وہ امام ارشاد  
 لکھتے ہیں میں بارہ علی زیاد  
 شریک لکھتے کو لیکھا شریف  
 نا لیکھا اس کی کوں وہ شریک  
 ہوا لکھا امام دین نووی  
 اپنی تہذیب میں بوجہ قوی  
 کہ ملاقات آن امام ہمام  
 باصحاب صحیح غیبر کلام

حلقہ کر لوگ تھے کثرے اسجا  
 بولا ہی اس صحابی ذوالاکرام  
 فقیر کر اس کو مومنان کثیر  
 جب مجھے ہاتھ پٹہ دیا  
 اور سنا وہ صحابی نیک سیر

ہاتھ اپنی میں یہ کیا پوچھا  
 یعنی عبداللہ ابن حارث نام  
 یہ کثرے میں ادب با تو قیر  
 میں میں جلد اسکے پاس گیا  
 کہتا تھا یہ حدیث پیغمبر

إِسْمَانَةُ الْأَمْسَلِيَّةُ قُرَيْشِيَّةٌ كَتَبَتْ كُلَّ مَثَرَةٍ

یعنی تائید اس مسلمان کی  
 اور جابر سے وہ امام ہمام  
 ایک انصاری آ کے تھے ہاں  
 تجھ کو اولاد کا ہے شوق بڑا  
 تب کہا اس کو شاہ موجودات  
 سر ہمیشہ بہت سا استغفار  
 تجھ کو اولاد دیو بیگا مولا  
 اپنے فضل و کرم سے رعباد  
 خوار زمی لکھا اس نیا پچان  
 کہ ملاقات کر ز صوب کرام  
 متفق سب کے پاس یہ صفا  
 بعض بولے کہ مرد بیگے ست  
 اور لکھے کوئی کم میں کوئی نہا  
 اور ثابت ہی عصر میں اسکے  
 بیٹے پایا ابو حنیفہ نے

ہر مسلمان پر فرض ہے پوری  
 یہ روایت کیا ہے با اکرام  
 یوں کیا عرضے امام الناس  
 کبھی مجھ کو نہیں ہوا لڑکا  
 تو بدرگاہ قاضی الحاجات  
 اور صدقہ دیا تو کر بسیار  
 میں وہ دو نو عمل شروع کیا  
 سیاتو اسے دیا اولاد  
 با تحقق بہ مسند نعمان  
 جو روایت کیا حدیث امام  
 پر صحابہ کے ہی عدد میں غلام  
 اور تہی یک ہی بوجہ از عورت  
 جو عرض اختلاف در تعداد  
 میں پر دو صحابہ زندہ تھے  
 چند ماہ کو ان صحابہ کے

اور علامہ کھوسو یوں بولا  
 ایک یاراں اما کے یہ بات  
 کہ حدیثیں پچاس تک بحباب  
 اور جب ایک عالم عادل  
 قول منکر سے معتبر ہے وہ  
 اسلئے بے گواہی لے اکرم  
 بلکہ علامہ جلال الدین  
 کہ امام اجل ابو مسعود  
 ابن عبد الصمد جو تھا طبری  
 شافعیہ سے تھا وہ فرد شریف  
 بو حنیفہ کے سار مرویات  
 جمع اس میں کیا ہے با اسناد

کہے انکار کہ چہ بعض اسکا  
 صحیح اسناد سے کہے اثبات  
 وہ روایت کیا ہے از اصحاب  
 کرے اک امثبات لے عاقل  
 بہر اقبال بے خط ہر وہ  
 نہیں مقبول ہوتی ہے عدم  
 دیکھو تبصیر میں لکھا ہے یقین  
 شیخ عبد الکرم نیک سیر  
 اور کہتے ہیں جس کے تئیں متحری  
 اک رسالہ کیا ہے وہ تصنیف  
 جو صحابہ سے پاک ہیں ثبات  
 دیکھو گر چاہئے اسے رکھ یاد

الفضل وہ امام ہے بیکار  
 بقول صحیح اب من نوا  
 اور یقین یقین اسکو  
 کہتے ہیں تا بجی یقین  
 جو کہ اصحاب ہی ماضیات  
 اور شیخ ابو محمد حسن لانا  
 نب روایت حدیث ہے ای دانا  
 شرط اسکو نہیں ہے ای ذات  
 بو حنیفہ سے روایتیں خوشدہات  
 ہو نہایت ہے ہی جان  
 اور زانیہ میں تا بعین ہی نفاہ  
 جنتہ تھا امام دین نفاہ  
 تا بعین سب سے کئی بار  
 ہو اس کا منظر ہر شہور  
 جنت شعلہ سے اسکا ہر نور  
 بندہ المعصومہ میں ہے پر نور

### گل

ابن سعد اس روش کیا ہے بیان  
 کہتے اور دیکھا صحابہ اکرام  
 نئے ماصو دیکھ اسکے یقین  
 مثل اوزاعی جو کہ تھا شامی  
 اور ثوری کوئی لے ماجد  
 ایث بن سعد مصری نیک شمار  
 یہاں سیوطی کا قول لے فاخر

کہ ہو دیکھا انس کہتے نعمان  
 پس وہ ہیگا زنا بعین کرام  
 بات یہ ان میں پائی جاتی نہیں  
 اور حماد بصری لے ناجی  
 اور کمی جو تھا بن خالد  
 یہ نہ کوئی تا بعین تھو لے یار  
 بے کم و بیش ہو گیا آخر

میں نے فرمایا کہ ان لوگوں کو  
ماترینہ میں رکھ دو  
تا کہ ان کے دل میں  
ماترینہ کی یاد نہ رہے  
تو ان کے دل میں  
ماترینہ کی یاد نہ رہے  
تو ان کے دل میں  
ماترینہ کی یاد نہ رہے

ہو دیتا ہے اس کے دل میں

کہ ان لوگوں کو وہ سرور عالم  
میری بات میں رکھ دو  
نام نہان ہو گیا اس کا  
جو عظیم کی گنت کی گنت  
سکھو دیو کی عظیم کی گنت  
جس نے دیو کی عظیم کی گنت  
یوں میرے طرف سے سکھو سلام  
اور نامت میری ایل وفا  
تو بلاشبہ سکھو سلام

اور اجماع تابعین عظام  
وہ امام ابوحنیفہ سوا  
الغرض بنبوت کو پہنچا  
شائیں تابعین کے باجہلاں

جیکہ ہوتا تھا در زمان امام  
معتبر بالیقین نہ ہوتا تھا  
ابوحنیفہ ہی تابعین سے تھا  
بھی آیت یہ خالق متعال

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ  
وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ  
رَّضَوْنَاهُمْ وَرَاضُوا عَنْهُمْ  
وَعْدًا لَهُمْ جَنَّاتُ الْجَنَّةِ  
الْأُولَىٰ

قرن ثانی میں تھا وہ قدود  
یعنی مالک شافعی احمد  
اہل ہر سے قرن بقول رسول  
پس میں یہ تبع تابعین احمد  
میں مشہور بخیر اور مقبول

خَيْرَ كُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلْقَوْنَهُمْ  
ثُمَّ الَّذِينَ يَلْقَوْنَهُمْ

تم سے بہتر زمانہ ہے میرا  
پھر جو پیچھے انہوں کا آؤ گے  
پھر جو پیچھے انہوں کا آؤ گے  
یعنی میرے بھی میرے پاؤں کا  
یعنی بیشک وہ تابعین ہونگے  
ہونگے وہ تبع تابعین لے کیں

گل

ابوحنیفہ سے پھر ہے منقول  
اور صحابہ کے ہو وہیں جو اہل  
اور جو منقول تابعین سے ہو  
کہ بلاشبہ قول پاک رسول  
یہ وحی ہم کریں اقبال  
ہیں برابر انہوں بھی ہم سمجھو

اس امانت میں دو روایت ہیں  
 پہلی سن روایت اول  
 توش فرما کے ایک دن خرما  
 اور روایت یہی ہے دوسری  
 منہ میں ڈالائیں گے تھا خوشتر  
 رکھتا تھا اسکو باحفاظت وہ  
 کھایا ہو اسکو بوجیفہ جب  
 فضل سے حق کے شرح صد ہوا  
 اور بحر علوم امی امجد  
 علم و حکمت ہے چشمہ اجل  
 برکت تھی یہ اس امانت کی  
 کعب آجاریوں کہا خوشتر  
 کہ ہو نزدیک نور یک پیدا  
 اسکی کثیت ہو بوجیفہ بجا

دیکھ لکھتا ہوں میں میاں عین  
 کہ میں میں احمد مرسل  
 جو کہ باقی ہا اس کو دیا  
 کہ لعاب شریف اپنا بنی  
 لیکے وہ اپنے پارچہ اندر  
 دیا نعمان کو یہ امانت وہ  
 قلب اسکا ہوا متور تب  
 علم میں وہ رفیع قدر ہوا  
 موج زن اسکو دل سے تہی بید  
 شے روان اسکی لب شام سحر  
 اس لعاب شہ رسالت کی  
 کہ میں تو اس میں پڑایہ بات  
 اُمت احمدی میں ہو و یگا  
 نام نعمان ہے یقین اسکا

خیابان چہارم  
 در بیان آنکہ مذہب آل مام ہمام مطبق  
 قرآن عظیم و احادیث رسول کریم علیہ  
 وآلہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم است در داناں کہ آن مام  
 از اصحاب الراءے میگویند  
 شرح سفر سعادت اندرجاں  
 کہ ہر ذہنوں میں خلق کو یہ بات  
 اس احادیث کی مطابقت ہے

یوں گیکیش خ عبد حق ذریع  
 مذہب فنی رفیع الذات  
 اور روایات کے موافق ہے

۲۳  
 اور مذہب ایام عظیم کا  
 قودہ و نہایت اس کے سر  
 مبنی اس کے احکام و اوپہ  
 بخلاف حدیث شریف  
 یہ سخن ہو غلط غبات کا  
 اور اس سرہ جہالت کا  
 شہادتی اجہاد میں ہی آیا  
 حفظ قرآن حدیث و احکام  
 مجتہد کا سب اجہاد و قیاس  
 ہے حدیث و قرآن کے بموجب  
 ح لے مجتہد قرآن و حدیث میں  
 ہی اجہاد کرنا اور اس کے قیاس  
 کا مقصد علیہ بھی قرآن و  
 حدیث ہی ہے نہ کہ وہ دین  
 میں اپنی دل سے کوئی شے  
 اور نہ اپنے گھر سے کوئی آتا  
 معاذ اللہ نادان لوگ قیاس  
 و اجتہاد کے لئے ایسے ہی جھپٹتے  
 ہیں ۱۲



اسلام کی حدیثوں سے لے کر  
بتلاؤ چنانچہ دینا ہی بتلا تا ہے  
جو نہ دینا خیرا نہ  
مذہب بو حنیفہ اسے اکھنڈ  
چھوڑتا ہے بلکہ مذہب جنہل  
اور بنا اس کے پاک مذہب کا  
ہے احادیث مصطفیٰ پر مبنی  
اور یقیناً با امام دین اعظم  
ہے خلاف اسکا مسئلہ جنہل  
اور بنا اس کے کہ گمانی گم  
ان جنہل کا ہے خلاف اکثر  
اور ساری اصول کے ہی ایسی  
جو ہیں مشہور ایک سو چالیس  
ہے موافق امام دین احمد  
بو حنیفہ کے ساتھ اسے ارشد  
اور باعلائی سطح پر  
ہے مخالف مذہب جنہل  
سحر

بو حنیفہ امام اعظم ہے  
تھا مسلم تمام امت کا  
کہ چند مسئلوں پر  
کیوں اس نے یہ گمان جنبت  
و جیسے گمان فاسد کا  
تھے بعض محدثین کبار  
جو میں مشہور انکے تصنیفات  
اس میں سناد اپنے مذہب کے  
سرسراں کا یہ تعصب تھا  
اور اخلاف کے کتب پر لور  
چکھیں گے کہ مصنفان ع شحال  
کہ جنہیں کوئی مسئلہ ایسا  
نہ ہو قرآن حدیث اس پر دلیل

سب ائمہ میں وہ مقدم ہے  
سب میں اعلم کتاب سنت کا  
کہ وہ مذہب کے خلا حدیث  
جو ہی بعض کو وہ یہی بیگا  
مذہب شافعی میں اے دلدار  
جو مصابیح اور ہے شکات  
لائے اور طعن حنیفہ پر کئے  
انکو اور ہکو بخش دیو خدا  
جو دیار عرب میں میں مشہور  
منکشف ہو و تب حقیقت حال  
مذہب خاص بو حنیفہ کا  
اجتہادی ہو یا صحیح اسی خلیل

رح مذہب حنفی میں بہت سی کتابیں ہیں کہ مسئلہ پر آیت خصوصاً احادیث و  
آثار قویہ سے سندین بتلاتی ہیں جیسے یعنی شرح ہدایہ از امام محمد عینی شراح  
نجا رکاف فتح القدر بر کرمانی شرح بخاری یعنی شرح بخاری تیسرا القاحی  
شرح بخاری عن الجواب المنیفی دلائل مذہب الخفیہ و فتح المنان از شیخ  
دہلوی بحالی الآثار امام طحاوی منہ حدیث امام اعظم منہ حنفی وغیرہ

خاص شرح مواہب الرحمن  
لایا ہے آیتوں سے قرآن کے  
جس کا شایع دلائل و براہین  
اور صحیحین کے حدیثوں سے

رح بیخ شراح کتاب مواہب الرحمن جو اثر محدث ہر لازم کر لیا ہے ہا یہ  
بہت کہ اپنی اس کتاب میں مذہب حنفی کے مسئلوں پر قرآن ہی یا بخاری

گرچہ متاخرین شوافع کے  
 طعن کا انکے کچھ نہیں پروا  
 ابو حنیفہ کا ملاح کو تھا مدام  
 کہ کہا لوگ ساکار اہل کمال  
 اور امام محمد ابن حسن  
 شان ہیں کے شافعی ہی مسلم  
 کہ تصانیف اسکے ای گمانی  
 لادیں بے اختیار یاں وہ  
 اور لکھا ہے وہ کتاب شریف  
 جلد سرائے کی شصت یا سفتاد  
 اور اکثر امام دیں احمد  
 بس کتب ہی اسکے لیا تھا  
 اتباع حدیث اور آثار  
 نہیں یوں دوسریں مجتہد  
 پہنچے جو جہ کو از حدیث رسول  
 وہ صحابہ کے ہی جو میں قوال  
 اور جو تابعین کہے ہوئیاں  
 نہو جب تک یقین ضرورت تام  
 ماتی اسکو کوئی حدیث شریف  
 اسکو بس وہ امام اہل ہدا  
 دیکھئے غور کر ذرا اس جا

طعن اسپر وہ حسد سے کئے  
 بسیر شافعی امام ہدا  
 اسکے اصحاب کا بھی با اکرام  
 ابو حنیفہ کے فقہ میں ہیں عیال  
 جو تھا شاگرد اسکا فردزن  
 ہر طرح بولتا ہے بال تکریم  
 دیکھینگے گر یہود و نصرائی  
 ہووینگے جلد تر مسلمان وہ  
 ہے ضخیم و طویل ہر تصنیف  
 ہینگے بعضوں کے بلکہ اس سے زیاد  
 کئے مسائل دقیق اسے امجد  
 ان سے تھا مستفید صبح و ساء  
 جوں کرے ابو حنیفہ پاک شفاء  
 بولتا ہے ابو حنیفہ ضہ جان  
 ہے سر و چشم سودہ محکو قبول  
 وہ کروں اختیار در حلال  
 ہیں انہوں اور ہم برابر یاں  
 نہیں کرتا تھا اجتہاد امام  
 کہ وہ اسناد کے پورے و ضعیف  
 تھا مقدم قیاس پر رکھتا  
 اسکو تعجبت حدیث تھی کیا

۲۵  
 شافعی شافعی  
 یوں ہی شافعی  
 کہ وہ شافعی  
 ہے مقدم رکھا قیاس ہی  
 بحث تو اصول فقہ میں کچھ  
 فضیل عیاض سے منقول  
 کہ پیشہ جب بیت رسول  
 ابو حنیفہ کو پہنچا  
 ہوتا تھا دل سے کجا تابو  
 پہنچے اصحاب سے جو اسکے متین  
 باز قدامتے تابعین  
 تابع ہوتا تھا اسکو یوں  
 ورنہ کرتا تھا اجتہاد قیاس  
 اور نزدیک آن امام ہدا  
 مسئلہ نہ کریں سے تا تھا  
 بحث کرتا تھا ہمیں سب جان  
 طول تہ نگ وہ بابا یاں  
 بعد

۲۷  
 اہل بیت علیہم السلام باجمل  
 ابوحنیفہ کے فقہ میں ہیں  
 دلی کیا کاموں کی بہت  
 لیں ایسے فقہوں کی نسبت  
 الغرض جو مناسبت ایسی  
 ہے کہ عیسیٰ ابوحنیفہ کی  
 دیکھ ایسی مناسبت تو نہ ہوتی  
 خواہم پیراں لکھایا  
 کہ زید نزد عیسیٰ بھی  
 ہو سکے حال مذہب حنفی  
 یہ مراد اسکی ہے تو ہواگاہ  
 کہ کجا اجتہاد روح اللہ  
 ہو مطابق بہ اجتہاد امام  
 ابوحنیفہ امام یا اگر امام  
 نہ کہ پیغمبر خدا عیسیٰ  
 ہو مقلد امام عظیم کا  
 تابع

بعد تحقیق وہ بوجہ صواب  
 اسکے یاراں تلامذہ اسکے  
 اور مذہب میں تھے وہ مجتہدین  
 اور تھے اہل زہد و ورع تمام  
 وہ محقق امام ربانی  
 الف ثانی کا تھا مجدد جو  
 ایک مکتوب میں کیا ہر رقم  
 کہ کر گیا نزول جب عیسیٰ  
 اور کر گیا وہ اجتہاد پیمان  
 اور نکات و دقائق باریک  
 آہ ظاہر کے عالماں بسیار  
 اور مخالف کتاب سنت کے  
 پس امام ابوحنیفہ بجا  
 اجتہادات حضرت عیسیٰ  
 اجتہادات کو امام کے بھی  
 قاصر جو نہیں سمجھتے ہیں  
 ورع و تقویٰ کی کج برکت  
 ابوحنیفہ وہ درجہ علیا  
 فہم دوسر دنگو اسکا ہے دشوار  
 یہ سببان کی ہے جہالت کا  
 شتمہ اک شافعی مگر پایا

وینا تھا بس مسئلے کا جواب  
 فقہای محدثین سب تھے  
 پیشوایان دین ائمہ دین  
 ائمہ رحمت کرے خدا انام  
 بکر امرار کشف و عرفانی  
 قلب فاق تھا مجدد  
 ہر جو چہین بدست دوم  
 ہووے تابع ہسی شریعت  
 بالیقین از حدیث اور قرآن  
 اسکے مآخذ کے نا سجد کر ٹھیک  
 کریں اس کے قیاس کا بخار  
 اجتہادات اسکے جانیں گے  
 ہے مشابہ بہ حضرت عیسیٰ  
 اہل ظاہر نہ مانیں چوں اصلا  
 اک جماعت نہ یونہی مانے گی  
 اسکا انکار کر ہی دیتے ہیں  
 یمن سے اتباع سنت کے  
 ہے یقین اجتہاد میں پایا  
 جانتے ہیں مخالف اخبار  
 عدم اور اک اور فرست کا  
 فقہ سے اسکے جب یہ فرمایا

تابع اُمت کے علمو کا بھلا  
 بے قصب بے تکلف اب  
 نظر کشفی میں سے ہمیں سلیم  
 اور دیتے ہیں نہ ہیاں سر  
 اور بظاہر سوا و اعظم بھی  
 اور تہقید سنت اکرم  
 کہ یقین وہ حدیث سیر گو  
 جانے لائق رہا ہے یقین  
 باوجود ایسی تہ سنت کے  
 آہ ہوتے ہیں سس سوا و اب  
 بو حنیفہ ہے فقہ کا بانی  
 فقہ سے اسکے تین حصوں یقین  
 چار دان حصہ جو رہا باقی  
 فقہ میں ہے وہ صاحب خانہ  
 پھر مجدد یہاں کہا خوشد مذہب  
 شافعی سے جو محبت ہے  
 صدق سے جانتا ہوں ہر کو بزر  
 بعضے اعمال نافذ میں سید  
 کیا کروں مجتہد جو میں دس  
 سب وہ پیش نام غیر قصو  
 حال سب کا خدا ہی جانے خوب

ہو کیوں جو نبی ہے حق کا  
 بولتا ہوں کہ نور میں مذہب  
 نظر آتا ہے مثل بحر عظیم  
 مثل حوضوں کے اور جداول  
 بو حنیفہ کے ہیں توابع ہی  
 بو حنیفہ ہے سب پیش قدم  
 اور صحابی کے قول اہل کو  
 نہیں یوں دوسرا ائمہ دیں  
 صاحبائے کہتے بعض اسے  
 دیکہ توفیق نیک ن کو رب  
 فقہ میں کون اسکا ہوتا ہی  
 سب سلم رکھے ائمہ دیں  
 اس میں سب مجتہد ہو ساقی  
 سب ہیں سکے عیال ہی دانا  
 باوجود لزوم میں مذہب  
 ذات سوا کے بس عقیدت ہے  
 شرع و ملت کا یک چراغ سرگ  
 اسکے مذہب کی کرتا ہوں تقلید  
 باوجود ان کے علم و تقویٰ کے  
 مثل طفولوں کی ہوتے ہیں منظر  
 ہو آخر خلاصہ مکتوب

س

قطب دوران فسیون تانی  
 راز دان صاحب اسرار  
 صاحب جہاد و استواریاں  
 اس کشف و لولہ جداول  
 اہل شرف و سنت سرور  
 حامی شرع و سنت سرور  
 جس اندر شرفی مذہب  
 تھا عیلامہ صوفی اشرف  
 ذوالکلمات عظیم  
 وہ صاحب نام عظیم  
 منظر اس عظیم  
 جہاد و اس جو بکھا لبوا  
 اپنے بیزاں سے جواب  
 اور دیا جو غافلین جواب  
 ہے مظلوم اگرچہ مضمون  
 پر بیاں مختصر میں لکھا ہوں  
 کہ

یہ دیکھا مالک سے تافعی میں  
کیا تو دیکھا ابو حنیفہ کو  
بول مالک کے ہاں میں دیکھا ہوں  
علم اور فضل اس کا کیا بودوں  
گروہ کرتا منظرہ فوسے  
باب میں اس کی سوسل پوچھ  
کہ وہ دیکھے کیا دیکھتے کا  
نصف یاد کا نصف دیکھے کا  
قوت علم سے دیکھنے کا  
اسیہ قائم دیکھ کر دینا  
اور کہا شافعی کہ لوگ تمام  
فقہ میں ہیں یقیناً عمل امام  
مکاتیب بغداد شافعی سید  
بو حنیفہ کا جب ہوا زامیر  
صبح کی اسے وہاں نماز پڑھ  
تہران کا ہاں امام عظیم کی  
پس

کہ کہا اسطرح وہ حق آگاہ  
بو حنیفہ کا علم اور عرفان  
مثل دریائے بے کنار کے تھا  
اور اس کے عقاید و اقوال  
ہیں مشہد کتاب سنت سے  
اس کے جانتے ہوئے تھے  
بلکہ دھونڈھا ہوئے ہیں بتقیل  
میں لکھا ہوں جو اس کتاب میں  
اور اس میں دلائل مذہب  
مذہب بو حنیفہ با شان  
اور اٹھیکا اخیر میں سب کے  
واسطے اپنے دین کے رب نام  
اور توابع اسی کے در ہر عصر  
اور اگر انکو ضرب قید کریں  
وہ نہ مذہب کو اسکو چھوڑینگے  
رہے راضی نہ اس نام کو رب  
اور موب ہو جو اسکے سات  
یوں کہا سیدی علی خواں  
مالک شافعی کو نیک و صاف  
تو دے تو لوں کو بو حنیفہ کے  
کہ ائمہ انہوں کو صبح و سہا

سب ائمہ یہ بتا رہے ہیں گواہ  
خاص علم حدیث اور قرآن  
کوئی ایسا نہیں امام ہوا  
اور افعال اسکے با اجمال  
ہے یقین وہ خیال امام ہے  
حسن ظن ہو نہیں قنط دریا  
سب ائمہ کے مذہب کو دلیل  
جس کتب منہج میں ہونا نام  
چار ائمہ کے میں لکھا ہو سب  
ہے یقیناً اول مذاہب عالم  
بعض اہل کشف کو یہی کہی  
یہ گزیدہ اسے کیا ہے امام  
ہوئے جاوینگے حشر تک تجھ  
تا کہ اسکے طریق سے نکلیں  
رشتہ اخلاص کا نہ توڑینگے  
اور سدا کے تابعوں سب  
اور ائمہ کیست سخت شدات  
حب کشف و ذوق باخلاص  
جو مقلد ہیں کہیں گرانصاف  
ہیں ہرگز ضعیف جانینگے  
تر زبان سکی طرح میں تھسدا

پس اس دے امام عظم کے  
 باوجودیکہ اس کا استیجاب  
 لوگ پوچھو تو شافی بولا  
 کیوں کروں و حضور کا خلاف  
 کیونکہ اندر نماز صبح قنوت

چھوڑ ڈالا قنوت کو اس نے  
 ثابت اس کے کیا ہوا آداب  
 کہ حضور امام ہے اُس جا  
 پس اس دے قنوت چھوڑا صاف  
 نہیں نزد امام پایا ثبوت

## حکایت

اور حکایت کیا ہوا بھائی  
 کچھ مناقب امام عظم کے  
 میں رقم ایک روز کرتا تھا  
 دیکھتے ہی اسے ہوا بشاق  
 دیا جگو کیا میں اس میں نظر  
 میں تب اس شخص کو کہا ایسا  
 کیا سمجھتا ہے ہکا لغز کلام  
 وہ کہا رو بہ میں لیا ہوا ہاں  
 میں کہا فخر فخر رازی کا  
 طالب العلم سا ہے پیچھاں  
 یا ہے مانند ایک تاریکے  
 جوں عسیت کتیں نہیں جائز  
 کیونکہ میں جو کہ لائق تقلید  
 کہ کہیں طعن برائے عدیں

اسی میز انہیں شیخ شراوی  
 اور فضائل وہ فردا کرم کے  
 تب مہر پاس یک شخص آیا  
 تب نکلا ہے وہ کئے اوراق  
 اس میں تھا رد ابو حنیفہ پر  
 اسی فلاں آہ شخص تیرے سا  
 تاکرے رد امام کا ارقام  
 از تصانیف فخر رازی جاں  
 ہے امام زمان کے آگے کیا  
 یا رعیت پیش یک سلطان  
 جو ت میں آفتاب کے آگے  
 طعن اک بادشاہ پر ہرگز  
 انکو ہر منع اور حرام امی سعید  
 اور انہوں تابعا مجتہدیں

ہاں اگر قول ابو حنیفہ کا  
 کوئی بالرفض پایا گیا  
 کہ نہیں پایا جاوے دلیل  
 وہ اس اعتبار سے قبول  
 ہے مفید عمل مسئلہ کو  
 قول ہی اس امام کا سن تو  
 یعنی اگر قول امام عظم کا  
 کوئی ظاہر میں پایا گیا  
 نہ نقی صریح اسے دلیل  
 تو یہ تین سے وجہیں تقبل  
 کہ ہے واقع میں نص گرتا ہے  
 نہیں پایا کہ ہے سبھا  
 یا کہ پایا ہے سب کوئی سبھا  
 کہ ہے معنا و مطلب اسکا کیا  
 یا کہ نص صحیح ہی سامع  
 نہیں اس مسئلہ کو فی الواقع  
 ہر

دور کی طرف سے  
ابن ابی زید رحمہ اللہ

# حکایت

طالب العلم شافعیہ سے  
بعض نزدیک مسافر  
بعض صحابہ و فضیلہ کا  
ایک انکار میں کہتا تھا  
اسکو ایک دن میں کیلینہ  
مستقیم ہوا نہیں مساف  
اس سے کہ کو بڑی ہوتی  
لیا چار اس میں وقت  
دہ گیا اور ایک سڑی پر  
گر کے ایک ڈاکاؤں دی  
دن بدن حال کا پورا  
جلد تر خواہ ازاد ہو سکے

جب

پر امام اجتہاد ہی کر کے  
قول اپنے امام کا سن تو  
یاں تو پاویگا جب خلاف کا  
مسئلہ تب بھی اختلافی ہو  
دہ سند ہو اگر حدیث صحیح  
تو چاہے اختلاف حدیث کا  
اور اگر وہ سند ہو و صحیح  
قول پر مجتہد کا ہی اسی خلیل  
کہ نکالا وہ مجتہد کے ہمام  
ہوتا ہے اجتہاد و مجتہدان  
گروہ صورت قیاسی ہو گئی

ہی نکالا کتاب سنت سے  
واجب العمل ہے مقلد کو  
کہ کوئی مجتہد کہا ہو گا  
ہے سند ہر دو جہاں ہی خوش  
ہے جو ہر طرف دلیل صحیح  
مختلف آئی جو حدیث نبوی  
تو ہی بیشک وہ اجتہاد صحیح  
ہر مقلد کو اسکے پس دلیل  
مسئلہ وہ اجتہاد تمام  
در حدیث و اثر و یا قرآن  
تو ہر اسکا مقبوس علیہ صحیح

# حکایت

ایک عالم زجا مع از ہر  
ایک دن یوں کہا کہ بعض اطفال  
میں تصنیف کر سکن گے اب  
ہر مسیحتہ شخص اکٹ باہر  
قیروانی کی دہ رکھا تھا کتاب  
وہ کتاب اسکو وہ پڑھانے سکا  
کہا برہم ہوا سکتیں ہی نہیں  
اپنے سر سے اتار یہہ دستار

کیا انکار قیام بزرگوانی پر  
اسکی تصنیف کے کتب کے شال  
بے ادب ہو کہ وہ کہا یہ جب  
شکری کے شال اسی ماہر  
اسکو بولا مجھے پڑھایا شتاب  
پس اسکو کہیں گے کہ وہیں مارا  
لوگ اب جانتے ہیں تجکو فقیہ  
نہیں شایاں ہی یہ تجھے زہناں



جب عیادت لئے وہ بلوایا  
بہر آداب تابعان امام  
پس ای بھائی تو سب اماموں  
یا ادب کے رکھڑیاں کو گناہ

میں عیادت نہ اسکی جاگیا  
اس سے پھر ملے میں کیا کہ  
انکے اتباع مقتدیوں سے  
کہ تھے مقبول بارگاہ الہ

### شکوہ

اور ائمہ کے درمیان ای یار  
تھا وہ انہما حق کے ہی خاطر  
کرنے کامل ہی ناقص کتیں  
اور بعین شریعت کبریٰ  
پہنچے ہیں جو ای گرامی ذات  
انکاجت و مناظرہ تھا تب

جو ہوا ہے مناظرہ کئی بار  
نہ سبب تھا حسد کا ای خاطر  
دینے ترغیب طالبوں کے تیں  
سب ائمہ کے مذہب والا  
کشف شیر تھی یہ جھٹک بات  
متفق بعد کشف ہو گوسب

شہیدانِ پیغم در مناقب عظیمہ و فضائل کریمہ آن امام  
الائمہ و بعض اوصیا جلیدہ صاحبین  
مغضیوں و تبیین اہما و بعضا ولیا کرام و اصفیائے  
عظام کہ در شریعت و طریقت تابعان آن امام ہمام  
بودند رحمتہ اللہ علیہم اجمعین

در مختار میں یہ ہے مذکور  
کہ امام محمد والا  
تھا بہت غلام فضل و حفظ طلاق  
اور تصانیف کا ہی اسکے شمار  
اسکا شاگرد شافعی ہی جا

اور ہی اسکی شرح مشہور  
تھا چوتھا گرد بو حنیفہ کا  
اُس سے پھیلا ہی علم در آفاق  
ایک کم یک ہزار تنگی یار  
اور اسکا ربیب علیشان

۳۱  
یعنی اور شافعی کے بجا  
تھا محمد سب سبیل  
اپنے مال و سبب سبیل  
شافعی کے تبارک و تعالیٰ  
سے بکے نفع اٹھا  
ان کا بول  
کہتے ہیں شافعی فقہیہ  
یعنی انکے آگے در بعد  
سب شافعی امام  
تھا یقین کر چکے ہیں  
پر محمد کے سبب سے حق  
تو علم کس کس کما اور بجا  
علم کو اسکے پس کما  
اور بولا غلاب دینے کا  
تسے تیں سارا وہ  
تو تجھے علم کی اتنا  
ای محمد نہیں دیا ہوتا  
چہر

سُبْحَانَ الَّذِي  
 لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلاَ  
 وَلَدًا سُبْحَانَ الَّذِي  
 لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ  
 اور وہی آخری تو کیا  
 اذان کہنے کے قادر ہے یا  
 کعبہ اندر میں تار ہے کشت  
 وہ خوشی سے دہاوت  
 پس وہ کعبہ میں جب ہو داخل  
 درمیان تو تونکے اسی عاقل  
 اپنے پیدا کی یاد پوری کھرا  
 لیے پیب اپنا راستہ پو کھا  
 نقل دو کہتین شروع کیا  
 نصف قرآن پڑھ کر دیا  
 بعد سجدہ پھر کھڑے ہو کر  
 پاؤں میں بار کھائی پاؤں  
 لٹکا

پھر میں پوچھا کہ ای نام نہاں  
 تب محمد کھا ہمارے سے  
 درخت کا محشی ہیاں  
 یعنی اک درخت اسکی نسبت کیا  
 یا یہ حاجت روئی سے مراد  
 یعنی کرتاہا عدل وہ بدام  
 پھر میں پوچھا کہ ای دیشاں  
 بولا اسکا مقام پاک تعین  
 یعنی وہ صاحبین سے تر  
 کیوں نہ درجہ اسے بلند ملے  
 کہ چہل سال صبح کی وہ ناز  
 کہ وہ سویا نہیں تمام شب  
 اور چٹین کیا ہی حج ای یار  
 ہی روایت اخیر دفعہ امام  
 کہ ترے بندگون کور در شمار  
 حق کہا تو پھر بگیا صبح و ساء

ابو یوسف کا ہی مقام کہاں  
 ہی بلند اسکی جاودہ درج  
 دیکھ اسطرح سے کیا ہی بیان  
 اور ہی دوسرا شخیت کا  
 مومنوں کی جودہ کیا ہے زیاد  
 جتنا ماضی ناقد لا حکام  
 کو خیفہ کا ہی مقام کہاں  
 بیگا برتر بقصر علیین  
 یک مقام اسکا ہی بہت اندر  
 نعمتیں کیوں نہ از چند ملے  
 از و ضوی عشا اثر باہ نیاز  
 یک شد ملک بہ طاعت رب  
 دیکھا خالق کو تو ہمیں سو بار  
 پوچھا در خواب از خدا نام  
 کس عمل کے سبب چھکار  
 یہ دعا پس میں اسکو بخشو گا

سُبْحَانَ الَّذِي اَنشَأَ الْاَوَّلَ - سُبْحَانَ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ  
 سُبْحَانَ الْهَدِّ الْقَهْمَدِ - سُبْحَانَ مَرَاوِجِ السَّمَاءِ  
 رَغَائِرِ عَمَدٍ - سُبْحَانَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلَى الْجَمَدِ  
 سُبْحَانَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاحْصَاَهُمْ عَدَدًا -  
 سُبْحَانَ مَنْ تَسَمَّى الرَّزَقَ وَلَمْ يَمُتْ اَحَدٌ -

نصف ثانی پڑھا وہ باحرمت  
اور کر کے ادا رکوع و سجود  
خوف سی حق کے اشکبار ہوا  
اور بدرگاہ خالق متعالی  
کہ ترا عبدنا تو ان یارب  
جوں سزاوار ہے تری عظمت  
پر وہ پہچانتا ہے تیرے صفات  
پس تو نقصان کو اسکی طاقت کے  
ہاتف غیب تب کیا آواز  
کہ ہمارے صفات تو جہاننا  
اور عبادت ہماری ای نہما  
ہم دعا کو تری قبول کئے  
پیروی بھی کریں تری جو بشر  
تا قیامت ہم ان کو بخشینگے  
اور کرتا ہے نقل جرجانی  
کہ کوئی گمراہ امت موسیٰ  
ہونا مانند بوجیفہ کے  
اور مناقب میں اس معظّم کے  
ابن جوزی کا سبط بانکریم  
دوسرے علما ہی شرح بسط کیت  
الغرض بعد حضرت قرآن

ختم قرآن کیا بدور کعت  
جبکہ پھیر اسلام وہ مسعود  
جوش قلبی سے زار زار ہوا  
کیا آہستہ اس طرح سے سوال  
سرو ظاہر بحکم و جاں یارب  
نہ ادا کر سکے ہر با طاقت  
جو مدلل ہیں بر الوہیت  
بخش رحمت می اس پر کھانت کے  
سمت کعبے سے ایک کھانڈاز  
اور بخوبی یقین تو پہچانا  
کیا اچھی ادا تو سر و عیاں  
تجلی کو لطف و کرم سے بخشے  
اور رہینگے جو تیرے مذہب پر  
اور جزا بہتر ان کو دیونگے  
سہل تیری مولے گیانی  
اور یوں ہی باتمت عیسیٰ  
تو نصارا یہود نا ہوتے  
بوجیفہ امام اعظم کے  
کیا تصنیف ہو دو جلد ضخیم  
کئی مطول کتب لکھے خوش ہوا  
ہونا پیدا امام دین نعمان

۳۳  
معجزات محمدی سی یقین  
ہے بڑا معجزہ اسے نیک آئین  
بہ سبب پاک اس کا در افاق  
شہر سرور با بہت خلایق  
بات کوئی نہیں کیا وہ امام  
پہ قبولے بڑے بڑے اعلام  
اسکے اصحاب تابعوں کو خدا  
آج تک در شریعت غرا  
بخشا اپنے سرم سے سرداری  
اور فضیلت دیا انہیں باری  
اور موافق اسکی مذہب کے  
ہو جاتا ہے  
حکیم عیسیٰ کرے  
یعنی عیسیٰ کا اجتہاد امام  
ہو دیکھا حسب اجتہاد امام  
ورنہ حق کا رسول اکی سامع  
ہو دو کیوں اک امام کے تابع  
یونہی

۲۲

اولیام شہنشاہ عبداللہ  
یعنی ان مبارک لے آگاہ  
اور برادران کے میں بہت ایثار  
کہ جو جگہ شمار بس دستور  
صوفیہ میں خطاطی لعل  
یونہی ہے وہ قدوہ آفاق  
میر استاد و علی دقاق  
کیا ارشاد ہے یہ میرے تیر  
کہ طریقت کا علم سیکھا میں  
ازوالہ القاسم نصیر آباد  
ہے بلاشبہ وہ مراد استاد  
اور وہ سیکھا خدمت  
اور بشی زسری سقطی  
اور سری زیشہ ذہن موم  
جسے فتح زری باطنی گستر

لوہی بولے ہیں اہل کشف و کمال  
اور وہ ہر حفظِ شرع متین  
ہے نکالافروع کو ز اصول  
فقہ میں ہر وہ صاحب خانہ  
فقہ میں اصل ہر وہی سب کا  
علما اور تاجِ روز شمار  
حکم سے اس حدیث کے سننے

صحابہ جذبِ حال ہا ا جلال  
مسئلے فقہ کے کیا تدوین  
اجرا اس کا اسے ملیگا نہ بھول  
سب طغیانی میں اسکے اودانا  
اور میں سب فروع اسکے بجا  
فقہ کے جو کتب لکھیں اے یار  
بو حنیف کو اجرا اس کا ملے

مَنْ مَنَّ سُنَّةَ حَسَنَةٍ فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا

إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

یہ جس نے اچھی چال ڈالی اسکا اجر اسکو ملے گا۔ اور دوسرا جو عمل کرے گا اسکا بھی اجر فی امت تک اسکو حاصل ہوگا

بو حنیفہ کا درجہ یہ تحقیق ،  
 ہے یہ رتبہ بغیر شبہ بڑا  
 اکثر اقطاب و اولیای کرام  
 جوں برہم ابن ادہم تھا  
 شیخ و الاشقیق تھا بلخی  
 محمد و جہاں عارف نامی  
 اور داؤد جو کہ تھا طائی  
 شیخ ربیع بن عیاض  
 ابو حامد کہیں جسے لفظی  
 اور شیخ و کعب بہر صلاح

بیگما مانزد حضرت صدیق  
 سار علمائیں حق اسے بخشا  
 نذیب اس کا کہ قبول تمام  
 تارک سلطنت برائے خدا  
 اور مودت عارف کریمی  
 شیخ دین بائزید بستانی  
 تھی جسے سالکوں میں سرسائی  
 جس کو تازہ تھا معرفت کا ریاض  
 اور ابوبکر تھا بن الوراق ،  
 جس کے والد کا نام جو حلاج

اور داؤد طائی اے ہوشیار  
 سیکھا الحق امام اعظم سے  
 ایسے قطب اولیائے کرام  
 تھے ائمہ ثوب طریقت کے  
 بعد ان کے جوئے میں اے یار  
 یہ بزرگان تمام سرور عیاں  
 تھے فضیلت کے اسکے قائل سب  
 مالک و شافعی و احمد جان  
 تھے مقرر کی جو فضیلت کے  
 ایسے اعلام و اولیائے کبار  
 ہے عجب تر عجب ازار و جاہل  
 ناکہ اپنے جہل کا اقتدار  
 کیوں نہ ہو وہ بدعتی مردود  
 درنختار کی عبارت کا ، ،

یہ طریقت کے رزا و اسرار  
 قدوہ اولیائے اکرم سے  
 بیگے شاگرد و مرید امام ،  
 اور اساطین تھے شریعت کے  
 ہیں طریقت میں ان کے تابعدار  
 معتقد تھے امام کے ایجاں  
 بلج گو اسکے تھے بروز و شب  
 بلج میں سکے تھے جو طلب لسان  
 انکے اقوال آئینگے آگے  
 جبکہ تابع ہوں سکے سر و چہار  
 کہ تہیں سکے فضل کا قائل  
 کہے قول امام کا انکار  
 اہل حق کا کیا خلاف نمود  
 ترجمہ اب یہاں تمام ہوا

## شکوہ

استادان امام کے اے یار  
 لیکہ حماد کے طرفہ نسبت  
 ہے بلاشبہ شیخ دیں حماد  
 وہ تھا شاگرد شیخ نخعی کا  
 اور نخعی کے تھے یہ استادان

گرچہ میں تابعین سے بسیار  
 استاد کی پائی ہو شہرت  
 بو حنیفہ میں فقہ کا استاد  
 کہ براہیم نام جس کا تھا  
 غلقمہ اسود و شریح عیاں

۲۵  
 اور استاد انکے تھے رہبر  
 ابن مسعود اور ابن عمر  
 چچا ہیں حضرت محمدؐ سے  
 علم کیجئے  
 جو پیشہ ہے رنگ پرہنج  
 علم رنگ پیاں  
 پائے تھے اجتہاد کا درجہ  
 دین میں اجتہاد کرنے لے  
 حکمران کو ملتا تھا حضرت  
 ح صدیق شریفی آیا ہے حضرت  
 علیہ السلام نے عبد اللہ بن مسعود  
 اور معاویہ رضی اللہ عنہما و دیگرہ کو قرآن  
 و حدیث میں اجتہاد کیلئے علم فرمایا  
 اگر دین میں اجتہاد کیلئے ان کو حکم  
 حضرت اجتہاد کیلئے اور مجتہدوں  
 نہ فرمائے ہوتے اور مجتہدوں  
 کا اجتہاد دین کا  
 کے

کے دلائل اربعہ سے نہ ہزارا فافہم ۱۲

## گلدستہ در وصف و تہذیب آلِ امام از دیگر ائمہ کرام

کہ اگر تو لیں سب جہانکے عقل  
یعنے اسکے ہی عصر میں رکھہ یاد  
بو حنیفہ امام اہل ہدا  
شیخ حماد سی ہی تھے دو ہزار  
ان سے سب ہزار تھے بچاں  
کر تاتھا وہ علوم دین کا سب لچ  
کیونکہ بیگا ضرور تر یہ کام  
کر تاتھا کم وہ خلق کا رہبر

ابن عاصم سے یہ ہے منقول  
بو حنیفہ کی عقل ہوگی زیاد  
حسن ابن زیاد یوں بولا  
نقل کرتا تھا چار ہزار اخبار  
اور تھے دس ہزار استادان  
اور بہت مسئلوں کا استخراج  
بیشتر شغل تھا اسی کا مدام  
اور روایت حدیث کی اکثر

۱۱

۱۲

صحیح یعنی امام کو محض حدیث کے کتابوں کی تدوین و تالیف کا شغل کم تھا کیونکہ  
امام اعلیٰ درجہ کے محدث ہوئے درجہ کے مجتہد مطلق بھی تھے مجتہد کا کام  
قرآن و حدیث کے مطالب سمانی اور اس کے تفقید و اطلاق عموم و خصوص النواع  
و دلالات پر لے لیا کے اس مسائل استخراج کرنے کا ہے نہ کہ فقط لفظ حدیث کی  
روایت و اسماء الرجال کی تحقیق وغیرہ کا اشتغال و اگر نہ حدیث کا سامان امام  
اعظم کے پاس کچھ کم نہ تھا مشہور ہے کہ امام گیارہ لاکھ حدیث کے حافظ  
تھے اور انکے پاس حدیث کے کئی صندوق بھرے ہوئے تھے اور ان کو احادیث پہنچا  
سوا کل استادان چار ہزار تک ہیں اور امام زمرہ تابعین ہی ہیں۔ سن انہی  
میں پیدا ہوئے تیس سال کی عمر کی صحابہ کے زمانے میں گذری کو فی میں  
چھ سو صحابہ تک کے رہے ہیں پس امام کو کتنے احادیث پہنچے ہونگے اور تہذیب

۳۶  
دعا تری تحقیق کی درجہ کی ہوگی  
فوز کیا چاہئے ۱۲  
یوں ہی لایا ہے دیکھہ درمقات  
اور بولا امام کرمانی  
فی کتب قراسکی نورانی  
سکین بن لکائی نیکو مزاج  
بو حنیفہ کیا ہے استخراج  
اور بولا خطیب فوار زنی  
و تھانج گزیر علمی  
کہ نکالائے مسئلہ نعمان  
تراسی ہزار ای باشاں  
تیس پر آئے ہزار ہیں ایار  
ہیں عبادات میں زرد و شہار  
اور باقی معاملات اندر  
پے نکالا دو خلق کا رہبر

گر نہ ہوتی یہ بات اے ہوشیار  
 عاصم قاری شیخ پاک نہاد  
 بو حنیفہ کا جبکہ فضل و کمال  
 استفاد یکے واسطے عاصم  
 اور کرتا تھا اسکو یوں او امام  
 آتا تھا گھر ہمارے دوسو اس  
 پوچھے عاصم سے اس طرح جو صاف  
 کہا بجا تھا اسکے تین کرتار  
 فہم سے اپنے ہم نہ پائے جو  
 جینگ اقوال با صفا اس کے  
 ہم کو تب تک یقین نہیں ہوا  
 اور بولائے حجتہ الاسلام  
 تھا بلاشبہ عارف باللہ  
 کہ خلوص اپنے علم سے نشد

موتے گمراہ لوگ درامصار  
 س بقرات امام کا استاد  
 کیا مشہور خالق متعال  
 پاس آتا تھا اس کے ہوا عاز  
 کہ تولد کائی بیچ اپنے ہدام  
 ہم بڑ ہاپے میں آتے ہیں بچ پاس  
 بو حنیفہ کا کیوں کر تو خلاف  
 فہم اور علم دین کا بسیار  
 فہم کامل سے اپنے پایا او  
 خوب مفہوم ہم کو نا ہوئے  
 قول پر اس کے دیوں تا فوا  
 بو حنیفہ جو تھا امام ہمام  
 زاہد و عابد گرجی جساہ  
 تھا ارادہ کیا وہ حق آگاہ

### حکایت

شیخ علامہ کفوئی نامی  
 اپنی لڑکائی سے امام ہمام  
 ہر جواب اسکا بہ تناسل منقول  
 نقل ہے شہر روم کا قیصر  
 اپنے قاصد کو بھیجا تھا یکبار

لایا ہے از خطیب خوارزمی  
 اب حاضر جواب تھا بہ انام  
 اور رہتا موافق منقول  
 تحفہ مال و زر بہت دیکر  
 نزد منصور بادشاہ ای یار

یہاں علامہ نے عاصم کو در حال  
 جمع کر پوچھا ہے ان میں سے سوال  
 کر کے منقول دیں ہیں جواب  
 کر میں تقسیم ان پر زور ہے سوال  
 کر نہ دیں جواب ہے منقول  
 کر میں سلاسیاں خراج قبول  
 کر عاصم کو اور حکم کو  
 اور بہت مالدار عقلمند کو  
 جمع منصور کر دیا ہے ہمار  
 تب ملتے کو آتے اس عالم  
 بو حنیفہ کے تین خفیہ رو کا تھی  
 کیا ہم پر پورے ہے ممبر پر  
 قاصد روم چاہے ای یار  
 جب کہ اپنے سوال کی طاقت  
 کوئی نہ پایا جواب کی وضاحت  
 چاہا نہ جان باب جو نصرت  
 سر

کہ جس نے اپنی کفایت سے غافل رہا اور خدا سے غافل رہا، اس کا بدلہ دیا،  
 اسے سزا دے گا۔  
 اسے در سولہ ماہ تک  
 دیکھ کر غمزدگی ہے جو ہر ماہ  
 ہی اب کر رہا ہے میرا رب  
 سنا قاصد میں ہلکا یا سر  
 ہو حیران دل و جواب  
 ان سوالات مشککہ کا جواب  
 جو یاد دہ امام قدس مآب  
 تب تھی حالانکہ اس پر لوگوں کا  
 لے گیا سبقت اور سرسائی  
 علماء دیکھ کر ہوسے حیران  
 ہوئے یہ ہووے گا امام زمان

حکایت  
 نقل

کہ میں دیوں جواب کا اب  
 بار دیگر کیا ہے جب وہ سوال  
 چاہے بادشاہ کو اذن جواب  
 پوچھا قاصد کو وہ امام زمان  
 بولا اسکو اترا از منبر  
 کیونکہ شاگرد ہے یقین سائل  
 اترا منبر سے جلد وہ قاصد  
 بولا کیا پوچھا ہے پوچھ تو اب  
 کوئی شئی خدا سے تھی اول  
 جانتا ہے تو کیا حساب کیں  
 تب کہا اسکو ایک سو پہلے  
 وہ کہا سب سے ہو ہی اول  
 جبکہ وہ واحد مجازی ہے  
 پس جو کوئی واحد حقیقی ہو  
 پھر کہ قاصد کیا سوال دگر  
 تب کہا اسے تنہا امام ہیں  
 اس کے شعلے کا بول منہ ہو کر  
 کہا نور مجازی ہے وہ یقین  
 پھر جو نور حقیقی ہوا اسکو

بِإِذْنِهِ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

منع نعمان کتیں کیا وہ تب  
 بو حنیفہ ہو مضطرب فی الحال  
 وہ اجازت سے دیا بشتاب  
 کیا تو سائل ہے وہ کہا تب ہاں  
 دیو رنگا میں جواب چڑھ اسپر  
 اور مجیب اوستاد ہی کامل  
 بعد اسپر چڑھ رہا ہے وہ ماجد  
 بے تامل وہیں وہ پوچھا تب  
 اسکو پوچھا ہیویں امام اجل  
 وہ کہا ہاں کہ جانتا ہوں میں  
 کوئی نہ ہے عدد تو کہ مجھے  
 اسکو بولایہ قد وہ اکمل  
 اسکے آگے ہوئی نہ کوئی شئی  
 اس سے کس طرح پہلے کوئی ہو  
 کہ خدا کا تو بول منہ ہے کدھر  
 کہ کریں جبکہ شمع اک روشن  
 وہ کہا سب طرف ہی ہے ہنر  
 کوئی جہت جب مقرر اسکو نہیں  
 کس طرح اک جہت مقرر ہو

کیا ہو کرتا کہا ہے نعمان تب

پھر وہ پوچھا کہ حق تعالیٰ اب



نقل ہو خارجی کیلئے بدکار  
 بولے پھر اس طرح امام کتیں  
 گرنے انکا تو ہیکو دیکو جواب  
 کہا تمکو جواب دیوں گا  
 بولے گردن کے جرم سے تیرے  
 بولا کیا پوچھتے ہو تم پوچھو  
 یک جنازہ ہو اک شرابی کا  
 اور یک زن تہی حاملہ زحرام  
 یعنی توبہ نہیں نصیب ہوا  
 اور خوارج کے پاس و ماہر  
 تھا یہ انکا ارادہ باطن  
 اہل سنت کا جو کہ ہر مذہب  
 انکو پوچھا ابو حنیفہ زود  
 تنہ کیلئے لگے یہود نہیں  
 لگے کہنے نہیں نصاراو سے  
 لگے کہنے مجوس ہی دے نہیں  
 بولے وہ بت پرست نہیں کہی  
 کہے ناچار وہ مسلمان تھے  
 تم ہی اپنا دے میں آپ جواب  
 پس وہ کس طرح ہو گیا کافر  
 بعد پوچھے کہ وہ دو نور سے

آئے ہاتھوں میں اپنے لے تر وار  
 بات دوم ترسو پوچھتے ہیں  
 قتل ہی تجکو ہم کریں گے شتاب  
 کیجو تیغوں کو اب نیام بھلا  
 گر بنا دیں نیام اجر ملے  
 کہے ہم لائے میں جنازے دو  
 عین نشہ میں اپنے ہو وہ موا  
 جتنے ہی مر گئی ہے وہ ناکام  
 یہہ دونوں کو حرام سے اصلا  
 ہو دے ہون گناہ سے کافر  
 گر وہ دونوں کتیں کہے ہون  
 قتل کر دیوں اس امام کو تب  
 کیا ہیں یہ مرد گاں زقوم یہود  
 پوچھا پھر کیا نصار میں یہ یقین  
 پوچھا پھر کیا مجوس میں کہئے  
 پوچھا کیا بت پرست میں وہ یقین  
 پوچھا پھر کون ہیں کہو تم ہی  
 لگا کہنے امام تب ان سے  
 کہ مسلمان کہے انہیں بصواب  
 ہو حیران یہہ سنکے وہ آخر  
 جنتی یا میں دوزخی کہدے

۳۹  
 تب کہو وہ اہل عالی صفات  
 میں ہوں صفیں کے ابدیت  
 ان ہی بدتر کے صفیں ہو گناہ  
 جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 فتنہ یعنی قاتل  
 مہدی و من عاصی  
 فانیلک غفوراً رحیم  
 اور کیا ہے جو حضرت عیسیٰ  
 انے بدتر کے صفیں خفیہ دعا  
 میں ہی کتابوں انکے صفیں ہی  
 پس یہ آیت پڑھا امام ابی  
 ارج ثلثہم فاعلموا  
 عبادک وان یخفوا لکم  
 فانیلک انت الغنی عنکم  
 ابو حنیفہ سے یہ سنے وہ جب  
 سب انپاکے میں مذہب  
 حکایت

کیوں یہودی کیش دیا ہوگا  
کیوں تو رکھتا ہے ایسی بات روا  
جب سنا وہ امام سے یہ بات  
کیا تو بہ رہا ادب کے سات

## حکایت

ابن خلکان نے یوں کیا جو رقم  
اپنی تاریخ یزید سے اکرم  
شیخ تھا اک ربیع نام اسکا  
شاہ منصور کا صاحب تھا  
اور دشمن امام کا خطا بڑا  
ایک دن بادشاہ سے بولا  
ابن عباس وہ ہے تیرا بعد  
بوعفیفہ عدو ہے اسکا  
اور میں نے مجھ کو اس کا سبب  
ابن عباس کا یہ ہے مذہب  
کوئی

## حکایت

کیا مسجد میں سو کوئی سوال  
بھی مسجد میں سکو پیوں میں  
تجہ پتیری حلال ہے عورت  
تب تو مسجد میں بی بیذیقین  
اور کثاف میں لکھا سن تو  
اسکو کھیر تھے تب بہت مردم  
پوچھا کوئی حضرت سلیمان کی  
کچھ تا مل کیا قنادہ یہاں  
اور تہا کم عمریوں کہا ہو تہی  
پوچھے اسکو تو یہ کہاں سو لیا  
یعنے بولا ہے اسکتیں قاتلے

کہ کہے گنبد کو تو حلال  
تب کہا یوں امام اس کے تئیں  
اس مسجد میں گر کرے صحبت  
سن یہ شرمندہ ہو گیا وہ وہیں  
کہ قنادہ جب آیا کو نہ کو  
کہا پوچھو جو چاہتے ہو تم  
چوٹی نہ رہتی یا کہ مادہ تھی  
وہاں حاضر تھا نا کہاں نغاں  
کہ سلیمان کی چوٹی مادہ تھی  
کہا قرآن میں حق یہ فرمایا  
اور نہ قال کہا ہے درایت

## حکایت

حقین عثمان کے کوئی مردود  
کہا اک روز اسکتیں نغاں  
اک یہودی کیساتھ بیشک تو  
وہ کہا اے امام پاک سیر  
اسکو تب یوں امام فرمایا  
جب یہودی کو تو ندے دختر  
اپنے دود دختر نکو اختر

کہتے میں بولتا تھا لفظ یہود  
کہ میں چتا ہوں اس طرح ایسی  
بیادہ کر دیوے اپنی بیٹی تو  
کیوں یہودی کو دیوے دختر  
واہ سبحان اللہ سوچ ذرا  
فکر کر تو خدا کا پیغمبر  
دو نبوت کے درج کے گو ہر

کوی قسم کھا کے بعد کید و روز  
اسکا استننا ہیکہ یہ جائز  
کہتا ہے بوحلیفہ ای وانا  
ہے رواور نہ نہیں ہی روا  
تب کہا بوحلیفہ ای منصو  
ہاتھ پر تیرے تیری فوج یقین  
گر کریں ہمد بیان قسم کھا کر  
پس قسم ان کی ٹوٹ جاتی ہے  
بادشاہ بات یہ سنا ہے جب  
اور کہا ای ربیع ہوشیار

انشاء اللہ بولا ای فیروز  
لازم اسپر نہیں قسم ہرگز  
گر ہے نزدیک اس کا استننا  
پس مخالف ہی یہ ترکہ کا  
بولتا ہے ربیع ہے یوں مشہور  
کی جو بیعت کہی درست نہیں  
اور کہیں انشاء اللہ گھر کا  
حفظ بیعت نہ لازم آتی ہے  
مار قہقہہ بہت ہنسا ہی تب  
معتبر تو نہ اسکا ہوز نہار

### حکایت

پوچھا اک عالم ای لام اجل  
بعد اسکے کہی ہی بچیت یا  
اک زن حاملہ موی اک بار  
بچہ پھرتا ہے بیٹ میں سکے  
کر شکم اس کا چاک ای مردم  
پھر ندامت چٹے ہوئی بسیار  
حال نیچے کا جانے وہ مولا  
کہا سائل وہ ای امام زمان  
ہوں بلاشبہ میں ہی بچا

مسئلہ کوی تو بول کر اول  
تب اسے یوں امام فرمایا  
تب کے لوگ مجھ سے استفاد  
کیا تو کہتا ہی میں کہا ان سے  
لاؤ نیچے کو باہر اسکے تم  
کہ وہ میت کو میں دیا آزار  
کہ وہ زندہ رہا ہے یا ہو مولا  
فکر نہار تو نہ کر کوی آں  
کہ ترے عین سے مجھے مولا

### غیہ

اور کہا بوحلیفہ مجھ کو خدا  
میں سے اس دعا کے علم دیا  
اللہم اِنِّی اَسْتَعِیْنُکَ  
عَلٰی طَاعَتِکَ  
نقل ہے سید تجارتی سے  
جو فریض سے بعد کو پچھ  
سید دروازے علم کے مولا  
فضل سے اپنے کہوں دو بیگیا  
خیابان ششم  
در بیان فراست کافی  
آن آفتاب اوج کراست

## حکایت

بولتا ہے کہ ایک ن آتی  
قدوہ زمرہ انام کے پاس  
دوسرے جانب میں نہ دیکھا دوسرے  
گئی عورت وہ عاقلہ خوشدھپ  
اور پوچھے امام سے اس آں  
پن کہو سرخ اور زرد کہو  
کون حیض کون ہی ظہر  
جب تلک رنگتوں نہ دیکھا  
پس وہ میرے جواب کو سمجھی

روضہ فائق اندرای بہائی  
سیب اک لا رکھی امام کو پاس  
ایک جانب میں سرخ تھا دوسرے  
شق کیا اسکو بوضیفہ تب  
حاضراں دیکھو یہ ہو کھیراں  
بولایہ دیکھتی ہے زنا وہ اپ  
ہوئی سایل سر سے وہ اگر  
سیب کو چیریں یہ بستلایا  
تب تلک پاک تو نہ ہو دیگی

## حکایت

ہے یقین یہ روایت پر نور  
بن علی بن حسین بن حمید  
رضی اللہ عنہ سر و جہار  
کہ میں سننا ہوا اس طرح سر جہا  
وضع کرتا ہے تو بشتام و حجر  
بالیقین میرے جدا گرم کے  
بول سچ یا کہ جھوٹ ہی یہ بات  
ای اکل گلشن علی ببول  
پوچھا کیا ہی کیا وہ عرض ہیں  
بول لا افضل نماز ہی ہے کجا

جامع مضمرات میں مذکور  
کہ امام محمد باقر  
حاصل علم اس حدیث  
بوضیفہ سے ایک دن پوچھا  
کہ سایل قیاس کو اکثر  
اور احادیث شاہ عالم کے  
ترک کرتا ہی تو قیاس کیساتھ  
بوضیفہ کہا ای ابن رسول  
تیرے حدیثیں میری عرض ہیں تیرے  
نقدہ افضل ہی نماز بکجلا

بوضیفہ کہنا کہ قول ام  
بکسر کہ قیاس پر ہوتا  
کہنا کہ قیاس پر ہوتا  
وہ کہ اس کا قیاس ہی ہے  
اور وہ نہ اس کا وہ کہ وہ نہ تھا  
میں میں بولتا ہی کہ وہ نہ تھا  
بلکہ کہتا ہی کہ وہ نہ تھا  
کہ اس کا قیاس ہی ہے  
پہم ام بولنا بستر و میاں  
ابتداء حدیث سے ہی کجا  
اور وہ کہ یہ ایہ افنی بکجا  
کہ بکسر کہ قیاس ہی ہے  
بول اسکو امام دین باقر  
کہ بکسر کہ قیاس ہی ہے  
بوضیفہ کہنا کہ قول ام  
گر مخالف نصوں کے ہوتا  
چاہتا

چاہتا ہو قیاس اس کو تئیں  
 پر یہی ہے صریح میرا قول  
 یہ مرا قول جو بشہرت ہے  
 تفسیر عی عمر من ای امام من  
 اس کو فرمایا حضرت باقر  
 بو حنیفہ کہا ای رمز نشان  
 کہتا دختر کو دیویں دو جھٹے  
 پر میں کہتا ہوں حصو دو بے پر  
 چوں کہ فرمایا خالق بزدوں

غسل واجب پشابت ہو یقین  
 غسل واجب منی ہے نہ بول  
 بھی زکوٰۃ حدیث و آیت سے  
 مرد ہی کا شنیف تر یا زن  
 کہ ہر عورت ضعیف و عاجز تر  
 قول ہوتا اگر مر القیاس  
 بیشک اس کی پد کے ترک سے  
 پہنچے اور حصہ لیوے اک دختر  
 حکم ایسا بہ آیت قرآن

لَا تَنْتَهِیْنَ  
 پس مرا مذہب ای ستر عترت  
 اور با قول کتل اصحاب  
 جب نیا تا ہوں اس میں کہ زہنا  
 پس امام محمد باقر  
 بو حنیفہ کو جب نہایہ بیاں  
 لطف و شفاق اسپہ کرید

پہے زکوٰۃ کتاب و سنت  
 اور باجماع الٰہی حق دریاب  
 کرنا ہوں جہاد تبنا چار  
 باقر العلم ابن یغنیہ  
 ہوا سرور اور بہت شاول  
 کیا اسکے معنی لغین کو رو

رح یہاں معلوم ہوا کہ امام اعظم جو مسئلہ بیان فرماتے ہیں سو یا تو قرآن سے  
 ہے یا حدیث سے یا اقوال افعال صحابہ سے۔ دین کے لکھو مسائل راحۃ ان  
 تین چیز سے ثابت ہوتے ہیں۔ نا کہ کسی دور میں جہان میں چیز کے سوا حجت دلیل  
 نہ ملے وہاں امام ان ہی تین چیز میں جہاد و قیاس کو عمل میں لاتے ہیں چنانچہ حنیفہ  
 کے کتب حدیث میں کے اسناد موجود ہیں پھر جو بعض لوگ مذہب حنفی پر کثرت قیاس

۴۳

یاجوہ قیاس کی انتہت  
 کرتے ہیں اسکا سبب جو کہ مذہب  
 حنفی کے اسناد و جو قرآن و  
 حدیث و آثار میں ہے اگر نہیں  
 پاتے تو بس ۱۲ مسئلہ

### حکایت

کو دکان جمع ہوئیں کو رو  
 کرتے تھے کوئی بازی آفینہ  
 کہتے ہیں نا کہ ان گلی ان کی  
 مجلس بو حنیفہ بیچ گری  
 نہیں تھیں کوئی سو کو رو  
 کہ اٹھا ہے گلی وہ آبیشک  
 ایک روکا ہو بلے اب ہوم  
 آگے اپنی گلی اٹھایا ہوم  
 بو حنیفہ کہا کہ یہ روکا  
 ہوا ہوگا حرم سے بیلا  
 حاضرین

۴۴  
 دہنوں پر نہ سنا یہ جب  
 بنی سکوں بولوں کا بیڑ  
 وہ جو کچھ کا نام رکھ کر  
 دی مارا بولوں کی کوئی  
 جیکر دریافت وہ کہیں جا  
 بو حنیفہ کا قول تھا کیا  
 خیابان ہستم  
 درجہ کلمات و عبادات  
 و ریاضات ان عالم مقامات  
 رضی اللہ عنہ

بولتا ہے امام غسالی  
 قدس سرہ العالی  
 بو حنیفہ امام الی وقار  
 نصف شب رہتا تھا سیر  
 حلقی ہی طاعت و عبادتیں  
 فکر میں غور میں رہتا تھا

حاضریں جب کو ہیں استغناء  
 تب کئے عرض وہ امام سے آ  
 بولا ہوتا اگر وہ منسل حلال

پلے دیا ہی اسکو بے تکرار  
 کیوں وہ لڑکے کا حال تو سمجھا  
 رکھتا البتہ وہ حیا کا کمال

### حکایت

ابن عالم کہا کہ میں یروز  
 پاس بیٹھا تھا اسکے اک حجام  
 کہ تو کر انتخاب اچھے بال  
 بال اچھے کر انتخاب کروں  
 تب کہا وہ امام عالی جاہ  
 انتخاب سیاہ سے شاید  
 میں حکایت شریح سے یہ کیا  
 بولا کہ بو حنیفہ قدوہ ناس  
 چھوڑتا تھا بگفتہ حجام

گیا نزد امام ای فیروز  
 اسکو فرمایا یوں امام ہمام  
 عرض حجام یوں کیا دریاں  
 بال ہوتے ہیں بن ہی افروز  
 کہ تو کر انتخاب موسیاء  
 بال کالے ہی ہوینگے زاید  
 اس حکایت کو سن بہت وہ سنا  
 چھوڑتا باصواب اپنا قیاس  
 سپہ رحمت کرے خدا امام

### حکایت

اور تہذیب میں لکھا بقیل  
 جو تھا پوتا ابو حنیفہ کا  
 کہ یہ ہمایہ امام ہمام  
 آسیا بان تھا وہ زشت سیر  
 نام دونو کار کہا تھا وہ خمر  
 ایک خمر اسکا ایک ات  
 کہ اسی لات میں تمام کیا

ابن حماد یعنی اسماعیل  
 نقل اس طرح سے وہ ہلایا  
 ایک تھا رافضی بد انجام  
 اور تھے اسکے پاس دو بخر  
 اک کا بوجہ دوسر کا عمر  
 مارا اس رافضی کو لسی لات  
 حشر تک جگ میں پنا نام کیا

ایک دن ایک اہ سے گذرا  
 کہ جو آتا ہے یہ امام ہمام  
 جاگتا ہے سدا تالی شب  
 طاعت حق میں تبتے ہی امام  
 اور یوں بولتا تھا وہ اکرم  
 کہ نہ اوصاف جو ہو سیر میں

شخص اک دوسرے سے یوں بولا  
 زاهد و عابد و رفیع مقام  
 بخشش دلی عطا رب  
 لگا جگنے تالی شب ای ہمام  
 شرم ہے حق سے جو کہ یہ ہر دم  
 لوگ توصیف اس میری کریں

گل

یا فنی یوں لکھا ہر در طبقات  
 بو حنیفہ کے ساتھ میں ہی تھا  
 دیکھ کر اس امام کو اس دم  
 کہ ہے جگتا تمام شب امام  
 بو حنیفہ کہا تم بخدا  
 ایسے صفوں سے جو کہ بجز میں  
 لگا تب تمام شب جگنے

ابو یوسف یقین کہا یہ بات  
 ایک دن ایک راہ سے گذرا  
 شخص اک شخص کو کہا یہ ہم  
 نہیں سوتا کہی یہ نیک انجام  
 آہ کرتے ہیں لوگ میری شان  
 کیونہ کوشش کروں میں اس وقت  
 در عبادات ایندی اسنے

گل

شیخ عطار کبر صدق و صفا  
 کہ ہر اک شب میں تین سو رکعت  
 جاتا تھا ایک دن وہ نیک صفا  
 ایک سری یوں کہی حوزن

اس طرح اپنے تذکر میں لکھا  
 پڑھتا تھا بو حنیفہ با صفت  
 ایک رہ میں کھڑے تھو دو غورا  
 کہ ہر اک رات یہ امام زمن

پانچویں کتب میں ہے  
 لگا یا فنی سے کہی ہے  
 بعد از ان ایک دن وہ پاک ہے  
 گذرا اور کوئی کہی ہے  
 ایک دن کہا ہر امام  
 کہ جو آتا ہے یہ امام  
 کتب میں ہے ہر در شب  
 پتا ہے اور جگتا ہر شب  
 بو حنیفہ کہا شایع ہے  
 سو میں نے کیا ہو سکے ہیں  
 ہر کتب میں ہے ایک شب میں  
 ہر کتب میں ہے سو میں  
 ایک رات نہ را میں سو میں  
 ایک رات نہ را میں سو میں  
 پس لکھا کہ یہ ہو چکا ہے  
 لوگ بوچہ ہیں کہیں کہیں  
 بولا اور تا ہو نہ وہ خل  
 حکم آیت میں یہ ہو نہ وہ خل  
 و حیون

وَيُحْيُونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يُعْمَلُوا

گل

۴۶  
فلان آدمی کی زندگی کا بیان  
بوصفہ کے یہ گناہ گار  
صرف اوقات کے نام پر  
دیہاتوں کی ریت سے بنام  
صبح کی کڑواہ ناز باغ میں  
بیٹھا تھا بسند تار میں  
فلک ایک اسیر طالبانِ علم  
آکے کرتے تھے تو تمام ہجوم  
انہی تعلیم میں آیا وہ کامل  
بہشت تھا سرسبز شاہی  
فلک کے بعد پھر کے تابعت  
یہی مضمون اس میں تھا  
دوسرا استاد جو دیا  
آکے مسجد میں وہ زبور  
ذکر میں طاعت و تلاوت  
ہو تا غل بدل عبادتیں  
صبح

کہتے ہیں بعد کے تاجیل سال کوئی شب بھی زمیں کو اپنا کہو تا چھل سال از وضوی عشا اور از کثرت صلوٰۃ و سجود ہو گئے قبل زانوے اشتر اور تا بیست سال وہ زہار خلوت و جلوت اندر آدم پوچھتے جب سبب کوئی اسکا کہ جلوت ادب خدا کیسات	وہ امام بیہام با اجسال نہیں ہرگز لگایا ہے پہلو وہ ہمیشہ نماز صبح پڑھا آکے زانوے پاکری مسعود عمر سیاہی لے گیا وہ بسر سر بہنہ نہیں ہوا بوقار پاؤں پر نہیں کیا ہے دراز تو وہ اسطرح ان کو فرمایا اولیٰ بندیکے حق میں خوشدہا
---	---

گل

اسطرح بولتا ہے ابن عمر کہ چل سال بوصفہ کجا اور ہرگز بشت سوتا تھا کہ اسے سکے آکے اہل جوار	کہ اسد حبس کا نام ہے خوشتر ہے وضو سے عشا کے صبح پڑھا یہاں تلک خوف حق سو داتا کرتے تھے غم سے آہ گریہ و زار
---	--

گل

مسمر ابن کد ام نیک سیر	زہد و تقویٰ میں جو کہ تھا اشیر
------------------------	--------------------------------



صبح کی پھر نماز کر کے ادا  
ہوتا تعلیم میں ہی پس شاعری  
میں کیا عہد اپنے تابہ مات

گل

جلد مسجد میں بیٹھتا تھا آ  
اس و تیرے پہ تھا سدا اہل  
روں صحبت میں اس کی ہر نرا

اور ابن ابی معاذ کہہا  
مسجد بوعنیفہ میں ہی ہنیم  
مسعر ابن کلام نیک صفات  
پایا میں ایک مرد کو بہ نماز  
شیع قرآن تلک پڑا بجنوع  
پھر کے قرات کیا ہر وہ آغاز  
پھر میں سمجھا کہ آئیکہ بر کوع  
نصف قرآن تک پڑا ہر دین  
تب ہی کر کے نہ وہ رکوع کا غزم  
میں کیا جبکہ اسکو استفسار

مسعر ابن کلام اہل وصف  
ہوا مسجد میں جاں بحق تسلیم  
بولا مسجد میں یا میں یکتا  
اور لگا سننے اسکا یہ آواز  
میں نے سمجھا کہ اب کر گیار کوع  
ثلث قرآن تلک پڑا بہ نیاز  
پھر کے قرات کیا وہ جلد شروع  
بعد اسکے پڑا ہے تالثلثین  
ایک کت میں ہی کیا ہے ختم  
بوعنیفہ تھا وہ نکو کردار

گل

ابن مصعب سے آئی ہر یہ خبر  
ایک کت میں ختم قرآنی  
پہلے عثمان ابن عفان ہی  
تیسرا ہے سعید ابن جبیر

کہ یہ چار دہ بزرگ نیک سیر  
کرتے تھے اندر ای گیارہ  
اور دسرا شیم ذلیشاں ہی  
اور چوتھا ہے بوعنیفہ بخیر

گل

اور کتا ہے کچی بن  
صدیفہ و بادہ رباب  
ختم قرآن شہت باکرم  
نرا تھا داتا گاہیک  
ابو فضل بن عبد  
نقل آئی ہر سن و جا  
کہ امام ابو حنیفہ  
تا پہلی سال ہی نکو  
ایک کت میں باکمال  
ختم قرآن کرا تھا ہر

گل

شیخ عطاء زبدہ احرار  
نیز کہیں لکھا کوئی یا  
کہ

در اول وقت قرائت کیا ہوں گا  
 اور بعد ازاں اس کی تفسیر  
 نقل کرتا ہوں اور اس کے بعد  
 اپنے بعد ازاں قرائت کرتا ہوں  
 کہ بہتر نقل کی تجارت میں  
 بوعینفہ کے تھاں اکت میں  
 وہ تجارت کو وسط یکبار  
 جنس مصر کو گیا ای یاد  
 اس کے نزدیک خرمن کرتے تھے  
 بھیجا ہے بوعینفہ علی شان  
 اور اس کو دیکھا اور ایک مکتوب  
 کہ وہ تھا تو نہیں تھا ان کو خوب  
 مصر میں جہت اس کو بھیجا  
 لینے والے کو غیب اس کا بتا  
 تھا ان سب سے ان کو پیدا  
 جو بہت سے دیکھا بھول گیا

کہ کہا بوعینفہ پر تکریم  
 میں غنا کے سبب اس کو کیا  
 اس کے کفار میں وہیں ناچار  
 نقل ہے ایک مسئلہ اسپر  
 ختم قرآن کرتا تھا چاہیں

ایک تو نگر کی ایک دن تعظیم  
 نادم و شرمسار بعد ہوا  
 ختم قرآن کیا ہو ایک ہزار  
 جبکہ ہوتا تھا سخت مشکل تر  
 اسپر حق صل وہ کراتے انہیں

### گل

اور لایا بروئے فایق  
 جب تھا قیدی بمرض شوای  
 اور قائم کہا امام ہمام  
 کرتا اس کی بچش دل تکرار

کہ امام ابو حنیفہ بحق  
 ختم قرآن کیا ہے ست ہزار  
 پڑھتا آیت یہ جب نیک انجام  
 صبح صادق تلک بگریہ وزار

بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَلُ وَأَغْلَىٰ

بولنا کہ وہ زائدہ یکات  
 لوگ مسجد میں سب سے باہر  
 بوعینفہ کو میرے رہتے  
 کیا آغاز قرائت تہ آں  
 بار بار اس کی کرتا تھا تکرار

میں گزارا عشام کے ست  
 میں ہی جہد میں گیا آخر  
 ہتی نہیں کچھ خبر سو پس سنے  
 پہنچا آیت پہ جہت وہ باشا  
 صبح صادق تلک بگریہ وزار

وَقِنَا عَذَابَ السَّمُومِ

خیابان ہشتم در زہد و دوع و عدم طمع آں ہمام  
 ہمام رحمۃ اللہ علیہ

آیا کو فیکو جب ہنر اے یار  
مذرت کر کے تب یوں لا  
اصل اور نفع اپنا وہ اکرم  
سب تصدی کیا فقیروں پر  
شبہ اس مال یح آیا جب

بو حنیفہ کیا ہے استفسار  
کہ دکھانے وہ عیب میں بھولا  
کہ تھا معدودی ہزار درم  
بولا اس طرح بعد وہ رہبر  
نچو حاجت نہیں ہو سکی اب

گل

شیخ عطار تذکر میں لکھا  
ایک شاگرد بو حنیفہ کا  
آیا گھر اس کے وہ امام بہام  
اور تب دھوپ سخت تھی بسیار  
لوگ بیٹھے تھے سایہ میں تمام  
لوگ کر جہ و کدے تھے کثیف  
انکو بولا امام نسب ناچار  
نفع لینا مجھے نہیں ہے حلال  
کیونکہ آئی حدیث حضرت  
وہ ریا ہے نہیں روا ہرگز

شخص مدیوں اک امام کا تھا  
کہتے ہیں سس گھر کے پاس ہوا  
لوگ میت کے کام میں تمام  
تھا وہ مدیوں کے ساتھ دیوار  
دھوپ پہا ہی مگر کھڑا تھا امام  
کہ یہ سائے میں لائے زینت  
میرا مدیوں ہو صاحب دیوار  
اسکے دیوار سے بہر اک حال  
سنو جو قرض جز نفع کرے  
پس یہ سایہ نہیں بچے جائز

گل

اور اسی تذکر میں ہے لکھا  
کہیں چوری کیا تھا بالتحقیق

کہ بعد امام اک بکرا  
اس سب سے وہ صاحب تدقیق

کونستندوں کے عکس کے مقدار  
سروست کھا یا نہیں کہ ہونہار  
کیچر اک روز راہ کا تھوڑا  
اوڑھ کے کپڑے اوپر لگا  
ایک شخص کے پی وہ تھا مقدار  
دو بار علی میں جا کے وہ لے بار  
سب سے لوگ عرض در خدمت  
نہ جانتا کہ نو دیا رخصت  
کہ تھا کچھ جواستند کہ شتر  
اور تھا کچھ جواستند کہ شتر  
دھوپ کیوں اپنے نو بچے جا کر  
بو حنیفہ کہا وہ تقویٰ ہے  
اوہ یہ احتیاط و تقویٰ ہے  
دیکھتے مصطفیٰ رسول خدا  
نہیں رخصت بلال کو نبی  
کہ مقدار جو بار امام اپنے لئے  
سی اس کے چور نو حنیفہ سے

اور اس میں قبطی یکبار  
نقل ہے ایک کیسہ دینار  
حکم منصور سے ایسا نکاح نام  
لایا تھا یہ درج باب نام  
وقت کی معلومت پر کر کے لکھا  
اسکو بولا امام علی کا  
کوئے میں اس مکان کے چاہ  
اسکو کہہ دو میں کیا وہ تب  
اپنے نزدیک کو وقت وقت  
پورا وصیت کیا وہ نیک صفات  
کہ مر بعد دفن نہ ہو  
سوینے کے جلد ترس نہ ہو  
اور کہ یہ تری امانت ہے  
جو کو اپنی وہ باسلامت  
جو نہ ہم علم پور سے پایا  
وہ وصیت پسر کا لایا

گل

کرنا تھا پر ذخیرہ ای آگ

بہر ازواج قوت یکبار  
عورت ۱۲

گل

اور امام محمد ابن حسن  
اپنی لڑکائی میں وہ قدہ دیں  
بو حنیفہ سراج اہل ہذا  
پھر نہ دیکھا ہے اسکو بار وگر  
پچھپے پر دے کے اسکو بٹھلا کر  
ریش آئی تلک اسے ناچار

اس کا شگرہ خاص نیکو فن  
تھا بہت خوب و جمیل حسین  
بار اول ہی اسکو دیکھا تھا  
احتیاط اس میں کرنا تھا اکثر  
درس دیتا تھا وہ صفا منظر  
تھا ہی احتیاط سبیل و نہار

گل

اور بعضے کتب میں ہے مسطور  
بو حنیفہ امام نیک و صاف  
اسلئے وہ خلیفہ ہو کے خفا  
بو حنیفہ انہیں دنوں یکرات  
دانت میں کی خلال وہ دختر  
پوچی لڑکی کہ ای پدر یہ ہو  
بولا دختر سے وہ جلیل لذات  
کیونکہ سلطان وقت میر میں  
دیکھے وہ امام نیک شعار

تھا خلیفہ جو وقت کا منصور  
اسکا اک امر میں کیا تھا خلاف  
فتویٰ دینے سے اسکو روکا تھا  
کھانا کھایا ہے اپنی دختر سے  
ہوا ظاہر ہے تب ہو کا اثر  
ہوئے کیا کر کے ہے نقیض منو  
اپنے بھائی سے پوچھ تو یہ بات  
فتویٰ دینا کیا ہے منع نصیحتیں  
کیا تھا محتاط صادق الاقرار

گل

اور منقول ہے سن اختیار  
 بولا اپنے وزیر سے ایسا  
 عرض و طوالت کا ہو چنا و چین  
 اسکو بولا امام بے دوس  
 سنکے مشتاق تر ہوا وہ وزیر  
 تھا جو سلطان وقت کا ملکو  
 شاہد ہو کر وزیر تب بسیار  
 اسکو فرمایا یوں امام ظن  
 نون کو بیچا ہوں ایک باقی  
 ایسی قیمت سے میں خرید ہوں  
 میں خرید اسے جو قیمت سے  
 نہیں لیتا ہوں اس کو کچھ فرو  
 بسکہ اپنی مراد پانا ہے

ابو جعفر دو انقی یک بار  
 چاہئے ایک طاقتہ مردیا  
 وہوٹ ہوا یا بہت نہایا کہیں  
 ایک دیا ہے دیکھ میرے پاس  
 پس کھایا سنگا اسے وہ خیر  
 اس سے دیا بہت تھابت ہی تو  
 کیا قیمت سے اس کے استمدار  
 تھے مرے پاس ایسے ہی تھان  
 پاس کے میرے ہائے دیکھ ہی  
 قیمت اسکی ہے آج تو افزوں  
 اسی قیمت سے بیچتا ہوں تجھے  
 کیونکہ اس بیچنے سے اب مقصود  
 نہ مجھے نفع کچھ اٹھانا ہر

## خیابان ہشتم

درجہ و کرم و سخاوت ائمہ آل امام

کیا لکھوں سکے میں سخا کا بیان  
 ابو حنیفہ امام ذوالجلال  
 اسی مقدار پر پینتیس خیرات  
 اور بتاتا تھا جب لباس نیا  
 اور جب بیٹھتا تھا سفر پر

یہا عجز نہ ہے خائے دوزباں  
 نفقہ دیتا تھا جب اہل عیال  
 کرتا فقرا پر ہی وہ نیک صفات  
 دیتا علما کو تھا لباس و لیا  
 بہر اکل طعام وہ رہبر

گل

۵۱  
 پیش تر طعام حسن مقدار  
 دنیا محتاج کو ہی اس مقدار

تیس بن بیج کہا ای میں  
 کہ امام ابو حنیفہ یقین  
 نفع اپنی ہی تجارت کا  
 رکھتا تھا جمع کر جدا بیچا  
 اور لباس اس سے بھی خریدتا  
 دیتا علما شیوخ و فقرا کو  
 بوتا ان کو بیجے شک خدا  
 کہ وہی تم کو بیجے عطا  
 مال سے میرے کچھ خدا کی قسم  
 نہیں تمکو دیا ہو نہیں سدم  
 اور یہ عادت تھی اسکی شام و صبح  
 بیٹھا اس کے پاس کوئی اگر  
 کرتا

۵۲

کی صحابی سی بی کی تقریر  
پوچھا اس نے خواب کی بغیر  
وہ کہا تو جسم میں سب سے  
اور بکھڑا ہوا اس سرور  
ایسے بتے کہ جان پر بھیجیگا  
کہ تو متصرف اس میں ہو گیا  
کے انجیل میں صحیح و سقیم  
حق بتاتے دیوے گا یہ شان  
سجیبتہ ہفتہ کے ستون ہمارے  
کو امام جو جمع کے صحابہ  
اس کی تفسیر میں کے نام اور  
کو جمع کریں گے اور اس میں  
کو سقیم سے ہمارا کتابیں  
سبحان اللہ امام سے ایسا اور  
کام و قورع میں آیا ۱۶

کرتا دریافت حال اس کا  
 شخص اک اسکے پاس آ بیٹھا  
 لوگ مجلس سے جبکہ سارا ٹھٹھے  
 اس مسئلے کو اب اٹھا تو ہم  
 جاتے گئے  
 اس اصلاح حالی کر اپنا

اور کرتا تھا حاجت اسکی روا  
 تن پہ اسکے لباس کہیں پڑا تھا  
 گہرا بانی سربوٹا کہا ہے اسے  
 اسکے نیچے میں لے ہزار درم  
 اور کر شکر حق صبح و مسا

نقد و گستا

اور اسی تذکرہ میں اسی بھائی  
 بو عینہ امام اہل کمال  
 صوفی کا ہی لباس پھر لیا  
 اور لایا طغر خدا کے رجوع  
 تب اہل کمال اپنے خواباں نذر  
 اسکو فرمایا یوں رسول خدا  
 کہ جہادے مرے سین کو تو  
 پس نہ کر قصد الہی عزت کا

دیکھو یہ نقتل مستبرائی  
 قصد عزت کیا بہ اول حال  
 اور منہ اپنا خلق سے پھیرا  
 با کمال خضوع اور خشوع  
 دیکھا اقدس جمال بغیر  
 کہ تجھے اسلئے لئے پیدا  
 اور کرے خوب منتظر اسکو  
 غم کیجیے رواج سنت کا

یوسف ابن زریں فرخ پئے  
کہ دیا یوں خبر امام مہم  
استخوان شریف حضرت کے  
بعض کو بعض سے نیک نہیں  
اسکی اہیت سے ہو گیا بیدار

یوحنیفہ سے نقل کرتا ہے  
دیکھا میں ایک بات یوں بھنام  
جمع کرتا ہوں اسکی تربت سے  
کرتا ہوں اختیار میں بدیقین  
مضطرب اور حزین ہوا بسیار

# فائدہ جلیلہ

۵۳

الغرض حکم ترک عزلت کا  
حسب فرمان واجب لاذعان  
قیمتی پر نہ پھیرتا تھا لباس  
اسیہ صوفی کا تھا ظاہر اُطفا  
اور حقیقی صفات صوفی کے  
اسلئے ہی کہا ہر شیخ شرف

جب شہ انبیاء سے اسکو ہوا  
ترک عزلت کیا ہوتا بھان  
صوفی ہی پھر تاتھا بیوسوس  
ہوا اس کبھی شہرہ آفاق  
سب کے سب سنی ذاتیں تھو بھر  
قدس اللہ سرہ الاشراف

اور اسلام صوفی و صائے

در نہایت وفی و ہم وانی

شرح اس بیت کی ارباب تدقیق  
جو شریعت کے میں شیوخ کبار  
اہل تلویں انہیں میں اول  
صوفی کہتے ہیں اہل تلویں کو  
وہی سالک ہو صاحب تلویں  
ہو کہہ و قبض اسکو بسط کہہو  
اسکو انہیں نہ اختیار رہے  
اور وہ سالک ہو صاحب ہمکن  
ہو کہ کشف حقیقت اسکو دوام  
قلب ہو اس کا مطمئن ہر حال  
ہو بصیرت سے اس کے رفع حجاب  
اور اسے ممکنات سے کوئی چیز

کچھ میں لکھتا ہوں یہ کہہ با تحقیق  
کہتے ہیں طالبین میں دوائی یا  
اہل تمکین دوسرے اکمل  
صافی کہتے ہیں اہل ہمکن کو  
دل نہ یک طور پر ہو اسکا یقین  
نگاہ ہو صحو گاہ شکر اس کو  
اک تیرہ نہ برقرار رہے  
صاحب کشف ذوق و قرن یقین  
موطن قرب میں ہو با آرام  
اسکو نا ہو تغنیر احوال  
کرے قطع و سالیط و اسباب  
نا ہو مانع شہود سے ای عزیز

اور کوئی اشتغال لے مقبول  
نہ کرے غفلت سے اسکے شغل  
بچنے چھپنے نہ اسکو کوئی کام  
در حضور و شہود رب زام  
خلق کا اختلاط نا ہو بدل  
جو رکھتی ہو ارتباط دوسری  
اس صفت سے صفت طہارت  
چلچلے جہلم کرے وہ نقل ہر  
ارتقا و وجود بشریت  
ہو صافی اسے بجلتیت  
ہو بن الوقت طائفہ پرست  
اور ابو الوقت طائفہ الدین  
عارف پاک شیخ شرف الدین  
صوفی و صافی جو کہا ہے یقین  
جان اس کی ہر ایک مراد  
بو حنیفہ امام قدس نہاد  
سکڑا

مقام ملازم ابو حنیفہ کا  
 علم و ادب اس کا سبب بن گیا  
 غنی کا مقتدا امام ہوا  
 ابو حنیفہ سے یوں ہوا سبیل  
 کہ میں کی غفلت میں یوں غفل  
 وہ کہا تو عمل میں باندھ کر  
 اور کہ تم نفس شام و صبح  
 عالم بے عمل بہر دو جہاں  
 ہے جو مثل غالب ہے جاں  
 تم نفسی جہاں دیکر ہے  
 قتل کفر جہاد و صغیر ہے  
 پھر اخیر سے رسول اللہ  
 اپنے یاروں کو یوں کیا آگاہ  
 کہ رجب جہاد و صغیر ہے  
 ہم طرف اب جہاد و صغیر ہے

کلیات

گذرا تھا از مرتب تلویں  
 وہ مقامات میں ہو سب فضل  
 اور صوفی کی معنی پر ہی کہہ دو  
 کہتے ہیں سلسلے ہی کو رتبہ  
 پس تو اب جان لیں تقدیر  
 ہو سکے ہم بھی ای نگو آئین  
 جو نہ وہ قطب اہل حق یقین  
 پیشوائے طریقہ اشہر  
 بولتا ہے کہ صاحب تکمیل  
 پر بھی فرق ہو وہ شام و صبح  
 ہو وے غالب بغیر شب و گماں  
 یا یہ مقصود ہے کہ در تلویں  
 رہنا سے رو خدا طلبی  
 بولا اکثر شیوخ فخر پئے  
 جانئے تم و لے ہمار پاس  
 سب مقامات میں بغیر غفل  
 اس میں بند کیا بس ہی کمال

بہنچا تھا بر مدارج تکمیل  
 ہے مرتب میں سب وہ کمال  
 بعضے کرتے ہیں ذکر صافی کو  
 نہیں رہتے صوفی کے علا  
 لفظ صافی ہے صوفی کا تفسیر  
 ہے وہ مکمل ہیں صاحب تلویں  
 نقشبند یقین بہاؤ الدین  
 قدس اللہ سرہ الانوار  
 پاوے احوال میں کہی تلویں  
 اپنے احوال باطنی او بیہ  
 اپنے احوال کر کے نہاں  
 اس کو حاصل ہے رتبہ تکمیل  
 قطب فاق محی دین عربی  
 کہے تلویں مقام ناقص ہے  
 وہ مقام شریف ہو سو اس  
 ہے بہ تحقیق افضل و محل  
 کہ اس آیت میں جو کہا تھا

کُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

خیابانِ دسم در بیانِ علم و تواضع و دیگر فضائلِ انام

شیخ داؤد طائی نیک شعار

مدتِ تین سال تک ای یار



# حکایت

اور مصنف حیوۃ حیوان کا  
ایک دن بو صیفہ صاحب راز  
کہ اتنے ہارنا تھا اسکا مرد  
مرد ماجور اس کا ہودیکا  
اسکے یاروں نے پوچھا ای استاد  
بولنا نعمان کہا ہے خیر ورا

ابوالعباس ہے نقل کیا  
ستارک زن گردنیکا آواز  
سُن کے بولا ہر عصر کا وہ فرد  
اجر صدقے کا حق سے لیو گیا  
کیوں ملے اجر کیجئے ارشاد  
کہ ہے تا دینب عالمین قد

# حکایت

روضہ فائق اندرای بہائی  
دیکھتا تھا کسی گنہ کو جب  
منتفیج اسکی ہوتی ہی گردن  
دفع کرتا تھا اسکو باسرت  
لایا تشریف ایک دن باہر  
کہ مزا میر وہ بجاتا تھا  
منع کرنے لگا اسے وہ امام  
برج وایذا دیا امام کتیں  
باوجود اسکے وہ نہیں جھوٹا  
آیا جب اپنے گھر وہ نیک شعا  
اسی فاسق کے بچے دُرکت سے

یہ حکایت ہو دیکھ تو آئی  
سرخ ہوتے تھے سکر اکہیت  
مضطرب ہوتا تھا بسر علن  
گرچہ ہو اس سے برج اور حجت  
دیکھا ہے ایک شخص کو ظاہر  
اور علانیہ راگ گاتا تھا  
اسکو ناجان کردہ بد انجام  
قدوہ مجمع انام کے تین  
سب مزامیر اسکے ہی توڑا  
دو مینے تلک رہا بیار  
اسی نادان کی مصیبت سے

# حکایت

۵۵

شہر کوئی نہیں جوارام  
رہتا تھا ایک کفش گزرا گام  
صبح تا شام کفش ستیا تھا  
شب تا شب کفش ستیا تھا  
اور شب شب کفش ستیا تھا  
حال نشہ میں ہو گروہ  
کرتا اس شہر کی تھا بسیر  
آخا عونی و آئی قلی ضا  
لیو آ گیا یہ وسیلہ  
وہ امام کتیں  
اسکا آواز ستیا تھا ہر  
رہتا مشغول خود عبادت میں  
ذکر و فکر دعا تلاوت میں  
ہاتھ میں محبت سے وہ سپر  
اسکو لیا وہ جلد قید کیا  
شب کو آواز شہر وہ سکا  
جبکہ موقوف چار شہر ہے

برصیفہ

پہلی کہ اس کی بی بی غنی تیار  
 تھیں تیرے لیے لکڑی دیوار  
 ایک دیکھا ہے کہ وہی دیوار  
 کہ وہ پانچویں دیوار  
 پس بہت ہے اسے لکڑی  
 محض اس کے لکڑی  
 اس سے کہ بہت ہے لکڑی  
 کیوں نہیں دیکھتے دیکھتے ہنر  
 بولا شہزاد بہت ہے میرا حق  
 جیسا ثابت ہے میرا حق  
 وہ اٹھائے کہ نہ تھا چار  
 کہ نہ دیکھا ضرور اس کے ہوا  
 سن یہودی وہ بیزار ہوا  
 درد و حسرت سے زار زار ہوا  
 بولا کیا پاک ہے بہت راہین  
 کیا سفید ہیں اس کے یہاں

پو حنیفہ کیا ہے استفسار  
 اپنے اتر پودہ چڑھا ہی تھی  
 جبکہ حاکم امام کو دیکھا  
 کہ بہت اسکی عزت و حرمت  
 بولا اک کفش دوز بے مایہ  
 شہ نہ رکھا ہے چھڑ کر کے اُسے  
 حاکم شہر سننے ہی یہ بات  
 اور پڑے تجھے جتنی لوگ اس شب  
 آیا ہے جیسا مام اپنے گھر  
 شکر احسان بہت بجالایا

بولے احوال اس کا اہل جوار  
 پاس حاکم کے وہ گیا ہے تنہا  
 سرسند پہ لاکے بٹھلایا  
 پوچھا فرما ہے کیا تری حاجت  
 میرا اس شہر میں ہے ہمسایہ  
 اے امیر اسکو اب رہائی دے  
 قید سے اسکیٹیں دیا ہے نجات  
 بھی رہائی دیا ہے انکو سب  
 کفش گرا ملا ہے ہو خوشتر  
 کام سے جلد اپنے تو بہ کب

### حکایت

درجہ ارا مام اہل صفا  
 اسکی بیت الخلا سے اک میز اب  
 اس کو آب جنس ہمیشہ عیاں  
 اور وہ آب جنس کے نالے پر  
 اسلئے وہ امام نیکی نصاب  
 رکھتا تھا اسمیں جبکہ وہ پانی  
 دست اطر سوجا اپنے وہ فاخر  
 وہ یہودی یہہ ایک دن دیکھا  
 کہا اسکو تو گر نہ کرتا سوال

نقل ہے اک یہودی ہٹا تھا  
 گھر طرف تھا امام کے دریاں  
 گھر طرف اس مام کے تھا روٹا  
 دیا اس مام کا تھا گذر  
 ایک وند نزد آں میز اب  
 جمع ہوتا ہمیشہ اے گیانی  
 اسکو لیجا کے ڈالتا باہر  
 حال اسکا امام سے پوچھا  
 میں نہ کہتا کہہو حقیقت حال

غیر دین کا بھی بیخ جس میں ذرا  
میں ہی مگر تھوڑا ہوتا ہے تو دین

با ضرورت یقین نہیں ہے روا  
کلمہ طیبہ پڑھا ہے وہیں

## حکایت

اور ذابن کیت مرد رشید  
نفل ہے بوحیفہ عالی شان  
کہتے ہیں ایک شب امام خیار  
ذین عباد اہل بیت رسول  
نام حبس کا علی ہے ابن حسین  
در نماز عشا وہ ذوالجلال  
بوحیفہ تھا مقتدی بہ ساز  
پا فرغت نماز سے وہ جب  
دہیں بیٹھا تھا بوحیفہ عزیز  
میں تصور کیا کہ یہ مقبول  
باہر آیا وہیں نگر کچھ ڈھیل  
صبح کو جبکہ اپنی عادت پر  
بوحیفہ کھڑا ہی تھا اس جا  
اور تھا لشکار زائر زار

جو مودن کھا نام اس کا سیر  
رہتا تھا خوف حق سے نہ گریاں  
پیشوائے المائے اطہار  
گوہر معدن عسکری و بقول  
رضی اللہ عنہ فی المکونین  
پڑا ہوا آں سے سوئے زلزل  
باخضوع و خشوع اہل نیاز  
گئے مسجد لوگ باہر سب  
آہ کرنا تھا درد سے ٹکین  
میر رہنے سے تا نہ مشغول  
اور بچھا یا نہیں ہو گئیں قذیل  
کیا مسجد میں جا کے میں نے نظر  
اور داڑھی کو اپنی پکڑا تھا  
اور یہ فقرے کی کرتا تھا تکرار

يَا مَنْ يُجِزِّي بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ خَيْرًا أَوْ يَأْسَنُ بِخَيْرِي  
بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ شَرًّا أَجْرُ النَّحْمَانِ عَبْدُكَ يَمِينُ النَّارِ  
وَمَا يُقَرِّبُ مِنْهُمَا مِنَ السُّورَةِ أَدْخِلْهُ فِي سَعَةِ رَحْمَتِكَ

۵۷

میں صبح کی آواز جیسے  
بولا مجھ کو بلا کے وہ اکرم  
فاشست سر کی توبہ یار  
پس گزارا ہے صبح کی نماز

شیکیان بازو

در ذکر ماجد اشکیان

آہنجن و خفا و امراتے

خفا آتش بظہر سید

بیان پنج دھن و آلام

مصائب و فتن کہ بچو حکام

مرحوم امام راجح

مادان ایہم ہوا دین  
 پیا بیٹا نازیبا نے دین کی گز  
 گرچہ وہ اسکو پس بول کیا  
 پر قضاہ نہیں قبول کی

## حکایت

اور لکھا ہے شیخ دین مظاہر  
 تہ کہہ میں یہ ذکر دل انگار  
 کہ امام ہمام کا استاد  
 جو تھا شبی امام اہل ارشاد  
 قاضی عصر تھا وہ شیخ بکر  
 اور علمائے عظامہ فرد تمیز  
 جب تھا حکم دوانی مرفود  
 گئے اپنے غلام کو بھنور  
 کچھ زمیں طوبہ ملک پرچینا  
 اور بھنوں پر کچھ وہ قضا کیا

بو حنیفہ کو وہ بہت چاہا  
 بو حنیفہ کیا بہت انگار  
 وہ شقی آخر اس عداوت سے  
 اس امام ہمام کو بھس دن  
 تاکرے منسوب قضا کو قبول  
 بو حنیفہ امام اہل ہدا  
 نہیں ہرگز قبول اسکی بات

کہ مقرر ہو قاضی کو فنی کا  
 اور قبول انہیں اسے زہنار  
 باطنی خبت اور شقاوت سے  
 مارتا نازیبا نے دس دس گن  
 حکم کو اپنے وہ کرے نہ عدل  
 برج دس روز تک بہت کھینچا  
 وہ شقی تب اٹھایا اس بات

## حکایت

اور بعضے کتب میں ہو منقول  
 تب وہ مرد وہ بہت برہم  
 بو حنیفہ کو آج قید کروں  
 پس وہ بدکار دیوں ہی کیا  
 وہ کہا ضرب نازیبا نہ مجھے  
 اور کرتا ہے نقب اسٹیل  
 یعنی پوتا امام عظیم کا  
 ایک دن اپنے پدر کے ہمراہ  
 ہے کنا سہ جو اک جگہ مشہور  
 آہ والد مراد ہاں حماد  
 میں کیا عرض ای گرامی شاں  
 وہ کہا آہ ای مرے رٹکے

کہ قضا جب نہیں کیا وہ قبول  
 اپنی مجلس میں کھایا ہے یہ قسم  
 نازیبا نے سے سراپہ ماؤں  
 سرور و اس جناب کا سو جھا  
 سہل و آساں ہے گزشتہ  
 ابن حماد بن امام جلیس  
 گل سرسید باغ اکرم کا  
 میں چلا تھا کچھ وہ ای آگاہ  
 جب ہمارا دہاں ہوا ہے عبور  
 لگا روئے بہت ہی ہونا شاد  
 کہا سبقت یہاں ہو اگر یاں  
 اس جگہ میں ہی باپ کو میرے

ایک سرہنگ کو وہ حکم کیا  
تا غلاموں کو وہ سزا ہو کہ  
قاضی شعبی کو جلد بلوایا  
بجسر وثیقہ زمین کا لکھوایا  
بعد ازاں وہ وثیقہ مسطور  
بولامصور کا ہے حکم تجھے  
اس سے پوچھا ہے بوحنیفہ تب  
بولو اپنے مکان میں ہے امیر  
کہ یہاں خود ہی آئے منصور  
تاشہادت صحیح ہو کہ بجا  
قاضی شہر و عالمان دُسرے  
پس تو کرتا ہے کئے ہمارے

کہ وثیقہ زمین کا لکھوا  
اٹھا سرہنگ حکم یہ سنکے  
اور کئے عالموں کو جمع کیا  
شاہد ہی ان کی اسپہ ڈلوایا  
بوحنیفہ کے پاس لا بضرور  
کہ گواہی تو اپنی اسپہ لکھے  
بول منصور تو کہاں ہے اب  
اسکو فرمایا وہ امام شہیر  
یا بلا وے مجھ وہ اپنے حضور  
تب وہ سرہنگ تلخ ہوئے کہا  
بے تردد گواہی اپنی لکھے  
تب یہ آیت کیا جو وہ ارشاد

عَلَيْهَا مَا كَتَبْتَ وَعَلَيْهَا مَا كَتَبْتَ

سنا منصور یہ خبر ہے جب  
پوچھا اسکو کہ کیجئے اظہار  
وہ کہا ہاں کہ شرط ہے ویت  
بولن جبکو تو کب مجھے دیکھا  
بولابیشہ میں یقین سمجھا  
اور تجھ کو نہ کہ سکا ہو طلب  
عذر تیرا میں ہو یہ مقبول  
پس کیا مشورت وہ نہ مانجا

وہیں شعبی کو بس کیا ہر طلب  
کیا گواہی میں شرط ہے دیدار  
پوچھا منصور اسکو باسرت  
کہ شہادت تو اپنی اسپہ لکھا  
یہ نہ ہو ویکا تیرے حکم سوا  
اسکو منصور یوں کہا کہ تب  
ہے قصاصت کو آج تو معزول  
کون ہے بولولایق اس کار

۵۹  
سب سے چاروں طرف سے  
پانچواں نے کوئی نہیں باقی  
پانچواں نے لکھوا انجام  
بوحنیفہ نے سسر ابن کدم  
اور سفیان نے کو وہ بکر  
پس بلایا انہیں کو وہ بکر  
پس چاروں فاضلان کیا  
کئے یہ چاروں فاضلان کہا  
راہ میں انہیں بوحنیفہ کہا  
پس لکھوایا  
پس کھاتا ہو  
مگر کہیں سطح بھلائی ہے  
اس بلا سے ہیں راتی ہے  
بھگتے سفیان اور شیخ لفظ  
ہو و دیوانہ سسر ابن کدم  
میں بھی کرتا ہوں حیلہ تدبیر  
بشر ہو و گیا قاضی جافو خیر  
جھاگائیں وہ سے ہیں سفیان  
اور کتنی ہیں جاہو اینہا

۶۰  
 بولا سو دای پوئل  
 اور حنیفہ کا نام سے یاد  
 پس اسکو کیا ہے حکم  
 اور مسلط کیا یا امر قضا  
 بوحنیفہ امام عظیم  
 سے منہای جو تو امام

# حکایت

تذکرہ میں لکھا میں نے  
 یہ حکایت بولیں ان سے  
 ابو جعفر و انقیاد فی  
 بوحنیفہ کا خطاب و دشمن  
 کہا تھا کہ قبول امر قضا  
 پر قبول اسکو نہ تھا  
 ابو جعفر سے کوئی کیا فرم  
 کہ جو تیرا وزیر ہے ایام  
 واسطے

اور بولا مجھے چھپاؤ اب  
 وہ کیا اس حدیث کی تاویل

کرتے ہیں وہ میرے سر کو طلب  
 جو کہا ہے رسول رب جلیل

مَنْ جَعَلَ قَاضِيًا فَقَدْ نَجَّحَ بَيْعَ رَيْبٍ سَيَكُونُ  
 جو قاضی بنا سو یقین ذبح کئے گیا بے ریب تیار کئے

اسکو ملاح کر دیا مستور  
 بوحنیفہ کو پہلے وہ بولا  
 بوحنیفہ کہا ہے اسکو تیرے  
 حکم میرے رب میں گئے  
 اور یہاں تیرے حکم کی ہی تیں  
 بولا منصور اسکیں ہی امام  
 بلکہ ہے علم و فضل پر موقوف  
 وہ کہا میں یہاں تیرے کار  
 جانے صادق مگر مجھے تو منصور  
 جانے کاذب تو گلاب کو املا  
 سنے منصور یہ ہو اچھوت  
 مسعر ابن کلام اسی دان  
 اور منصور کا پکڑ کر بات  
 تیرے اہل عمال کا جواب  
 سمجھا منصور نے ہر اسکو جنوں  
 وہ یہہ جیلے سے رستگار ہوا  
 بعد حاکم ریشہ کرتیں بولا

لے وہ تینوں جا کے ازمنہ  
 کہ تو کہ اب قبول امر قضا  
 میں نہیں ہوں تیں زخم  
 اہل عزت نہ مجھ کو جانیں گے  
 فی تحقیق مجھ کو نہیں  
 حلق نہیں نہ یہ کام  
 تو ہے علم و فضل میں عرب  
 نہیں لکھا ہوں و انقیاد  
 رکھتے اس کام سے مجھے منصور  
 نہیں لایا ہے امر قضا  
 اور ہوا جواب کر کے حکایت  
 لکھا گیا جلد مشعل و پوئل  
 لکھا کہنے یہ بات اسکو  
 بول سیر سے یہ کہن حال  
 اپنے دربار سے کہیں ہوں  
 شغل شغل کردگار  
 کہ تو اب کر قبول امر قضا

واسطے دریں میں نے سدا  
 ابو جعفر اُسے عتاب کیا  
 جامع علم و حلم و زہد و سخا  
 صحبت ایسی کی درمیان و سا  
 وہ کہا بو حنیفہ بانصاف  
 ایک صفت اسکی پوچھا عت  
 ابو جعفر اُسے دیا فرماں  
 بو حنیفہ کے ساتھ ہم اگر در  
 سقف مسجد سے تپ کر اکر ا  
 فضل کو اپنے بو حنیفہ اٹھا  
 ایک ہی مارا سکا کھانکار  
 ہوا غارغ نازتہ جبر ان  
 ابو جعفر یہ سن ہو پہوت  
 کہتے ہیں سانپ تھا برا اتنا

ہے لازم امام اعظم کا  
اور سطح سے خطاب کیا  
جو رہے باشیخت و توبی  
کے اختیار تو نہ کیا  
متصف بہ بہت اذیل و  
بولتا ہوں اگر اجازت ہے  
تہ لگا ہے وزیر کہنے ہیں  
پڑھ رہے تھے ناز ہی فیروز  
توڑ رکھتے ہیں لوگ فرار  
ایک ہی ملر مار کو مارا  
سنت چلنے سے ہو گیا نچا  
مار کر مار کو کیا ہے جان  
کچھ نہ اسکو کہا کیا ہے سکوت  
من شرعی سے نوزدہ من تھا

کتاب

دریں میں اچھا انسان مقبول  
ایک صورت کو دیکھو  
کہ تو اچھا کے پس کر رہو  
کہ عبادہ حقانی سبیل  
پس اسکی اس ساری

سین الی انصر۔ یہی منقول  
 ہے جو نذر اعظم سکھ ہاکر  
 ہائے کی وہ سوال اس مثال  
 مرید میرا سیو مر گیا نا گاہ  
 کام آتا تھا جنگ میں جو سدا

[illegible]

یہاں فاضل نے زین کو یہ بات کہ  
پس میں تینوں گیت کیا حضرت  
ایک لکھنے والی اور دوسرے علین  
بو حنیفہ کا ہو گیا دشمن  
جیلہ الی و ہونڈ شا تھا وہ یہاں  
تا کہ اس نام دیں کو ہمال  
ایک لکھنے کے بعد اس کو بلا  
بو لایا کہ قبول ام قضا  
وہ کہا یہ بلند خدمت ہے  
تیرے کو اسکی نہیں لیاقت ہے  
وہ کہا تو ہی اسکی لائق ہے  
نہیں تیرے کوئی فانی ہے  
بو لایا کہ میں ہوں تو میں صادق  
تو قضا کے یقین نہیں لائق  
اگر ذرا جھوٹ میں کہا ہو گا  
نہیں جھوٹے کو لائق ام قضا  
ابو جعفر

کہ یہ زن مکہ اور فریسی ہی  
بو لایا اپنے پسر کو جلد امام  
کہ بلا لا تو جا وہ زن کو اپنی  
خالی آیا ہے آہ جب حماد  
ابو جعفر مجھے بلاتا ہے  
قتل میں میرے شک نہیں ہو گا  
پس وہ زن کو حلیفہ باوجود  
پوچھی ان سے وہی وہ جانتا  
ابو جعفر نے یہ سنا ہے جب  
جب گیا بو حنیفہ فاخر  
بو حنیفہ سے پوچھا ابو جعفر  
کیا وصیت میں کی تیرے سوا  
بو لایا پوچھی مگر سے وہ آکر  
تا بحسب وصیت شوہر  
میں کہا ستمی خلافت کا  
ہے بلاشبہ جعفر صادق  
کہ وہ اولاد مصطفیٰ سے ہے  
علم و تقویٰ میں بے نظیر ہے وہ  
ذات میں تیرے نہیں دھما  
ابو جعفر یہ سننے کو خوب تعال  
وہی دہنوئے ہیں اسکو جواب

آکے میرے سے یوں سوا ہی کی  
کہ تھا حماد اس پسر کا نام  
جا کے دھونڈا بہت وہ پریشانی  
بو حنیفہ اسے کیا ارشاد  
ابھی اس کا پیام آتا ہے  
پس وصیت لکھا پسر کو تب  
بھیجا ہے مالک و عطا کے پاس  
وہی ہر دوئے ہیں اسکو جواب  
کیا تینوں امام کو بھی طلب  
تھے وہاں مالک و عطا حاضر  
کہ ترے پاس ایک زن آکر  
کیا دیا تو جواب کہہ فی الحال  
ہے خلافت کے کون لائق تر  
دیوں اسکا اسکو لیا کر  
اور والی یقین امت کا  
ہے سند میرے قول پر واثق  
نسب پاک مرتضیٰ سے ہے  
نیک و صاف میں شہر ہے وہ  
میں یہ کہتا ہوں ازہر انصاف  
پھر کیا مالک و عطا سے سوال  
بو حنیفہ جو کہد یا بصود



ابو جعفر ہونکت تر برہم  
 اور ہر روز تازیانے دس  
 آہ یک صد ہو ہیں پید جب  
 وہ امام زماں شہید ہوا  
 بعد کس روز وہ بدکار  
 حالت زشت سے ہوا ہے ہلاک  
 رحمت حق امام پر ہونزل  
 سال مولد ابوحنیفہ کا  
 روز شنبہ چہارم شعبان  
 سن ہجری تھا یکصد پچا  
 ہے یہ بغداد و قزوین اگر م  
 نقل کرتا ہے صاحب تہذیب  
 کثرت از دام سے پنج بار  
 اور حاد یعنی اسکا پس  
 اور قاضی حسن بن عمار

کرد یا قید اسکے تین اسدم  
 مارنے اسکو بولا وہ ناکس  
 زیر اسکو دیا ہے وہ دون تب  
 قاتلش ثانی یزید ہوا  
 آکلہ کے مرض سے ہو بیمار  
 اس نگر سے یہہ جٹا ہوئی پٹا  
 اسکا قاتل ہونا میں مخدول  
 سر علمائے یا سر فقہا  
 یا رجب میں کیا حرکت جان  
 سال اس کا مغل ای آگاہ  
 قدس اللہ سرہ الاظم  
 کہ پس از نقل ان ام مصیب  
 بر جنازہ پڑھے نمازی یار  
 سب کے آخر پڑھا نماز اگر  
 غسل اسکو دیا یہ جمع کبار

خاتمہ در منات بشہر واقعا مطہرہ کہ پس زوفا آن امام ہمام  
 از مشائخ کرام مرویت

شیخ عبد الحمید اہل صواب  
 ہماں سے گرا ستارہ ایک  
 پھر ستارہ گرا دگر ای ہمام

بولا کیرات میں یہ دیکھا خوب  
 بولے یہہ ہے ابوحنیفہ نیک  
 بولے اسکو یہہ مسعر بن کرام

۴۳  
 خیر نیلہ اگرچہ بجزاں  
 بولے یہہ خیر ہے بین خیاں

واقعہ  
 ابن سالم حلف کیا ہے  
 کہ کیا جب ابوحنیفہ وفات  
 اور دفن ہوا وہ قد وہ  
 مقبرے چرخ خیر اس کے یقین  
 میں بصوت بلند تے رہے  
 سنا تھا شعر یقین از غیب  
 و قہب الفیقہ فلا فقیہ  
 فانقوا لہ و کونوا خلفاء  
 ماتت نھان قمن ہذا الدین  
 یحیی النیل اذا ما استخفا

واقعہ  
 جعفر

کہ میں دیکھا امام کو ہنام  
وہ کہا ہے خدا مجھے بخشا

جعفر بن حسن کیا یہ کلام  
پوچھا میں کیا کیا تیرے خدا

## واقعہ

کہ کیا نقل بو حنیفہ جب  
کہ قیامت کا روز ہے آیا  
تھے کھڑے صف بصف ایک ساتھ  
سردار بنی شفیق و را  
اور بعض سو گیمین و یار  
میں کیا جا کے اس آب طلب  
تا اجازت سے سر فراز کرے  
تہ کیا حکم کر اسے سیراب  
میں پیا اور میرے یار اسب  
بو حنیفہ سے میں سوال کیا  
بو حنیفہ کیا ہے تبا ظہار  
اور صدیق دست چپکے یقین  
اور دیتا تھا بو حنیفہ جواب  
پہنچا کرتا شمار تا ہفت او  
عقد ہفتاد لکھی او پر پھٹا

اور نفل کہا کہ ای خوشگوار  
میں نے یکرات خواہیں دیکھا  
اور ضائق بوضع حسنا  
رونق افزہ زکھار و لہذا  
رو برو اسکے تھے شیوخ کیا  
بو حنیفہ تھا رو برو یاد  
وہ کہا عرض کرتا حضور سے  
میں کیا مصطفیٰ سے عرض جتا  
جام وہ ایک مجھ کو بخشا تب  
قدح پانی کا کچھ وہ کم نہ ہوا  
کون ہیں شاہ کے یمن و یار  
یہ براہیم ہے بسو کے یمن  
یونہی ہر اک کو پوچھتا تھا شتا  
کرتا تھا انگلیوں میں تعداد  
ہوا بیدار میں دریں شتا

## واقعہ

۶۴  
کشف محبوب میں ای بقول  
مجاہد بن عازز سے منقول  
کہ میں دیکھا رسول کو در خواب  
اور گیا سطح سے اعلیٰ جذب  
کچھ ارشاد ای پیر اب  
کہاں تجھ کو طلب کرو یار  
کیا ارشاد بت کہ ہونہ جو  
علم کے پاس بو حنیفہ کے

## واقعہ

زبدہ او کیا عالی شان  
گنج عرفان علی بن عثمان  
کشف محبوب میں بو حنیفہ  
اور کیا ہے ہر تکت تالیف  
ہو گیا ہے کہ شام میں یار  
بسر و فتنہ بلال یار

سویا تھا ایک شب سعادت آیا  
 آیا ایسے میں حق کا سنجیدہ  
 اور اک پیر مرد کو بکر م  
 چونکہ اطفال خرد سال کتن  
 دوڑ کر میں تباہ کے پاس گیا  
 اور تعجب میں میں پڑا بہت  
 شاہ کو نین از رہ عجز از  
 مجھ کو بولا ہے یہ ترا ہی نام  
 یعنی ہے ابو حلیفہ قدوہ دیں  
 یہاں مصنف کہا ہے کوین سعید  
 کہ تھا نعمان امام بانی  
 اور با حکام شرع تھا قائم  
 کیونکہ لیجانیوالایہ افس کا  
 اور سمجھ گروہ آپ ہی جاتا  
 جو کہ ہے باقی لصف ہی لمیب  
 نہیں گنجائش خطا ہے یلا

دیکھا کے میں آپ کو در خوب  
 بنی شیبہ کے ہا ہے اندر  
 گود میں اپنے ہر لیا اسدم  
 جوش الطاف سے اٹھاتے ہیں  
 پائے اشرف پہ اس کے پور دیا  
 کون یہ پیر مرد ہے یا رب  
 جلد پہچان میرے دل کا راز  
 تیرا اہل دیار با اکرام  
 بحر کشف و شہود و شوق لعتین  
 مجھ کو اس خواب سے قوی ہے امید  
 اپنے اوصاف طبع سے فانی  
 اور باقی تھا اسکے ساتھ ہر دم  
 ہے شاہ انبیا رسول خدا  
 ہے باقی الصفت رہتا  
 گاہ وہ خطی گاہ ہو و کھسب  
 خوب مز لطیف یہ پہچاں

۶۵

گلشن مفت خیاں  
 و ریحہ است  
 خیاں اول در و لاد با ستاد  
 و مقدار عشرت نسیف و تانیج  
 و ملت آں عالی مرتبت

پیر و مفت شفیع امم  
 جاب فدا ی رسول عرب مجرم  
 بحر علم حدیث مصطفوی  
 مہراج شریعت نبوی  
 سکن دار حیرت سرور  
 ذی جوار مرزا سنجیدہ  
 ملک فقہ و حدیث کا ملک  
 قرب مولا کی راہ کا ملک  
 مالک ابن انس ہے جصفوت  
 ابو عبد اللہ اسکی ہے کنیت  
 شیخ عبد اللہ یافعی اکرم  
 اپنے طبقات میں کیا ہے رقم  
 نو

گلشن دوم  
 در مناقب امام اکرم و مجتہد ائمہ امام دار الحجرت  
 مقدس اہل خبرت سر ایا تین سنت امید  
 المرسلین و فنی اسلام و مین فنی علوم قدس مالک بن انس حجتہ اند

اور مالک بن انس یہ تھا کہ وہ  
 خود روایت کرتے ہیں ان سے پہچان  
 ہے کہ براہیم بن عبد اللہ  
 تھا کہ اس کا قاضی اس کا گاہ  
 اور عبید اللہ سعد بن مسعود  
 اور سفیان بن عیینہ دوم  
 اور سفیان بن عیینہ شہور  
 اور ابن مبارک اکرم  
 عبید اللہ بن عمر بن عبید  
 اور اوزاعی اور عبید اللہ  
 لیث بن سعد شیعہ نیک تھا  
 شافعی اہل علم کا استاد  
 اور عبد اللہ بن مسعود  
 ہینگے راوی حدیث کے اس  
 مالک بن انس ابو نعیم  
 اور بحفظ حدیث تھا کہ

اسکے

نود و نو تھ سال جب چوتھا  
 قول دسرا ہے در سن نود  
 جیسا نو دہ برس وہ نیکو حال  
 صد و ہفتا دہر تھا نو سال

مالک بن انس ہوا پیدا  
 ہوا پیدا وہ قد وہ عجب  
 رہا ماں کے شکم میں تاسال  
 تب ہوا اس مام دس کا وصال

### گلدستہ عجیبہ

تھا محمد پیسہ جو غلام کا  
 اور ہرم بن سنان بھی آیا  
 بولا مالک مام دس پر در  
 پاس گھر کے ہمارے رہتی تھی  
 محل ہر ایک چار سال رہا

محل اس کا بھی چار سال رہا  
 رہا ماں کے شکم میں سال چار  
 ابن عجلان کی جو تھی مادر  
 حاملہ زن وہ تین بار مہوی  
 ہے معارف میں دیکھو یونہی لکھا

### عینچہ در بیان اساتذہ کرام و شیوخ حدیث ان امام عالمیت

اور جو مالک کے تھے شیوخ کرام  
 اک براہیم ہے بن عتبہ  
 اور ابن حکم تھا شیخ جلیل  
 جعفر صادق امام ہمسام  
 اور نافع ملیک و سع و ثقیف  
 و ضرر سعد بن ابی وقاص  
 پچھ شیوخ کبار سے ہی یار

استاد حدیث اسکے تمام  
 دسرا اسحق ابن عبد اللہ  
 نام والا تھا جس کا اسم غیل  
 گوہر معین رسول انام  
 کہ جو ابن عمر کا مولا تھا  
 نام جس کا تھا کثیم ہی خاص  
 وہ کیا ہے روایت اخبار

عینچہ در بیان مشاگردان آنجناب از وی روایت حدیث کردہ اند

اسکے قائل ہیں سب ائمہ دین

اولیائی کرام اہل یقین

گلدستہ در طرح و شناسے آن امام عالی وقار کہ مشائخ و

علمای نامدار بحبلوہ ظہور رسیدہ

اور کبار مشائخ و علمائے  
حافظ ابو عمر بن عبد عزیز  
مالک ابن انس بلند مقام  
دین کے نصرت و امامت میں  
عصر کا اپنے وہ یگانہ تھا  
کہتے تھے عالم مدینہ اُسے  
علم اُس کا یہ سائر اقطار  
اور کہتے کعب سلم کے خاطر  
ہفتہ سالہ تھا جبے نیک نادر  
اسکے محتاج تھے بہت علمائے  
جیا نو و قبرس وہ با اجلال  
درس و فتوے میں تھا بہت شاغل

تر زبان اسکے تھے بھج و ثنا  
اس طرح بولتا ہے بالمشین  
دار ہجرت کا تھا امام مہم  
حق کے اظہار اور اشاعت میں  
فرد کیتلے آن زمانہ تھا  
علم کا صاحب خزانہ اُسے  
کہتے ہیں مشہور ہوا بسیار  
لوگ اس پاس ہوتے تھے حاضر  
درس و تعلیم کی رکھا بنیاد  
اسکے تھا فیض کا علم پر پا  
اور وہ بیشک قریب تر سال  
اسپہ رحمت خدا کی ہونا زل

خیابانِ دُوم در احادیث صحیحہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ در فضائل آنجناب دی و مبشر اند

آئی ہے اک حدیث ای دیر  
منقطع علم ہو دیگا بہ یقین  
چانوار عالم مدینہ زیاد

کہ کہا یوں امام جن و بشر  
کوئی عالم نہ باقی ہووے کہیں  
مالک ابن انس ہے اس کمراد

سکھ

دوسری اک خبر شریفہ  
بوسہ پریت سے بہ روایت ہے  
کہ قریب ہے کہ لوگ رہیں گے  
راشتروں کے جگر تیں اپنے  
ہے نہ یقین زنت بہ  
یا کہ طول سفر ہے یہ بالغیر  
لینے پھرنے کو علم کے بنیاد  
طالباں آونگے زود و دواز  
سکھیں عالم مدینہ سے  
اعلم خلق وہ نہ پا دیں گے  
بولان جینے نیک نفس  
ایہ عالم تھا مالک ابن انس  
خود ایہی کو بتے تکرار  
جانتے تھے محققین کبار

مخلی مالک کا نام نہیں دیکھ  
 یوں میں دیکھا ہوں کو جو  
 اور جب شافی امام صحر  
 قول مالک کا ذکر کرتا تھا  
 بولتا تھا کہ دوستدار  
 مالک اس طرح سے فرمایا  
 بولا تھا کہ اس کا یہ  
 کہ مجھے اس طرح کیسے  
 واسطے اُمت محمد کے  
 اختیار اکلام اس کے  
 سیکس تا علم کو اس کے  
 کوں مالک کو اختیار  
 بولتا ہے محمد ابن ریح  
 میری ترکانی میں بولتا  
 پیر کے ساتھ تیر کے  
 پس میں نے کہ جس کے  
 سویا

یہ صفت تھی اس کے ذہن ہی  
 اجتہاد و حدیث و فقہ اندر  
 تھا لازم سدا مدینے کا  
 عبد رزاق یوں کہا ہی یار  
 نزد مالک امام آتے تھے  
 کی بن شبہ بولا بالتقدیس  
 میں گیا تھا مدینہ اقدس  
 ریش و سر میں تھے اس کے  
 حلقہ گرد اس کے مردم تب  
 عرب ہیبت سے اس کے تباہلا  
 مسجد مصطفیٰ میں اس کے سوا

### گل

ہیں مانند اس کے تھا کوئی  
 بکرم نماز تھا وہ نیک سیر  
 اس سے بس اختصاص تھا تھا  
 خلق جوں دور دور سے  
 یوں کیسے نہ پاس جاتے تھے  
 سن تھا کیسویہ جبکہ کتابیں  
 اور گیا نزد مالک ابن انس  
 اور بیٹھا تھا وہ بعزّت و جاہ  
 بیٹھے تھے صفت بصف حسن اب  
 بات کوئی بھی کرتے سکتا تھا  
 کوئی نہ پایا ہے جرأت افتا

میں سنا از امام دیں مالک  
 کہ ہونہار جانشاہی نہ تھا  
 اہمیت پر مرے گواہی دے  
 کہ کہا شافی خیر صفات  
 اور سفیان عارف مالک  
 ہوتا مسعود علم اہل حجاز  
 مثل مالک کیسے دیکھا کیا  
 سرسبز اس طرح کے آثار

ابن مصعب کہا ہے اسی مالک  
 کہ میں اپنے کو لائق فتویٰ  
 تاکہ ہفتاد سالانہ دین کے  
 یا فتویٰ یوں لکھا ہے در طبقات  
 کہ امام مدینہ وہ مالک  
 گر ہوتے یہ ہر دو پاک انداز  
 اور کوئی شافی سے یوں پہچا  
 بولا اگلے جو تھے شیوخ کبار

سویا در سجد رسول انام  
بو بکر اور عمر پو تکبیر کر  
میں ٹھا جلد تہ بصد اکرام  
شاہ عالم دیا ہے نجم کو جواب  
کہاں جاتا ہے یا رسول اللہ  
مالک راہ راست کے ہی لئے  
ہوا بیدار دیکھیں یہ خواب  
نزد مالک امام اہل علوم  
اور موطا کتاب پاک اسکی  
تھا وہی روز اول ای ماہر  
اور کیا نقل ابن عبد حکیم  
کہ میں دیکھا نبی کتیب در خواب

دیکھا اس طرح رات کو بنام  
قبر سے اپنے ہر اٹھا سرور  
اور کیا عرض تب صلوۃ وسلام  
اور کیا میں ادب عرض جناب  
نجم کو فرمایا اس طرح وہ شاہ  
قبر سے اپنے ہم قیام کئے  
پدر کے ساتھ ہیں گیا ہو شباب  
اسکی خدمتیں خلق کا تھا ہجوم  
اسکی تصنیف اگر ہاتھیں تھی  
کہ وہ لایا کتاب کو باہر  
ابن سری سے اس طرح ہی فہم  
اور کیا پول ادب عرض جناب

يَا رَسُولَ اللَّهِ حَدِّثْنِي الْعِلْمَ أَحَدَاتٍ بِهِ عَمَّاكَ

مجھ کو اسکے جواب میں دلشاد

يَا ابْنَ السَّرِيِّ اِنِّي اَوْصَيْتُكَ اَلِي مَا لَكَ بِكَ تَزِيغُهُ عَنْكَ

ہے موطا کتاب فیض نصاب  
بعد قرآن جو ہے کتاب اللہ  
فیض اس فتح باب کے لیے  
دیکھا ردیا میں اسطرح خوش شہاب  
و عطا وارشاد بیچ ہر مشغول  
دیکھا اسکو رسول فرمایا

کثرت سے وہ مراد اب ریاب  
ہے صبح کتب ۱۵ ای آگاہ  
نفع پس اس کتاب کے لیے  
اور ردی کہا کہ میں کیشب  
بیٹھ سجد در میان رسول  
مالک ایسے میں ناگیاں آیا

آزاد آفتاب کبریا  
آریا ز دیکھ زرد سادب  
انہی انگشتی بخلا ہے  
اور خص میں اسکے دالہ ہے  
علم سے اسکے یہ کتب ہیں  
علم میں کج نظیر ہے وہ شہیر

نکل

خلف ابن عمر سے نقل کیا  
کہ میں مالک سے پاس بھیجا تھا  
آیا ابن ابی شہر وہاں  
تھا دینے کا فاری وہ زینا  
مالک کے ایک قعد دیا  
وہ صلی کے نیچے بکھڑا  
تھا وہ رفتہ میں اسطرح دیکھا  
اسطرح واقع میں یہ دیکھا

بہارِ رسول پر پڑتا تھا  
 وہ بوجھ تو سہا کرتا تھا  
 کہ حدیث رسول کا اکرم  
 ہوں یہ کہتا ہوں چاندِ عالم

گل

بولتا ہے مخزنِ عیسیٰ  
 جیکہ مالک نام اہل صفا  
 عزم کرتا حدیث پر پڑھنے کا  
 تیرے منادِ غفل کرتا تھا  
 اور لیتا تھو رنیک ساس  
 اور کرتا مسطر اپنا لباس  
 بیٹھتا باوقار و عزت و جا  
 اہل محفل کو کرتا یوں آگاہ  
 کوئی اب مت کرو بلند آواز  
 اور بیٹھو بعدِ خضوع و نیاز

سرتا

کہ میں مسجدِ طرف گیا ہوں یقین  
 خلقِ حاضر ہیں گردِ پیشِ زیاد  
 انکو فرمایا یوں رسولِ کریم  
 حکم میں یہ کیا ہوں مالک پر  
 پاس مالک کے جلد تم جاؤ  
 مالک یہ سنکر اشکبار ہوا

بیٹھا مسجد میں ہے رسولِ امین  
 عرض کرتے ہیں کیجے کچھ ارشاد  
 زیرِ نمر ہے ایک گنجِ عظیم  
 کرے تقسیم تم پہ وہ اکثر  
 اس سے بس اپنے حصے تم پاؤ  
 دردِ وقت سے زار زار ہوا

گل

بولتا ہے وہب بن خالد  
 شرق سے تا بہ غرب کوئی نہیں  
 ابنِ اسد کہا قسم بخدا  
 دوست ترین زیادہ مالک سے  
 کہتا ہوں میری عمر سے یار

جو تھا اہلِ حدیث میں ماجد  
 غیر مالک کے در حدیث میں  
 ہے جو ارض و سما کیا پیدا  
 نہیں رکھتا ہوا اس میں یہ کہے  
 عمر مالک میں کر زیادہ اب

خیابانِ معلوم در بیانِ عظیم و تکریمِ علمِ حدیث کہ دائمًا آں جناب  
 میفرمود و بابِ اس امر شریف روز بروز  
 می‌اندرود

روضہ فائق اندازی اکرم  
 مالک با صفا بہت تعظیم  
 عزم کرتا حدیث پر پڑھنے جب  
 شاہ کرتا تھا اپنی وارثی کو  
 اور کرتا نماز ادا ای یار

دیکھ اس طرح سے کیا ہے رقم  
 کرتا تھا علمِ دین کی ای فہیم  
 با ضرورت و ضو وہ کرتا تب  
 اور لگاتا لباس کو خوشبو  
 اور مسند پہ بیٹھتا باوقار



کر تا آواز گریبند کوی

اور یہ آیت کتاب اللہ

کر تا مجلس سے دور اسکو تھی

پڑھتا تھا وہ امام عالی جاہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

ای لوگو مت بلند کرو اپنی آواز نبی کے آواز پر ۱۳

گل

شیخ ابن مبارک ای آگاہ

بولتا ہے کہ ایک دن میں جا

اور وہ پڑھتا تھا تب حدیث رسول

بچھو اک سنگتیں دیا آزار

رنگ متغیر اس کا ہوتا تھا

منشتر خلق سب ہوئی میں جب

جب یہ بچھو گرا زیں یہ غیاں

تو یہ بچھو کا بیخ اور آزار

یو لاحتفظ ادب حدیث کا تھا

فقل ہوا اسکے گھر کوی سائل

اپنی باندی کو جلد بھجواتا

پوچھ تو اس کو جا کے کیوں آیا

فتویٰ چھتا اگر وہ صاحب دین

دیتا تھا مسئلے کا اسکے جواب

اور سائل حدیث کر چھتا

غسل کرتا تھا جلد ترشہ میں

نام نامی ہے جس کا عبد اللہ

نزد مالک ادب سے بیٹھا تھا

تھا سنا میں اسکے بس مشغول

نیش مارا بدن پہ سولہ بار

قطع با اس میں حدیث کیا

جبہ پاک اپنا جھٹکا تب

میں کیا عرض ہو کے تب حیراں

کیوں سمجھا آہ ای امام خیار

بیخ پر اسکے میں جو صبر کیا

جبکہ آتا تو مالک کا مل

اور اس طرح اسکو فرماتا

کیا تو چاہے حدیث یا فتویٰ

باہر آتا امام نیک آئین

بعد کرتا روانہ اسکو شتاب

کہتے ہیں مالک اسکو بٹھلاتا

پھر تا بعد ازاں لب لبائیں

گل

اور کہا مصعب ابن عبد اللہ

جبکہ مالک امام حق آگاہ

کرتا تھا ذکر پاک بغیر

رنگ ہوتا تھا اس کا متغیر

زنگ کی پشت ہوتی تھی

اور خرم اس کی پشت ہوتی تھی

حال پاک اس امام کا تھای

حال استادگی میں سکوت تھیں

یادہ چلنے کی قوت رہیں

سوت کردہ وہ سمجھتا تھا

پوچھتا بولنا حدیثوں کا

گل

پس بود رفتی زوی نام  
 این جوئی کی ز کوه عطا  
 بود مالک سن بیت گریا  
 بام آلودنا تھا یوں سفیان  
 بیعت اللہ الذین امنوا

بالقول الثابت فی الجود  
 الدینا و فی الآخرۃ اللہ  
 ثبت ما لک علی حالہ  
 ہذہ الی یوم القیمہ

لکھ تو مالک کو ثابت کی ادا  
 تا قیامت یہ اسکی حالت پر  
 نقل کرتے ہیں جب بوجہ لطیف  
 کیا مالک کتاب کا تلف  
 فکر میں تھا کہ کیا کوئی نام  
 دیکھا اس شب میں اس طرح  
 کہ نہ اینار سول خدا  
 و طے بنتی اس نذر اعلیٰ کیا  
 ہیں

گل

تھا کھڑا ایک دن وہ اہل ہذا  
 مارنے کو آئے دیا فتویٰ

اس سبب کوئی حد آ پوچھا  
 کہ وہ یوں بڑا دین کیوں پوچھا

خیابان ہمارم

در فضائل و مناقب و اخلاق جلیلہ و اوصاف  
 حبیدہ آن امام عالی مناقب

یوں لکھا ہر بروضہ فائق  
 تھا کثیر الصلوٰۃ اور اوراد  
 درس و تکرار علم میں بسیار  
 بر زبان شریف پیغمبر  
 دوسر کو ہو کس طرح امکان  
 در سلوک طریق رب انام  
 تھا ریاضات میں بہت مشاغل

مالک ابن انس امام بحق  
 صاحب ذکر و فکر و الارشاد  
 مشعل تھا سدا و دلیل و نہار  
 مدح گذری ہو اسکی جب ہی سپر  
 مدح اسکی کرے آواز زبان  
 پس شب روز وہ امام ہمارم  
 اور شد اند کا تھا بہت حامل

گل

بوتا ہے نبی بن سہد  
 کوئی شب میں نہیں کیا ہو خواب  
 در کتاب الخواص عن سترالی  
 لکھا اس طرح ایک دن سفیان  
 کہ میں دیکھا ہو کل کی شب تمام  
 اپنی انگشتری پاک نکال

کہ یہ کہتا تھا مالک امجد  
 دیکھا اس میں مگر نبی کا جناب  
 قدس اللہ سرہ العالی  
 آکھا نزد مالک ویشاں  
 سر و اندیا شفیع نام  
 تیری انگلی میں ڈالا با جلال

اس اشارت سے وہ امام ہمام

تب موطا رکھا ہوا حکام نام

گل

یوں کہا یونس ابن عبد اللہ  
نہیں رکوزیں یہ کوئی کتاب  
جوں کتاب امام دین مالک  
اک روایت ہے تحت جرح یوں  
واحدی بولتا ہے با غرت  
پنج گناہ نماز کے خاطر  
سوئے مسجد ہمیشہ آتا تھا  
اور کرتا عیادت بیمار  
اور مسجد میں بیٹھتا ہادب  
کرتا دینی امور کی تعظیم  
سب کو سکھاتا شرع و حکام  
دینا صلی کو خیر کی ترغیب  
ایک مدت کے بعد وہ فیروز  
کرتے مسجد نماز وقت ادا  
نہ جنانے کیساتھ آتا تھا  
بعد اسکے ہوا ہے جب معذور

کہ کہا شافعی خدا آگاہ  
عصمت و علم میں زکو صواب  
جو طریق خدا کا تھا سالک  
از موطا اصح کتاب نہیں  
کہ تہی مالک کی یہ سدا عادت  
واسطے جمعہ کے بھی ای فائز  
اور جنائز کے ساتھ جاتا تھا  
اور ادائے حقوق ہر حقدار  
ہوتے حاضر بھی اسکے یاروں  
مستفیدوں کو از رو تعظیم  
امر اور اپنی بر خواص و عوام  
زجر سے اہل شر کو سب ترہیب  
چھوڑا مسجد کا بیٹھنا ہر روز  
گھر کو تشریف اپنے فرماتا  
واسطے تعزیت کے جاتا تھا  
کر دیا ترک سب یہ ہو مجبور

گل

۷۲

دایا شاد بیچ یوں سعید  
لکھا مالک کو بھی ابن زبیر  
میں سنایا ہے توبہ اس وقت  
بہتر کرتا ہے نہ شرم و حشر  
کھا ہوا بھی نہ فرشتہ  
بیٹھا ہے بھی نہ فرشتہ  
اور توبہ پہ اپنے صبح و شام  
حاجیوں کو بھی ہر گھر کرتا  
اور طولانی علم کی مجلس  
کرتے ہوتے ہیں جاں  
کرتے تجکو کہتے ہیں پانام  
تین ڈھنچے و وزو شبنم  
وہیں لکھ کر جواب لکھا  
باصوب اور بآداب  
کہ ترا نامہ تجکو پہنچا اب  
سکاسب طلب  
ہو معلوم اس کا مطلب



کل سنتہ شریفہ در بیان آداب احترام و عزازد اکرام مدینہ  
سکینہ کہ از آنجناب بجلوہ ظهور میرسد

ابن خلکان کیا ہیوں ملک  
مالک بن انس امام شہید  
پر مدینے میں وہ کہہ روزنہا  
اور کہتا تھا جتہ سرور  
کہہو گز وہاں نہ ہو سوار  
اور حبت مدینہ انور  
گرتا تھا وہ یہاں تلک یایا  
نہ مدینے سے ہو گیا باہر  
تا مدینے سوا نہ مر جاؤں  
سجد مصطفیٰ کی ہی اندر  
ای خداوند کار ساز قدیر  
اور جب کا گیا وہ حفظ ادب  
واسطے اسکے کہ یہ عرض قبول  
کہ فقیر حقیر احقر کو  
تا مدینہ لجا سے خوشدہات  
اسکی یہ شست خاک لی چلا

اپنی تاج نہیں جو ہے شہور  
تھا معتر اگرچہ پیر کبیر  
انہیں مرکب و پر ہوا ہی سوار  
ہو و مدفون جس زمین اندر  
یہ انہیں ہی مجھے ادب کا شعاع  
اور تعظیم اسکی شام و سحر  
کہ کہہو وہ امام اہل وقار  
مگر اکباد حج کو ہی ماہر  
اور مدینے سوا انہوں مدفون  
مدت العمر لے گیا ہے بسر  
بہر آداب آن امام خیر  
جو ہے ترا جدیت یارب  
کر تو تسل تو اسکا یہ مقبول  
عاجز و خاک ارکمر کو  
اور وہیں کیج اسکی خود حیات  
کر اسی خاک پاک میں میری

خیابان ششم در اجرائیکہ در میان آن امام باسفا و امرا  
و خلفائے یہ جفا گذشت  
تقل کرتا ہے حجۃ الاسلام  
اور خواص کتاب با اکرام

شیخ ابن وہب سیالک  
کہ جناب امام میں مالک  
فتویٰ دیتا تھا اس طرح  
بیعتہ کے لازم آتی نہیں  
یعنی بالجبر یا ان کے کوئی  
جنگ نہ کسی خلیفے کی  
نہیں بیعت یہ ہوتی ہے لازم  
کہ ہمیشہ وہ اپنے ہو قائم  
شخص تک ایک زنجی عباس  
تھا مدینے کا ولی پچھوس  
اسکو پہنچا ہے شہنشاہ خیر  
ہو اب ہم یہ بات وہ سنگ  
اور مالک سکتیں بلا پوچھا  
کیا تو دیتا ہے فتویٰ کہ ایسا  
اس سے مقصود ہے سچا  
اصل اولاد میں سے  
کوئی

انوارِ حیات کے چرخِ حیات  
 آیا باروں طوفانِ بدینہ کے  
 آنکھوں میں اس عالم کے درویش  
 دیر تک وہ نہ اپنا کو لاد  
 بلکہ وہ درویش کو اپنے کو لاد  
 ملے اس سے کہا ہے اولیٰ رب  
 اے حاکمِ مہربان کیا بد انجام  
 بے اجازت سے کھایا یہ کام  
 میں نہ اس کام سے ہوا درد  
 بلکہ دلیں ہو اہمیت و کور  
 اس کو حاضر کیا ہوئے تیرے پاس  
 لے تو اپنا قصاص بے ہوش  
 بولا مالک یہ سننے کی کتنی  
 ہاتھ اسبست سے اٹھایا اس  
 درمیان کے تیرے روزِ جزا  
 تاہو و فی صحت برپا  
 ہے

کوئی خلافت ہے نہیں قابل  
 اس کو بولا ہے مالکِ مکمل  
 بولا حاکم یہ چھوڑے فتویٰ  
 نہیں زہارِ دین میں الحاد  
 بولا ہے لا طلاق فی اطلاق  
 پس اگر چھوڑوں قولِ شاہِ ہد  
 بولا اس قول سے رجوع تو کر  
 بولا ہرگز نہ میں رجوع کروں  
 سنکے حاکم یہ بات غصہ ہوا  
 تازیانوں سے آہ پشت اسکی  
 اور شل ہو گیا ہے ہاتھ اس کا  
 اور حاکم کیا ہے قیدِ شدید  
 قید میں بھی امامِ نبی کو صفت  
 جو نہیں جانتے ہیں میرے تئیں  
 میں یہ کہتا ہوں جو کہا خاتم  
 مفسدان پھر اُسے دئی میں خبر  
 سن یہ حاکم وہ لا علاج ہوا

پس خلافت ہو غیر کی باطل  
 حکم یہ میں نہیں کیا اول  
 مالک اس طرح تھا اسے بولا  
 دیکھ سرور کیا ہو کیا ارشاد  
 اس سے اگر اہ مرو ہے بنِ شقاق  
 ہو نکما گمراہ میں پناہ خدا  
 ہے ترو واسطے یہی بہتر  
 قول یہ حق ہو میں حق ہے ہر  
 مارنے تازیانے حکم کیا  
 ہوئی زخمی بھی شتی ہوئی پھسلی  
 اسلئے ہا سرتہ سکتا تھا  
 تھے نگہاں ہو کلاں عنید  
 آشکارا یہ بولتا تھا بات  
 مالک ابن انس ہو جانو میں  
 بیعتِ مکرہ آئے نا لازم  
 کہ وہ کہتا ہے اس طرح شہر  
 قید سے اپنے اس کو چھوڑ دیا

گل

ابن خلکان ہو اور یوں لکھا  
 پایا رفت لیا ہر شانِ دگر

بعد ایں ضربِ حال مالک کا  
 ضربِ گویا اُسے ہوا نہ چور

ہے وہ اک شاخ شجر سیدیں

یعنی ہیکادہ ازبخی عباس

گل

دیکھ پاس قرابت شد دین  
بنی عباس کا تھا ایسا پاس  
کہ عشقی اور بتوں کے اولاد  
واجب الاحترام ہیں وہ مدام  
انکا حفظ ادب سے لازم تر  
ہوں جو اولاد بادشاہوں کے  
عزت و قدر ان کی کرتے ہیں  
پس شہ انبیا کی جو ہے آل  
ہیں احادیث اس بیان میں  
عربی ہیں بہت کتب ای میں  
اور ہندی میں ہا قرآگاہ  
دیکھ اس کو جزائے خیر خدا  
میں بھی در ذکر الطہیت خیا

ہیں کہاں تک کئے المودین  
ہوینی فاطمہ کا کیسا پاس  
ہیں وہ گویا رسول کے اولاد  
ہوں جو سادات ابرہہ و زقیام  
رکھ مقدس نسبت ان کے نظر  
عمر گوں کے بھی اور امیروں کے  
پاس آداب انکا دہرتے ہیں  
کس قدر مہوویں واجب الجلال  
اور آثار آئے ہیں بھی صریح  
اس بیان میں لکھو المودین  
ہے ریاض الجنان لکھا و نحو  
سیر کر اس ریاض کا تو سدا  
لکھا ایک نسخہ روضۃ الابرار

گل

حرمہ ابن ہجلی باتمیں  
ہاشمی دانی مدینہ تھا  
برلا دیتا ہے فتویٰ تو ہر گاہ

نقل کرتا ہر شافعی سقیتیں  
آہ مالک کو وہ بلا بھیجا  
کیوں بطلان بیعت اکراہ

گل

اور قاضی عیاض ابن صفا  
لایا اس طرح در کتاب فتا

آ

گل

اور سہ شافعی مدینہ کا  
جب سکار زبیری والی تھا  
کیا مالک سولے اوچ بولوں  
کیا بارون سین اسے معزول

۷۷  
سین پینہ ہی سکوکو  
مارنے تار پانے فرمایا  
آہ کیا ہوا ہے زخمی  
کہ سدا وہ امام تابوفا  
بازدینے ہزار سے تاد  
شہادت چاہتے تھے

۷۸  
 کہ وہ علم حاصل کر کے حضرت زین الدین سے ملے  
 ہو لاگو کر بات اسی کی ہے جس سے  
 علم کو میں نہیں کہہ دیا میں نے  
 ایک لکھائی دین کہ وہ ملا دین  
 جلد پھر ایسا ہی پائتا رہے  
 پیاس ماروں کے یلگارتہ نہ  
 ہو لاہارون اس کے ایام میں  
 میں نے قاصد کو ایک بھیج دیا تھا  
 بسیر تو تم اختلاف کیا  
 ہو لا ملک اس کی صاحب جا  
 ہے شرف بلکہ از رسول اللہ  
 حارثہ ابن زید ثابت سے  
 سن تو نہ ہر یا خبر دیا ہو  
 زید بن ثابت یوں دیا ہے خبر  
 کہ میں لکھا ہوں جو یہ خبر  
 صحاح

آہ مالک بن سلیمان  
آہ ہیوش ہو گیا جو بتاب  
رہوش ہادی حاضر و بخدا  
کہ میں رکبتا ہوں خوف یہ داند  
کہ کہیں اسکا کوئی قرابتدار

دیا بالکے مار بچ و لقب  
ہوش میں بعد آگیا یہ خطاب  
میں جفا ظلم اس کا بخشدیا  
ہوؤں شرمندہ از رسول اللہ  
ہو کہ داخل مکر طرف بنار

گل

ابن جوزی کہا ای نیکو فن  
دیا مالک امام دیں فتویٰ  
اسے تازیانے وہ ستر

کیصد و چل و ہفت تہا جس  
غرض سلطان کے وہ مخالف تھا  
اسکو مروایا غصہ ہوا سپر

کارنے بولا عظمہ ہو اسپر

ط

اور مقامات میں یہ لایا ہے  
بھیجا مالک کو یہ پیام شتاب  
ہے عمل اس پر تیرا سنا ہو  
مالک اسکو نہیں قبول کیا  
علم ایسی ہو چیز اک اشرف  
علم ایسی ہی پیڑم ازل  
تھے اکابر جو تب میں کے  
یہ خبر سنئے سب ہو حاضر  
ہے مناسب ایذا ہی لکنا

جب میں نے کماروں آیا ہے  
کیا تالیف تو جو ایک کتاب  
لامر پاس تاکہ میں بھی سنوں  
اور قاصد کہتے یہ فرمایا  
کہ بدل لوگ آئیں اس طرف  
کہ طرف خلق کے وہ آج وصل  
بحر تقدیس کے سفینے کے  
اور کئے عرض سب کی امی فخر  
پاس ہاروں کے سجد و تصویا

تھا



تھامے گو دین بی کاسر

ہوئی نازل یہ آیت انور

لَا تَسْتَوِي أَعْدَاؤُنْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

ام مکتوم کا پیر آگاہ  
آیت پاک جب سنا ہے جب  
ہے بفضل جہاد یہ ہم آ یہ  
کیا کروں مجھ کو کیسے ارشاد  
میں یہ کچھ جانتا نہیں زہار  
خشک ابھی نہیں ہوا تھا میرا دم  
بعد ازاں جبکہ ہوش میں آیا  
لکھ یہ قرآن کی آیت اکرم  
دیکھ اسی بارون حرف تہا و حد  
سرخ صد سال کی مسافت سے  
مجلو کہتا ہے تو بغیر ہر اس  
جمع حالانکہ میں کیا ہو جاں  
ہے سزاوار مجلو ہمیں بدنام  
عزت منصب مجھ کو دیا خدا  
عزت علم تو گھٹا اگر  
یہ نصیحت سنا ہی ماون جب  
بولا آتا ہو نہیں ترے ہی گھر  
ساتھ مالک کے باہر آباد

نام نامی ہے جس کا عبد اللہ  
عرض سرور سے یوں کیا ہی تب  
میں ہوں نابینا یا رسول اللہ  
تب کہا یوں رسول رب عباد  
ابن ثابت یہاں کہا ہی بار  
ہوا ہیوش سرور عالم  
مجلو ارشاد ہے یہ فرمایا  
عَنْهُ أَوْ لِي الضَّرَّ كَيْسَ لَمْ  
جبریل اور ملائک ماجد  
اس قدر برج و ثقب ہیں کھینچ  
کہ پڑھوں لا کتاب تیر کی اس  
اس میں بحیرہ حدیث اور قرآن  
کہ کروں اسکا عزت و اکرام  
عزت علم پہلے تو نہ گھٹا  
تیری عزت گھٹا دیگا دور  
مقبضہ بہت ہوا ہے تب  
اور اٹھا ہے تہی ہو بس مضطر  
چاہا ہونے سوار بر مرکب

حدیث

۷۹

اسکو مالک کہا کہ سن چیر  
ہے روایت زناض ابن عمر  
کہ کہا یوں پیس و اہب  
کہ کوئی علم دین کا طالب  
جب چلے علم سے طلب  
تو مالک کے پاؤں کی نیچے  
پہنچا ہے میں ہی کے ضرور  
لے تو اب یہ شرف بغیر قصہ  
پس تو مکتب اپنی سوار  
چل پیادہ ہی با سکون وقار  
گیا بارون پیادہ محراب  
ساتھ مالک کے با کمال و ب  
جبکہ مالک سے بڑ گھر آیا  
صدر میں اسکو بٹھلایا  
آپ جا گھر غسل چل گیا  
صب عادت لباس لایا

عز

یوں لگا کہنے وہ گرامی گہر

عز و حرمت سے بیٹھ مسند پر

## روایت

اور نافع سنا زابن عمر  
شہ عالم شفیع محشر سے  
واسطے علم کے بغیر عوام  
نا عوام و خواص بے تکرار  
کوی زہل حدیث نہیں ہو سکتا  
آئیں اہل حدیث یا اہل علم  
آتے اہل حدیث اور علما  
میں سنا یہ حدیث از نافع  
اور زابن عمر زنجبیل سے  
اسکو رفت یقین خدا کو  
بیٹھ علما محدثین کے ساتھ  
ساتھ اہل حدیث کے بیٹھا  
اور فادع ہوئے کعبہ شتاب  
کیا رکھا ہے تو اس کتاب کا نام  
تو جو جیتا ہے نام رکھ سکا  
اور بھیجا ہے یہ با عزت  
اور حقہ چند مرکیب انہما  
کیا واپس ہو مرکیب کتیب

کہ ز نافع سنا ہو نہیں یہ خبر  
اور ابن عمر پیسے سے  
کہ ہوں مخصوص جب میں نام  
نفع اس علم سے نہیں نہار  
ہے یہ سی کتابی دانا  
اذن دے تاکہ سنیام و خواص  
سن یہ بار دن اذن عام دیا  
بولاماروں کو مالک کی مع  
اور سنا وہ یقین زابن عمر  
جو تو منع کر گیا علم لئے  
پس تو آئیے چہرہ کیا تہ  
سنکے بار دن خبر یہ جلد اٹھا  
مالک آغاز تب کیا ہے کتاب  
پوچھا مالک کہ اسی نام مام  
بولامام رکھا میں موطا رکھا  
بعد بار دن گیا ہرے رخصت  
نقد تھے انہیں پچھڑ دینا  
وہ کیا ہے قبل نقد ہیں

۸۰

اور یہ تمام کیا یہ بھیجا  
کہ ہے مافون کہاں ہو گا  
میں کہ ہوں اس زمین پر رنما  
نہ پھر دن تاحات ہو گا  
نقل ہو پوچھا ہوں مالک سے  
کیا سکونت در لکان ہے  
بولامالک فاص گہر گہر  
دیا وینار میں ہر از دست  
اسکو مالک نہ خرچ میں لایا  
اور مالک ہی پاس یزید کا  
تاکہ اذن ارادہ بخدا  
جب بیٹھ سے ہے کیا سنو  
بولامالک کو تو تم سنا  
سوی بخدا دی گرامی ذرا  
تاکہ تیری کتاب یا تو قر  
ہے جو اسکی کوہ لگائیں یہ

اور تیری کتاب پر غیبت  
کہ خلافت میں اپنے جوں عثمان  
اور مذہب کریں ترا ہی قبول  
بولا مالک نہ کر تو اسیا کام  
ہوے ملکوں میں منتشر دیار  
شرع و دین لوگ شریعت ہیں  
اپنی امت کا اختلاف یقین  
میں تو اپنے بقدر استعداد  
اس میں امکاں ہر دم سے خطا  
اور ترسے ساتھ ہی کہہ رہے ہوں  
یوں کہا ہے رسول جن و بشر

دیوں لوگوں کو یو ای باعز  
دیا لوگوں کو غیبت قرآن  
بات مالک یہ کیا مقبول  
کیونکہ صحب کریم خیر انام  
کئے نشر حدیث اور اخبار  
فیض ان سے بہت ٹھاکر ہیں  
بولا رحمت ہے اسکو سز وین  
یہ موطا لکھا ہوں با اسناد  
مجھ سے شاید ہے دوسرا وانا  
آنہ سکتا ہوں سو کے بغداد  
لوح دل پر تو نقش کر ہم خبر

حدیث المدینۃ تنقی خبث الرجال کما ینقی

دینے پاک کرتا ہے  
پہلے خاک کو دھو لے کر  
الکیر خبث الحدید  
جیسا پال کر تاج پہناتا ہے

کئے دینار تو دیا ہے مجھے  
جو ہے دنیا میں درید نیا  
زر وہ یاروں کے پاس بھیجا  
ہے وہ حاضر اگر تو چاہے  
میں نہ لوں بر مدینہ والا  
یاروں واپس کیا نہ اسکو یا

## روایت

درخواست لکھا ہے اپنی جلی  
آیا کہ دوز یاروں مالک پاس  
خام ٹاس میں اپنے بولایا  
یوں لکھا ہے امام غزالی  
کر کے ہاروں بہت کچھ بکا پاس  
پڑ یہ آیت وہ اسکو آگے گیا

۸۹  
بسم اللہ الرحمن الرحیم  
ربّی اذخنی من کل  
صدیق و آخر خبیث  
مخرج صدیق و اخیث  
لی من کل نفاق و سطو

تصدیقاً

ہمیت و عیب کا خلا  
دل میں غالب ہوا ہے کہ  
ابو یوسف امام صدق و وفا  
تھا چوتھے درجہ کا

پاس یاروں کے کیا جانب پر

بٹھا دوسرے طرف تھا بکا پاس

پوچھا مالک میں کہا بیٹوں

تعلیم نہ بٹھا ہاروں

اپنے اور اپنے ابن دریا

اسکو ٹھلا یا ہر اجرت و شان

اور

سن اہم ہی تھا یہ بکھڑا ہوا  
اور نو سال ہی میں نیم یار  
ہند ماؤں میں یں نیک تھا  
اور ہم شریف و ذوال  
کیا رحلت کی مالک ابن ابی  
قدس اللہ سرہ لا قدس

گل

جو اہل القاسم ہیں مذنب  
آہ مالک کو عرض ہو تھا تب  
اسکی خدمت میں تب میں تھا تھا  
دار اور دی تب میں کیا کیا  
لو لایں شکو ایک لکھا خوب  
پوچھا کیا کہ وہ ہم سے شباب  
کہا میں ایک شخص کو دیکھا  
آسمان ہے وہ نزول کیا

اور بولا کہ کوئی تیرے ہوا  
بولا مالک کہ ای یلند نسب  
تجہ سے طیب ہی ہو گیا صادر

اس جگہ اب تلک نہیں بیٹھا  
شجرہ طیبہ سے ہو تو جب  
قول غزالی کا ہوا آخر

گل

اور ہاؤں کے پاس ای فرزند  
ہوئی آخر دو نو کی جب صحبت  
کہ اگر ای امام تو ہر روز  
میر فرزند مامون اور امین  
تیری منت ہو ہمہ تب ہی مام  
بس کر کہت سے اسکو ہر دیکھا  
حقے جس چیز کو دیا فوت  
علم وہ ہے کہ اس طرف جانے  
ہاؤں نضات سے کہا ہدم  
آہ لغزش ہوئی یہ میر سے  
پس وہ بیٹو کو اپنے بیو ہاں  
دسک طلیہ کو اذن دیتا جب  
اور صرف میں انہیں کے بھلاتا

مالک آ یا تھا با شرف کیروز  
کیا ہاؤں عرض در خدمت  
کرے میر مکاں کو زینت فرزند  
سنیں تجہ سے حدیث در سن  
اس مالک سنا ہی جب کلام  
اور اس طرح اسکو فرمایا  
پست اس چیز کی نکر عزت  
سکو طالب علم ہی آتے  
حق کہا یہ سخن تو ای اکرم  
کہ کرم اس سے در گذر کیجے  
بھیجتا تھا امام مالک پاس  
بار دیتا تھا انکو مالک تب  
اور احادیث انکو فرماتا

خیابان ہستم در ذکر وفات آل امام ذوالکمرات  
ومنات بشارت آیات کہ بعد حلت از اکابر مروی است

اور پہنا تھا وہ لباس ہر  
آسمان سے زمین پر سر بار  
کہ ہے مالک کی یہ برات بجا  
تھے اسی بات میں ہم ای شد  
اور گزارش کیا ہے یہ پیغام  
آجکی شب ہے خواب کی دیکھا  
تھا وہی خواب ہی بڑی تکرار  
خواب سرد و سنایہ مالک جب

ہاتھ میں کے ایک نامہ تھا  
نشر کر اسکو یہ کیا گفتار  
اب نہ تار سقر بفضل خدا  
آیا ناگہ میر کا قاصد  
کہ مؤذن مدینے کا ای ہمام  
کیا ہے پوچھا تو بت وہ عرض کیا  
دار اور دی جو آ کہا ای یار  
جلد تر فقرہ یہ پڑھا ہے تب

اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانُ

شافی بولتا ہے ای اکرم  
یوں بھی میری ایک دن بولی  
کہ کوئی بولتا ہے یوں آ کر  
آجکی شب یقین کیا رحلت  
جب کے ہم حساب ای فیروز

کہ تھے کے کے بیچ ساکن ہم  
کہ عجب تر یہ خواب میں دیکھی  
جو تھا اہل زمین میں عالم تر  
حق کرے اسکی روح پر رحمت  
وہی مالک کے تھا وفات کا روز

گل

یوں اس طرح سے نقل کیا  
میں نے دیکھا یہ خواب بہت  
باگروہ کثیر از سلسلہ  
پوچھا میں اس سے ای امام ہدایہ  
بولام سے بدرجہ اعلیٰ

کہ بشر بن بکر یہ کہتا تھا  
کہ امام بزرگ با وزاعی  
ہنگام داخل بخت الماوا  
مالک ابن انس کہاں ہے دکھا  
ہنگام مالک امام اہل قضا

۳۳  
بصالح کوین وکیلیج

پوچھا میں کیا کیا تر یہ ب

بول مالک زخضر عثمان

کلیہ جکبہ پوچھا تھا اک جاں

میں کیا تھا ملاوت اس

جکبہ پوچھا تھا اک جاں

کلمہ پڑھتا تھا ہی وہ پوچھا

سُبْحَانَ اللَّهِ حَتَّى تَلَا يَهُودُ

میں سے اس کے حق باں

کر دیا مجھ کو داخل حنبلیہ

دربار

گلشن سووم امام

عالیشان نقاد حدیث و

قرآن نبی کریم صلی علیہ وسلم

کمال

کمالات علیہ الاحساب فی نسب وارث علوم نبی امام محمد  
 محمد بن ادریس شافعی مطہری رحمۃ اللہ علیہ در گلشن ہفت  
 خیابان است، خیابان اول در نام و نسب تاریخ ولادت  
 و رحلت آن حضرت

مطلب میں ہم دو  
 طرح کی تاریخیں دی ہیں  
 ادریس ای بھائی  
 با شہادت میں میں  
 ماری شافعی ہے  
 نامی بڑی حسن نام  
 سبب نام تفسیر  
 میں غیر سبب اولی یاد  
 سبب ان عبیدای امجد  
 شافعی کا بیجان پوچھو  
 جبریم کی ہلکا شافعی نام  
 نسبت اس طرف کی نام  
 دو نویہ اور اسکے دو جہاد  
 ہیں یہی رسول کریم یاد  
 گلہ ستم در بیان  
 تاریخ میلاد  
 و مقدار

شافعی وارث علوم نبی  
 گوہر محمد و لائے ہوں  
 شرف و عزت کے بھج کا اختر  
 رحمت حق ہو سپہ شام بگاہ  
 یوں لکھا ہے بروقتہ الاسلام  
 اسم میں بھی وہ عین احمد ہے  
 کیوں کہ وہ نامی است  
 جو تہ افضل و شرف میں تقدیس  
 اسکا والد ہے یگانہ عثمان  
 جو ہے فضل و کمال جامع  
 نہیں فضل و شرف کو اسکو حد  
 وہ ہے عبد بنید کا لبند  
 نام اسکا رکھا ہے عبد اللہ  
 مطلب اسکا باپ ہے اسی یار  
 جو ہے جد رسول جن و بشر  
 چار فرزند تھے اسے سن صن  
 چارمی عبد شمس ای کامل

و ذوالفقار امام مطہری  
 عامل و حافظ حدیث رسول  
 علم و حکمت کے آج کا نیر  
 مولوی باقر خدا آگاہ  
 نسب شافعی امام محمد  
 نام اس شاہ کا مختار ہے  
 لقب اس کا ہے ناصر سنت  
 نام والد کا اس کو ہے ادریس  
 ہیکل عباس اسکا والد جان  
 والد ماجد اس کا ہے شافعی  
 سبب اس کا ہے والد امجد  
 ہیکل صاحب عبید کا فرزند  
 از کرم انبیا کا شاہنشاہ  
 ہاشم اسکا پدر ہے بے تکرار  
 ہیکل عبد مناف کا وہ سپر  
 ہے سیوم جد نبی کا عبد مناف  
 ہاشم و مطلب سیوم نوح

# و مقدار عمر شریف و سال وفات آن گرامی صفات

اہل تاریخ متفق ہیں تمام  
سن ہجری کا جب وہ بچہ  
اور زندہ رہا ہے چون سال  
تھی شب جمعہ وہ اخیر رجب  
جمعہ کے روز بعد ستائیس  
سال میلاد اوسلے داں  
سال میلاد شافعی ایسا  
بعضے کہتے ہیں روز فوت امام  
جب ہوا ہے وہ آفتاب نماں  
اور ولادت کی جا میں خوشحال  
قول ہر اک وہ آیت رحمت  
جو ہے بیت مقدس ای کمال  
جب ہوئی عمر اسکی دو سالہ  
اور وہاں بولوا وہ مہ روشن  
اور لکھا بیعتی نیک سیر  
بلدہ عثمان سے جدا سا  
در میان عثمان و عزت کے  
اسی ہر وہ بلد کو ستر دیں

کہ یقین شافعی امام ہمام  
متولد ہوا ہے لے آگاہ  
دو صد و چار سن میں پایادصال  
روح پر اسکے ہو کر رحمت رب  
مصر میں اسکی ہر ہوئی تدفین  
سال ترحیل او مقدس خواں  
سال ترحیل بو حلیفہ جاں  
ہوا پید ہے شافعی بانام  
ہوا تابندہ یہ مہ تاباں  
مختلف آئے ہیں کئے اقوال  
ہوا پیدا بہ بلدہ عسرت  
اس کے وہ شہر ہے بہ دو منزل  
کہتے ہیں لائے اسکو در مکہ  
ہوا طالع یقین با وجہ یمن  
موافقی میں شافعی کا بدر  
شہر مکہ میں اسکو لے آیا  
ہے مسافت چھ میل کی کسٹ  
نام رکھا عروس شام یقین

در سلیم آن امام بمعلم و تفریح دی از حفظ  
خیایان دوم قرآن کریم در سن ہفت سالگی

۸۵

فخری کہای نیک نرج  
تھا او میں شافعی محتاج  
والیک جب جگہ اسکے تین  
کہیں تک پاس چھوڑیں  
پس کم اسکے کہ اجرت  
میں نہ سکتے تھے جب تہا قدرت  
اس لئے وہ معلوم مذکور  
کہ تعلیم تھا اسکو قصود  
شافعی میں بی بی زکات تھی  
قدرت حفظ اور فرست تھی  
دیکر رشکوں کو وہ پڑا جو  
یا دکر تھا شافعی اس کو  
اور جانا تھا جب اس ستاد  
ورس رشکوں کو وہ دلا یا جو  
جب معلوم یہ حال ہے جانا  
مشکت شافعی کی بیچنا  
اجرت

۶۶  
 اب میں طافہ فضا  
 ایک مٹا رہا میں اس کے پاس  
 بعد کے کو بیب کیا دفعت  
 شعر یہ آتی ہے بڑی غبت  
 تاکہ پایا ہوں رتبہ بزم  
 شعر کے فن میں ہو گیا تھر  
 ایک دن شخص ان کے آل زیر  
 گند زبیر پر اور کہا باختر  
 ہم فضا میں نہایت محبوب  
 ہوتی گرفت میں تو کیا تھا تو  
 میں کہا کون شخص ہے باقی  
 ہو سنا تم علم کاسانی  
 نام مالک زبیر یہ لایا  
 تھی غبت میں پتو دل پایا  
 گل

اُجرت درس اس چھوڑ دیا  
 ہوتا تھا نہیں حلال مجھے  
 گذرے اسطورے کے زایام  
 ختم قرآن کیا پختہ نہیں خدا

دل کو اُلفت میں اس کے جوڑ دیا  
 اجرت درس لیوں تیرے  
 ہفت سالہ سہا ہر جبہ امام  
 توفیق میں مبدع مدہ سرا

گل

یوں حمیدی یہ نقل ک لایا  
 کہ تھا میں پی ماں کے پاس یتیم  
 محبو کتب میں ماں مری بھیجی  
 مجھ سے راضی تھا، و تاد مرا  
 کرتا تھا وہ خلیفہ محبو کتب

کہ مجھے شافعی یہ فرمایا  
 میری مادر تھی مغلسہ اسی سلیم  
 یکے معلوم کوئے نہ سکتی تھی  
 گم کسی کام کو وہ جاتا تھا  
 میں پڑھتا تھا دوسرے کو سب

گل

یہ سنی اسطرح کیا ہوا  
 ختم قرآن میں کیا ہو جب  
 بیٹھتا تھا بہ مجلس علماء  
 حفظ کرتا تھا اسکو بیوی اس  
 ٹھکریاں اور ہار دانتوں کے  
 اور لکھتا حدیث کو اس پر  
 اور ادیل میں مجھ کو مل نہ ہا  
 اور نکلے سے باویہ کو میں آ

کہ کہا شافعی امام زماں  
 آتا مسجد کو دایم ابہ ادب  
 مسئلہ یا حدیث جو سننا  
 اور سیر نہ تھی مجھے قرطاس  
 جمع کرتا تھا جا بجا جیسے  
 بھر گئے ہیں سو تھے ظروف اکثر  
 شعر یہ انکس تھا بسیار  
 کئے دن صحبت ہزل میں تہ



اور یہ شافعی دیا ہے خبر  
سنا بھی سواپنے اک آواز  
اور در زیر سایہ رکوبہ  
سنا ایسا ہی اک نذاہوت  
اور اک روز مسلم خالد

کہ تھا میں عقبہ مناکے پر  
کہ تو ہو علم فقہ سے ہمارا  
میں ہی اسجائے پر تھا میں تنہا  
کہ پڑھوں فقہ چھوٹوں شکر کلت  
بولا میرے یونہی ای ماجد

## گلدستہ شریف

اور اسی شب کو خواب میں لکھا  
کیا ارشاد مجھ کو ای لڑکے  
بولا تیری گروہ کو ہوا ٹھیک  
بولا منہ کہوں کہلو میں نے شب  
برزبان و دہان لب میرے  
اور برکت کی وہ کیا ہو دعا  
بعد اس واقعے کے مجھ کو کہی  
عمر ملے شافعی سے ہو ناقل  
دیکھا اک شب رسول کو بینام  
اور وہ فارغ ہوا چہ ز نماز  
میں بھی نزدیک جا کے عرض کیا  
پس نکلا ہے وہ شہر دو پہا  
اور غایت وہیں کیا ہو چنے  
ہوا بیدار جبکہ میں ای خبر

رویت حضرت رسول خدا  
کہہ تو ہے کون سے قبیلے سے  
بولا نزدیک آگیا نزدیک  
ڈالا میں مبارک اپنا لکاب  
وہ ملا ہے کمال رحمت سے  
حق میں میرے بخش لطف سوا  
ہر گز اعراب میں خطانہ ہوئی  
کہ مری کو دکی میں اعاقل  
کہ تھا در مسجد الحرام امام  
کیا تعلیم قوم کی آواز  
یا نجی اب مجھے ہی کچھ نہا  
آستین سے تلب پنے اک میزا  
اور کہا ہے یہ واسطے تیرے  
اک معبر سے پوچھا جاتدیر

۸۷  
وہ کہا علم میں بفضل  
یاد کیجا نہ کیا اس کا وجہ  
اور تو خود کیا امام نام  
چیر و سنت رسول نام  
کیونکہ مسجد کا وہ امام اجل  
سب انہ سے ہو تین افضل  
اور میں ان پر شاہ ہے  
کہ تو جانے حقیقت یہی  
اور کہا ہے محمد ابن حکم  
ماوش افعی جب ای کریم  
حاملہ شافعی سے جبکہ ہی  
خوبایام اجل میں کیجی  
کہ گوشتیری اس میں ہر  
ہوا اسکے شک سے ہو یا آ  
پاؤہ نوراس سے اک آں  
سیرا لطف خلق کو خوشاں  
یوں

اور علم از صحابہ و زانی  
 سنی ابن کسان ای بھائی  
 اور ملک عراق کے استاد  
 ہے دین ایک کے استاد  
 سر اسناد و کلام  
 عبد وہاب چار دان  
 جلد نہیں ہینگے یہ ایجاد  
 رحمت حق تبارک و تعالیٰ

گلدستہ در ذکر تلامیذ  
 آنجناب کرازی  
 اقدس علم دیں کردہ دروایت  
 فقہ و حدیث نموده اند  
 ہیں جو فتنہ و حدیث کراوی  
 یعنی تلامذہ کے ای بھائی  
 ہیں بہت ان سے اول داخل  
 ہے بلاشبہ انھیں

یوں کہی ہیں معتبران تعبیر  
 پاوینگے جا بجا خواص عام  
 فخر رازی لکھا ہوا یار  
 مرتضیٰ آیا خواب میں میرے  
 اپنی انگشتی نکالا وہ  
 بولا تعبیر اسکی میرا چچا  
 ہو گیا باعث امان ز عذاب  
 یمن سے نام اسکے تیرا نام

فخر رازی کہا ہے رکھ تو یاد  
 پانچ مکی ہیں اور چھ مدنی  
 اہل کہ سے پہلے ہی سفیان  
 شافعی اسکو حقین بولا یار  
 و سر خالد کا ہے پس مسلم  
 اور داود شیخ پیارم ہے  
 اور شیوخ مدنیہ اقدس  
 اور ابن سعید انصاری  
 اور براہیم شیع ہے جو تھا  
 اور محمد ہے ابن اسمعیل  
 اور شیوخ یمن رفیع مقام

کہ وہ بچے سے نور فیض کشیر  
 ہووینگے مستفید اس سے تمام  
 کہ کہا شافعی امام خیار  
 میں کیا تب مصافحہ اس سے  
 اور انکی میں میرے والا وہ  
 کہ مبارک مصافحہ اس کا  
 اور والا انکو ٹپی جو وہ جناب  
 شہر شرق و غرب ہو تمام

شافعی کے اکابر استاد  
 چار عراقی ہیں و چار مدنی  
 بن عیینہ محدث و دنیاں  
 وہ ہوتا تو جاتا علم حجاز  
 تیسرا ہے سعید بن سالم  
 اور عبد المجید بن نجم ہے  
 پہلا استاد مالک بن انس  
 اور عبد العزیز داراری  
 بن محمد بن ابی یحییٰ  
 ابن نافع ہے چھٹا شیخ جلیل  
 پہلے مطروق ہے و سر ایشام

ہے عجب شافعی کی شان عظیم  
 ہینگے ہر دم امام اہل دہ  
 یعنی مالک ہر استاد اہل  
 اور شاگرد شافعی کا دوم  
 اور تلمیذ تیسرا بے قیل  
 اور امام ربیع ہے چوتھا  
 شافعی کے کتب کا بالتحقیق  
 پانچواں حرمہ بن کھیل

اسکا شاگرد و استاد کریم  
 مجتہد ہر دو صاحب مذہب  
 اور شاگرد احمد حنبل  
 ہے امام بویطی اکرم  
 یو براسیم ہینگے اسمعیل  
 اسکا شاگرد و خادم والا  
 وہی راوی ہے صاحب تفتیق  
 بوجہ شاگرد ہی یقین اسکا

## خیابان سوم در تحصیل نام جلیل زکۃ شریفہ بدینہ منیفہ واخذ علوم اقدس ز

امام مالک ابن انس رح

بولتا ہوا امام فخر الدین  
 شافعی از ائمہ بسیار  
 سب علما میں اعظم و اقدس  
 شافعی بولتا ہے میں پہلے  
 ذکر مالک سناوریں آشنا  
 اسکا شوق ملازمت بسیار  
 تب موطاے مالکے ہمبر  
 میں کیا حفظ جلد ای آگہ  
 لیا خط سفارش ایک اس

کہ ہے رازی سے شہر جعین  
 استفادہ کیا ہے علم ای یار  
 ہے بہ تحقیق مالک ابن انس  
 فقہ پڑھتا تھا پاس مسلم کے  
 کہ ہے وہ پیشوا زمانے کا  
 دل میں میرے ہوا ہے لیل نہار  
 مستعار ایک شخص سے لیکر  
 اور گیا نزد وانی مکہ  
 نام سے والی مدینہ کے

اور نام امام مالک بن  
 یسین ہے کا میں ہوا ہی  
 اور دینے کا جو کہ حاکم تھا  
 اس سے ملکر وہ خط کو بچا یا  
 جب بعد کیا ہے وہ مکتوب  
 جب لکھا ہے اس اسلوب  
 مجھ کہنے لگا ہے اس بطل  
 از زمین مبارک بطل  
 ای جوان تادمہ وال  
 با پسند بھی جانا ہے آن  
 جانا مالک کے گھر بھی خان  
 دیکر وہ نہ کہتا ہوا  
 دیکر سنا ہے منتظر ہے  
 چار و ناچار ساتھ وہ میر  
 آج کل امام مالک کے  
 حلقہ در کو اسکو شہو کا جب  
 باہر آئی ہے اسکی باندی تب  
 اسکو

ایک سال تمام کافری رہا  
اور فریاد کیا کہ یہ کافر  
اور پوچھا کہ کیا دیر نام  
میں محمد کہا ہے میرا نام  
وہ کہا جیسا کہ میرا نام  
صغالی سے ڈر کر دوڑ دھڑکیا  
اور یہ میری کرتا ہوں سے  
امت شاہ انبیاء میں  
دیگاشان عظیم رب مقدر  
قلب میں تیرے اوکاں اور  
محبت کے نور کو نہ کہا  
وہ ہمیشہ بطاعت و تقویٰ  
میں مولا کتاب کا پڑھنا  
کر دیا تب شروع ای وانا  
سکے وہ حسن قرآن و عرب  
مہجربا وادوہ نیک نصیب  
قصہ

اسکویں حاکم مدینہ کہا  
کہ کھڑا ہے امیر آدر پر  
ویر کے بعد پھر کے وہ آئی  
مسئلہ کر تو پوچھا کہ شتاب  
یار کہے کر تو دوسری حاجت  
وقت مجلس آ تو پاس مر  
بول جا کر کہ والی مکہ  
ہے ہم ضرور تیرے سے  
کر سی اک لار کھی ہو وہ یار  
تھا معمر وہ پیر مرد جلیل  
تھے حیات کے سرسبز آثار  
کر سی اوپر وہ آکے بیٹھا جب  
کہوں مکتوب کو وہ پڑھ کر لگا

کہ تو خواجہ اپنے کہہ جا  
گئی باندی یہ سنکے گہرا ندر  
اور ز مالک پیام یہ لائی  
رقعہ لکھ تالکھو نہیں اسکا جواب  
جا تو واپس مجھو نہیں فرصت  
بولا حاکم جواب یہہ سنکے  
بھیجا ہے نام سترے رقعہ  
گئی باندی یہہ بات سہی کو  
بعد آیا وہ قدوہ فاضل  
اور تھا قد پاک اسکا طویل  
ریش سے اسکا ظاہری شہاد  
خط دیا والی مدینہ تب  
جب یہ فقوہ پہ آکے پوچھا

اِنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلٌ شَرِیْفٌ مِّنْ اَمْرِہٖ  
وَ اِلَیْہِ کُنَّا فَتَحَدِّثْہٗ وَ تَقْنَلْ وَ تَصْنَعْ

آیا فقوہ یہ پڑھتے ہی غضب  
بولا بیچ بڑھ وہ با عزت  
پہنچی اس حد تک کہ لوگ اٹکے  
سنکے حاکم ہوا ہے یہ مہبوت  
میں کہا ای امام دین بنی  
سن کر یہ ہر مر احوال

خط وہ والا وہن میں پرتب  
آہ علم رسول کی نوبت  
طلب اسکو کریں و سلیوں سے  
لب کہولا وہن کیا ہو سکوت  
کہ ہونیں ایک مرد مطلبی  
سنا تفصیل سے وہ با جلال

قصہ کوتاہ جب کیا آغاز  
جب سبق بس کوس میں پہنچا  
بولتا تھا کہ اور زیادہ کر  
تا کہ گزری ہیں تھوڑی ہی یاد  
جب تک امام زندہ تھا  
اور میں اس سے جا کو جبکہ ملا

درس میں اس کتاب کا بہ نیاز  
ہو وہ شائق بہت عیش کا  
پڑھتا تھا اور ہو کر شیخ شتر  
میں کیا ہو کتاب کو وہ تمام  
میں مدینے میں ہی مقیم رہا  
عمر تھی میری سیرزدہ سالہ

خیابان چہارم در ذکر حدیث صحیح کہ در شان آن فخر  
امجد دار دانت و بیان بعض  
فضائل و مناقب آن والا مرتبت

یہ حدیث صحیح خیر انام  
ہے خراک صحیح و بیل شہر  
کہ کہا یوں نبی کہ ایم مردم  
مت بڑ ہو آگے انکو تم ہرگز  
اس سبب کہ انکا اک عالم  
کر گیا علم بیچ ہو مشہور  
یوں کہا ہے امام دیں احمد  
اور ابن معین یحییٰ تام  
کہ بلا شک وہ عالم با زین  
یہ حدیث اس میں پوصادق  
قرشی کوئی علم سے بے ریب  
یہ خبر ہے صحیح بنے تکرار

لایا آگاہ بروقتہ الاسلام  
جسکی ہے معتبر کتب میں خبر  
کیجو آگے قریش کو ہی تم  
ہو نما آگے انہوں کو نہیں جائز  
جسکے فضل شرف میں میں کیم  
طبقات زمین کو علم سے پور  
میں فضائل کو جسکو ہے کچھ حد  
اور سبط سے بہت اعلام  
شافعی ہو نہیں چکے اسمیں میں  
اسکے مضمون کا وہ لائق ہے  
نہ بھرا یوں نہیں کا دامن جب  
منکر اسکا کیسکا جہل آثار

جسے وضع سکد بولدا  
وقت اپنے خد کا بولدا  
ہے طریق اگر ہو بے کم عیش  
سب مشہور ہیں بطیب عیش  
جامع علم باطن و ظاہر  
تندر اکا بید فاخر  
کیج عوفان محمد ابن حکیم  
تیزی سے جو علم وہ فہم  
تا جوت وہ دین مشرب  
نتھا پانید کوئی مذہب  
بولدا آخر میں بہر خوش  
سیک لایا بیجا رجوع  
واقع بیچ اسکو دیا میں  
سطح میں ہی پوچھیں  
اور اس میں ہو تجدد  
شرع میں تیر ہو تجدد  
کے ہیں حایح ہر دو جہا  
کس

پس بنیاد دہ کتب بسیار  
 شافعیہ کا جس پر از ہے مدار  
 وہ کتب اہل علم و فن  
 بنیاد مذہب میں کتب دین  
 اور لکھے ہیں کتب میں کتب  
 کہ جب یا شہبازان یقین  
 پیشوا ہے جو راہ حق میں  
 مستتر ہے جو کشف و دل  
 جانتا ہے حضرت عطاء اللہ  
 علم و عرفان میں جو عالم  
 شاذلی سے ہوا جو عالم  
 مذہب لکھی سے تھا شہر  
 بولا اسکو کہ ای قاریاں  
 کیا چاہتا ہو نہیں سو کہ یہاں  
 ہو لیکن میں شافعی مذہب  
 ہے مراد ہوا یہ مشرب  
 ہے

کسکا مذہب میں اختیار کروں  
 مجھ کو ارشاد تب کیا سالار  
 یعنی بیشک وہ مذہب منظور  
 یونہی تاج زمانہ اس کرام  
 جسکو احیای دیں میں جدی  
 فخر دوراں امام غزالی  
 قوت علم سے بوجہ سدید  
 استخارہ کیا بذوق خوشوع  
 دیکھا ہو خواب میں کہ وہ سرور  
 چار دروازے ہینگے اسکو تمام  
 متوقف ہوا ہو وہ آں  
 ایسے میں جان انبیا کا مرو  
 ہے محمد جبرادہر جائے  
 دیکھا یہ خواب جے با اجلال  
 مذہب شافعی لبانی الحال

إِنَّ الْمَذْهَبَ خَيْرٌ وَأَصْلُهُ  
 فَأَخَذْتُ مَذْهَبَهُ وَقُلْتُ يَقُولُهُ  
 یعنی پیشہ خیر مذہب ہا  
 مذہب شافعی ہے جو کم و کاست  
 اسکا مذہب میں اختیار کیا  
 اور اس شاہ دین کو رز جزا

قول پر اسکوت من اپنا دہرو  
 مذہب شافعی کو کر محنتا  
 میری سنت سے ہو گیا ہے پور  
 ہے عقب جسکا حجتہ الاسلام  
 قرن خاص کا جو مجدد ہے  
 جسکا عرفان میں تہہ پر عالمی  
 چاہا کرنے کو اجتہاد جدید  
 یعنی ختم کسل طرف ہو جو ع  
 بیٹھا ہے ایک قصر خاص اندر  
 بیٹھا ہے ہر در او پر ایک امام  
 کہ کدھر سے میں جاؤں یا رب  
 اسکتیں اس طرح کیا ارشاد  
 اسکے در سے کس طرف آئے  
 دہویا ہوں سو اپنے تہہ خیا  
 اور یہ بتیں کہادہ فرخ فال

مَعَ قَالِهِ خَيْرٌ الْأَعْلَامِ الشَّافِعِي  
 وَأَجَلَتْهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ شَافِعِي  
 اور صافی ترین مشرب ہا  
 جو ہے خیر الانام نیک نفا  
 اسکے قولوں سے میں نے بہر لیا  
 میں نے اپنا شفیع گردانا

ہے محبت مجھے امام کیساتھ  
 گر تو چوڑی مجھے یہ بے پر  
 وہ کہا وہ عجب یہ کیا کریاں  
 تجکو مذہب تر مبارک ہو  
 کہا میرے شیخ پاک نفاں  
 میں سنا پڑی شیخ سے اکبار  
 شاذلی سے جو ہو گیا ہر شہیر  
 شافعی میں کیا ہو گیا ہر گذار  
 اور کہے ہیں شیخ مبتولی  
 ایسا بیدار محبت تھا وہ امام  
 حضرت سید رسل کے تہیں  
 بولتا ہے کہ حفت خاتم  
 سید احمد کیساتھ بھائی پنا  
 اور کہا مجکو یوں حبیب یکم  
 مصر میں گر کوئی وئی نصیں  
 سید احمد سے فضل و اعلا  
 سن تو ای یا مصر میں فوں  
 باوجود اسکے انبیا کار میں  
 گر چہ ذوالنون کا تھا بڑا پایہ  
 سید الطافہ ابو القاسم  
 نام چکا جنید ہے ای یار

عشق میں اسکو محو ہو دراز  
 رہوں خدمتیں تیرے شام و سحر  
 کیوں ہوا تجکو یہ گمانِ چال  
 کہتا ہوں فائدہ میں یک سینو  
 پیر میرا جو ہے ابو العباس  
 بو اشن تاج صفیای کبار  
 جسکا دیکھا نہیں زمانہ نظیر  
 جتلاک نہیں ہوا ہر قطب مدار  
 حد سے باہر ہے جسکی مقبولی  
 کہ یہ بیداری دیکتا تھا دام  
 کیا کہوں اسکو اس مقام گوین  
 کرو یا تھا مجھے بلطف و کرم  
 جو ہے بدوی کی شہر ہر جا  
 سینواس رمز کو ای براہیم  
 ہوتا بعد محمد ادریس  
 تجکو میں بہائی اسکا گردیتا  
 بہو اکابر میں جسک ذوالنون  
 بولا بعد محمد ادریس  
 بن وہ رتبہ نہ اسکا ہے پایا  
 جو تصوف میں تھا بڑا الم  
 صوفیہ کا جسے کہے مراد

یوں کہا ہر کس نے نفی کیا  
 جو تھا در ظاہر و باطن امام  
 تھا تو بیخاک سے اسکا حال  
 تھا ہمیشہ غلام سے اسکا حال  
 شفقت سے یہ اک بابرین  
 یوں کیا نصح وہ امام ہیں  
 وار دنیا کو یاد داری ہیں  
 سب سے اس گھر میں غیر خدای ہیں  
 عمارت اسکو سب بیان  
 میں عمارت اسکو سب بیان  
 زائے قہر ہے سب ہی ہیں  
 ہے پراگندہ اسکی جعبت  
 دولت اسکی ہے نکت کلفت  
 ہیں زیادہ اسکی محض کسی  
 شادانی ہے اسکی عن غمی  
 پس تو جو حق سے رانی و غمی  
 عہد اسکو اپنا کر حاصل

امام کا شہیدہ بنت  
وہیکارہ دی بازارن کشید

نقل ہے شافعی امام دین  
جہوہ کہ ردی خرمایو ابین  
اور وہاں الکی پوٹھا مو  
تھا وہاں دین فساد و زور  
حاصل الکی کو خدایس  
ابین تھے الکی استر الکی  
اندوزی کی ابن عبد اللہ  
بن حسن بن علی دینی اللہ  
اور سادات الکی چند صاحب  
وہاں کو تھے عرفی کا کیا  
انے اردن بہت مشہور تھا  
ایک طبعی الکی کو کہا  
کہ جو انک محمد ورس  
شافعی

دار فانی کو چہرہ دای یار  
یہاں تراشیش قلن ایل ہے  
روز و شب کردا موت بعل  
اس طریقے میں الکی اسکا نکات  
منگے از بس لطیف دشوار انگیز  
مسطح چتا ہے یہ بیان مجوزہ  
ورجن کیلئے یہ سو منتظم  
اور مقامات اسکی ہیں بید  
تھا سب خلاق بیج وہ اکرم  
جو تھے سو وقت اکابر اعلام  
احمد ضیل آن امام ہمام  
سرور ہر دو کون کے اخبار  
با وجود اس علوم و تقوی کے  
دور تھا رکاب میں اس کے  
محو تھا اسکی وہ محبت میں  
کچی بولا کہ کیا ہوا تجھ کو  
شافعی کے رکاب میں چلتا  
تجھ کو بھی شوق علم گر ہوتا

دار باقی اپہ کر اپنا مدار  
جینا تیرا چدار بابل ہے  
اور کوتاہ کرے اپنی امل  
اور معارف میں اسکو سب کلمات  
اور میں سب صوفیہ کے دست آؤں  
یہ رسالہ تو ہے پٹ کوتاہ  
ان کو کیا کر سکنگے وہ مفہوم  
اور کرات اسکی ہیں بیعد  
منظر خلق حضرت خاتم  
اوستاد اسکو جانتے تھے تمام  
جکو صدیقیت میں ہی کا مقام  
جکو تہو یاد سا لکایا یار  
زین پوش اکادوش پر لیکے  
بہر رکھتا تھا اعتقاد اس سے  
ترزیاں تھانت الکی مد میں  
کہ بایں علم و فضل زہد کو تو  
اسکو وہ مقصد اجواب دیا  
اسکی خدمت میں عمر کو کہوتا

در خروج آن مقتدایے زمن لبیک  
خیابان ہیم  
مین پس مقید شانش از آنجا بہر  
سار و رفتن وی بہ بغداد و بیاں مصاعب شدیدہ کہ



شافعی نام صاحب تقدیس  
اسکی تیغ زبان لطیف بیان  
تیغ تبراں کرے نہ ویسا کام  
کہ ہو باقی ترے یو باشوکت

جلد سکو بلا تو اپنے پاس  
سب سادات شافعی کتیں  
بولتا ہو وہ قدوہ آفاق  
ہکو ایسا کئے تھے قید شدید  
ناخن و سوسر تراشی کی  
صد و ہشتاد و چار دن تھیں  
جا کے ہم جبکہ پہنچے ہیں بغداد  
ہم سے دس دس کو پاس روئو  
بلیٹھ ہارون از پس پردہ  
حکم کرتا تھا قتل کے ان کا  
ہارون اور بھائی ہکا باخص  
پہنچی جب میری قتل کی نوبت  
میں کہا مجھ سے اُسے ای میر  
مجھ پر بہت کڑا ہے یہ ہاں  
میں نہیں تیرے پر خرچ کیا  
سکے ہارون بات یہ باغور  
پہنچی پھر لوگ جب کڑی یاد

ہے وہ دلات میں شریک یہاں  
اگر تھی ہو بنیام ایسا کام  
اگر تو چاہے جاز کی دولت  
کہ ہو باقی ترے یو باشوکت

ہارون سنتے ہی یہ خبر بہر اس  
قید کر کے بلایا جلد وہیں  
جب میں دیکھے میں سو عراق  
نہیں آرم کیے دئے ہیں عنید  
ہکو حضرت نہیں نہ وہ کہہی  
ماہ شہان کا تھا وہ روشن  
نیم شب گزری پردہ ال غناد  
قید خانے سے لیکے جاؤ تھے  
بات اک اک کر کو خاطر خواہ  
آہ جلا و قتل کرتا تھا  
قتل سادات پر بہت قہر میں  
کر دیا حکم وہ بھی با سرعت  
کہ مر قتل میں زوری تاخیر  
میں نہیں ہوں یہ قوم میں داخل  
نہیں تیرے اخلاف لیا  
بھیجا زندان میں مجھ کو فی الفور  
پھر بلا یا ہے جلا و دوسرے

میں کہا ای میرا دل  
بالتوا سنا نہیں  
جسے اپنے قوم کا بہتر  
نہیں تھا قتل تو جانتا  
اور تیرے انکا عذر قبول  
وہ کہا ہاں یہ ہر معقول  
کہ صاحب تیرا ہر  
یہ بناوت کیا ہو جوا  
اور کوئی اسکے تابعدار  
اور تو تھا اس گروہ کا سردار  
عذر باقی ہو کیا تیرا اسباب  
میں جواب اسکا یوں ہو گیا  
تو ہی لایا مجھ کو سخت  
اب میں تیرا ہوں باہر  
میکہ نہ تجھ کا ہو بارگاہ  
مشغور ہوں اس لئے تو جان  
ہارون

اور نوربانی ہوئی ہے  
اور نوربانی ہوئی ہے  
اتنی داؤد پر نور ہے  
سیالہ سلیمان پر نور ہے  
جانب میں پیدا قرآن  
کہ محمد مصطفیٰ آئست  
بوللا ہارون بیکار  
خوب تفصیل لکھ کر  
ہر گام میرا سوال از قرآن  
جو ہے نازل لیسہ کواں  
تب کہا شافعی امام کبر  
کہ ہیں قرآن کو علم کبر  
کسی سے تر سوال ہی مقبول  
ہے در قرآن یا کہ از تاول  
نہ چ پھر نایت کا طرف  
ایسے مونی کے کہ اس کے قس  
وجود کے مطابق ہو اور لہ  
آیت

باردن اپنے غلام کو بولا  
میں کہا ای میرا شہند  
مازنی خارجی کے زیر علم  
ہو میں زیر لو اکبر حسن  
ہارون تکیہ لگا جو شہا تھا  
بوللا زیر لو اکبر آل رسول  
رہنے سے خارجی کے زیر لو  
پرسنا ہوں کہ ہر تر یہ کلام  
کیا ہے اس قول پر تری حجت

تب ہر تحیر جلد آ کہولا  
کیا نہ رکھتا ہے کام تو یہ پسند  
میں کبی اور مومناں نہیں قائم  
نام عبد اللہ حبکا کر روشن  
بات سنتے ہی یہ ہوا سید ہا  
رہنا بہتر ہے اور ہر مقبول  
ہے بلاشبہ افضل و اعلا  
کہ امہ قریشیاں ہیں تمام  
تب پڑھا شافعی ہر یہ آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بَقِيَّةً قَتَلْتُمْ  
وَأَن تَقْتُلُوا قَوْمًا يَحْتَمِلُ قَتْلَهُمْ عَلَىٰ مَا فَعَلُوا  
فَادْمِغُوا

حاشا اللہ یہ باتیں نے کہا  
نقل ہو جب بنا ہو یہ ہارون  
اسلام ہام کی عزت  
پاس اپنے اسے بلایا ہے  
اسکو پوچھا کہ در کتاب اللہ  
شافعی یوں دیا کہ اسکو جواب  
چار کتابیں کتاب ہیں اکبر  
آئے ہیں مس صحیفہ آدم پر  
تیسرا درس پر ہیں تہمیر

جھوٹ بولا ہے کوئی کتب سے آ  
ہوا خاطر کو اسکو چین و سکون  
جا کی اسکو دلیں با عزت  
اور تعظیم سے بٹھایا ہے  
علم کتنا ہو تیرا ہی آ کہہ  
حق کے ہیں یکسو ہمار کتاب  
اور ہیں باقی صحائف اصغر  
اور پنجاہ پر شیش پیغمبر  
اور دس آئے ہیں یہ ابراہیم



اور اس کو کیا ہے جو خاص  
 اس کو کیا ہے جو خاص  
 شافعی بولایا ہے فضل خدا  
 یہ ہے اور سارے لوگ پر جو  
 اس کو اور چلو یہ شرف بقول  
 حق تعالیٰ دیا گیا ہے  
 یہ جو چھاروں اس کو ترا علم  
 عزیمت میں کیسا ہی با علم  
 شافعی بتا کر کہا یا جان  
 وہ ہمارا تو خاص ہے میدان  
 میں ہے اس کو بسعت و تقادیم  
 اسے شاہد کہ یہ کلام کریم  
 قال اللہ تعالیٰ و ما ازنتنا  
 من رسول الا بالحق و ما  
 میں بھی نہ بولایا ہے قوم میں داخل  
 ہے فضیلت یہ قوم کو حاصل  
 اصل

کہتے ہیں فاتحہ کے حرف تمام  
 کیا تو بسم اللہ ہی کو آئین  
 نہیں بولا کہا وہ یا تقدیس  
 باروں سے سکے تب جھکا یا سر  
 کیا تعدادیں وہ حرفوں کا  
 اور بولا ہے تجر کو شان عظیم  
 بعد پوچھا ہی زبدۂ امت  
 سکے یہ بات وہ رفیع جناب  
 وہ احادیث جانتا ہو نہیں  
 ترک اس چیز کا یقین ہرگز  
 اور بوجہ حذر جو آئی چیز  
 آئی جو وثیقہ خاص پر با غیر  
 اور جب کا خروج کر معلوم  
 غیر ہی ہمیں آجہ و خسل  
 اور جواب سوال سائل میں  
 غیر کتبی ہی اسکا استعمال  
 از وہام علوم سے جوشی  
 اور جس چیز پر کیا کر عمل  
 اقداس کا دوسروں کے تین  
 اور خصیصہ ہے جو پیغمبر کا  
 کہا ہارون سنگی یہی لبیب

یوں دیا تب جواب اس کو امام  
 اسکے آیات میں گئی ہیں  
 تو ہیں حرف اس کو سونٹھائیں  
 ہاتھ کھینچا کر آستین نذر  
 بے کم و بیش اتنے ہی پایا  
 در علوم کتاب رب کریم  
 علم کتا ہے تیرا درستیت  
 جلد کے اس طرح دیلے جواب  
 وجد ایجاب پر جو آئے ہیں  
 یاد رکھ تو کہو نہیں جائزہ  
 فعل ہکا روا نہیں ہی عزیمت  
 نہیں جائزہ ہی ہمیں شرکت غیر  
 ہو کو بی شبہ و شک بوجہ علوم  
 عوار کسات میں کرای عاقل  
 نکلی جو چیز یاد رکھ دل میں  
 نہیں جائزہ ہے ای کو نکھال  
 سیّد مصطفیٰ میں آئی ہے  
 شاہ کو نین احمد مرسل  
 پہنچا ہے بغیر شبہ یقین  
 غیر کو پیر دی نہیں ہے روا  
 دیا سنت کو تو عجیب تیب

اصل حکم سچ ڈالیاں اونچے  
 بولا ہارون ہو بہت خورم  
 پوچھا پھر علم شعر کیسا وہ  
 جاہلیت میں اور درہلہام  
 اور جو گزرتے مولدین تمام  
 پوچھا ہارون ای امام ہمام  
 شافعی یوں دیا جواب کہو  
 یا کہ پوچھے معاملات کو تو  
 یا عناق و محاربا و عقول  
 کہوں بیخ و بھر او یا کہ دیات  
 اور پوچھا ہی جب ز علم نجوم  
 نجم سائر ہی اور فلک دایر  
 جانتا ہوا منازل نسیر  
 اور حدود و نخوس اور بیات  
 اور میں جانتا ہوں و چیزیں  
 اور جس فضول کے احوال  
 اور جس نماز کے اوقات  
 اور چیزیں جو ہنگامے کو مثال  
 بھی کیا ہے وہ عرض دہد مت  
 وہ کہا کیا کرو نہیں لکابین  
 بعد پوچھا طبابت و حکمت

اصل تو اور میں فرع ہم اسکے  
 باز کہ اللہ فیک ای اکرم  
 اسکے انواع سب بنایا وہ  
 جو ہو شاعران شہیرانام  
 جانتا ہوں میں سارہ یہ اقسام  
 علم کیسا ہی تیرا در احکام  
 کیا عبادات پوچھتا ہے تو  
 یا کہ پوچھے مناکحات کو تو  
 فقہ کے ہر کتب سے جو کچا حصول  
 دینا یا کہوں اشربہ و مطعومات  
 شافعی بولا ہی مجھے معلوم  
 قطب ثابت ہے ہی ہونیں ہر  
 استقامت رجوع خوش آتش  
 اور طبائع ہی انکے تاثیرات  
 ابتدا جس بحر و بر میں کریں  
 جانیں در لاویں سپہ استدلال  
 پوچھے جاتی ہیں نہ رہی یار  
 جانتا ہوں مفصل و اجمال  
 کس قدر عارف ہے تو علم انت  
 وہ تو ہی سرسبز بہاری لہاں  
 وہ دیا یوں جواب ناسرت

اس کے بعد پوچھا کہ  
 اور ہارون کے طبیبان جو  
 مثل بقراط اور جالینوس  
 اور بقراط اور جالینوس  
 جو کہ اپنے کتب میں ہیں  
 اور طبائع سے ہی جو  
 ہند کے ہی فلاسفہ  
 اور حکماء نے اپنی  
 جو کتب میں ہیں  
 وہ مجھ کو یاد ہے  
 پوچھا ہارون پھر تعجب  
 عالم انساب کس قدر ہے  
 بولا میں جانتا ہوں انساب  
 اور انساب جانتا ہوں انساب  
 اور میں جانتا ہوں انساب  
 اور میں جانتا ہوں انساب

بعض اسلاف میں درختان  
شافی ہو کر بیکار ہو گئے  
ای جوان بزرگوں میں  
کے نظر رفتہ ایمر اوس  
آج اس کو بہت دلایا تو  
دیکھتے تھے شافی ان کو  
یو لایا اہل علم کے جوان  
ای امہ کے دشمن نادوں  
جانو دنیا یہ دار فانی ہے  
ہرگز سکون نہ جادوانی ہے  
اس کے لذات بیوقوف کیستے  
نیچے پڑے نفس لم ہیست  
یہ واقعی کینے عریس ہو  
کیا شے لوگوں کو مہر کی ہو  
جو تھے آگے نہ گئے با حشر  
اور یہ دنیا کی باریکے غمت

تو سے اجلاؤ اور مرے اجداد  
جبکہ ہاؤں یہ سنا کہ بیان  
وہ جو تیکہ لگا کے بیٹھا تھا  
اور کہا ای محمد ادریس  
خوش ہوا دل مر بیان سے  
اجلاؤ کہ مجھے نصیحت کر  
ہو کہ ظاہر تری فصاحت آیا  
معظت میں وہ تباہیاں کہو  
چوڑے اپنی حشمت و ہیبت  
دوش سے اپنے گہر کی چادر  
روبرو اپنے رب کے تو یہ یقین  
ہے اسکے طرف ترا جانا  
خوف و خشیت اسکی رکھ دلیں  
و کہ سبات پر رکھیگا نظر  
ہے تہاں یقین صبح و سوا  
س حضرت کے جبریل امین

وہی انساب ہیں نیک نام و  
جان و دل سو بہت ہوا شاد و  
جوش و فرحت رست ہو بیٹھا  
جانا ہے تو عجب علوم نفس  
تو معظّم ہوا نظر میں مرے  
تا مرے دل میں اسکا ہوگا اثر  
لوگ حاصل کریں فادۂ اب  
یوں جو اہر ہے پند کو رو لا  
اور تو وضع کی کہ قبول صفت  
ڈال دے عجز لے بشام و سحر  
جان اپنی کو عاجز و مسکین  
ایک دن یاد رکھ یہی دانا  
اسکو ہی یاد کہ تو حق تل میں  
کہ موکل خدا کا اک اسپر  
کرے لازم وہ آپ پر تقویٰ  
ایک دن آکے یوں کہا و یفتی

يَا مُحَمَّدُ عَشْرٌ مَاشَيْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ وَأَحْبَبُ مَاشَيْتَ  
وَأَنْتَ مَفَارِقَةٌ وَأَعْمَلُ مَاشَيْتَ وَأَنْتَ مُجْزَى بِهِ

کئی سخن ایسے ہی نصیحت کے  
ازرہ اختصار اور ایجاز  
جس کا ردن سب قرار ہوا

بس فصاحت اور بلاغت  
یون کیا ہو بیادہ با انداز  
ورد و رقت سوسن شکار ہوا

سچان آگہاں کیا تہذب  
 چھوڑ اپنے نشیمن اور مقصور  
 آخرت میں حساب باقی ہے  
 بعد یاروں کو کہا ای امیر  
 کہ تجھے آخرت میں ہو نجات  
 سن یہ ہارون بہت بسوؤ گلا  
 اور بولا کہ ای بن اوریں  
 تو چلا یا جو ہمیشہ تیغ زباں  
 بولایہ تیغ تو قبولے اگر  
 ورنہ یہ تیغ ہے تری پر جان  
 ہارون اس پسند کو ہوتاثر  
 ایک ساعت کو بعد با عزت  
 بعد آتا تھا پھر کے جب امام  
 بعد چاہا کہ دیوی کو قصدا  
 پوچھا ہو اور کچھ بچو جھٹ  
 کہ بقدر کفاف جو ہر یقیں  
 ہارون اس بات کو قبول کیا  
 اور بچا ہزار درہم تب  
 اپنے گھر آئے تک وہ با برکت  
 سکے ہارون اس خبر کو کہا  
 اتباع نبی نہ ترک کئے

ہو کا خود ناگہاں وہ سب  
 بس تن خاک ہو گئی مقبول  
 اور بچ و عقاب باقی ہے  
 آج کر لے تو ایسی کچھ تدبیر  
 اور نیا دے عذاب کے آفات  
 رو دیا ہے بلند کر آواز  
 ای اور بکر عزت و تقدیس  
 تیغ برائے تیز زدہ عیال  
 پاؤ اس تیغ سے ہی فتح و ظفر  
 لغز نا دیوے بلکہ دیو کرناں  
 دیر تک اپنا تھا جھکایا سر  
 شافعی کو دیا ہے وہ رخصت  
 کرتا تھا اسکا وہ بیت اکرام  
 عذر کر شافعی کیا ہے ابا  
 یوں کہا وہ امام ذی عزت  
 مصر میں بس ہیں ہونگا ہیں  
 اور رخصت خوشی سی کو دیا  
 شافعی کو دیالفرج و طبر  
 سب دہم وہ کردیا خیرات  
 کہ بنی مطلب بچو و وسخا  
 جو و بختش کا داد پورا دئے

در وجود  
 شش ششم  
 خیابان

اس بچا و اعلیٰ حضرت علیہ  
 الی یوم

یہ روایت حمیدی لایا ہے  
 شافعی جب کہ آیا ہے

یعنی صنعا سے ای کو کویار  
 دس ہزار کے پاس تھوٹا

کہتے ہیں شہر کے سب باہر  
 آتا تھا خیمہ دیکھ فاخر

لوگ تے تھے اسکی شہر  
 ان کو دیتا تھا وہ بلا خیر

وہ زلال نوال کا سانی  
 ہوا ای نہ کچ رہا باقی

حکایت  
 بونہا ہی رہے نیک نیت  
 کچھ اک شخص نے کہا

اور دستار یوں ہم بولو  
شاهی قہار تھی توں طور  
پخت الوان غمت کی مانند  
عاشی ہو کر جو دایدا  
بیش غمت کی لکڑی کا فرید  
الو کر آتھا اس طرح تاکہ  
پائے صحابہ کو جو ہوم خوب  
دہ لاکر کھلا دیا نلو خوب  
پس وہ کرتے تھے جو کہ زینتی  
وہ کھلاتی تھیں کے برقرار ہستی  
اس سے ہوتا تھا شاهی مسرور  
اس سے ارضی ہر خدای غفور

حکایت

کھانا جو ان عبد اللہ  
سلطہ بولتا ہے ایسا ہے

٤٩

مجلو بولائے چار اسے دینا  
ایک دن ہو سوار مرکب پر  
ہاتھ سے اسکے تازیانہ گرا  
پاک کراستیں سے گرد و غبار  
کہا اپنے غلام کو وہ مام  
سات دینا رہا اس کو تھے  
اور اک دن وہ خراہل سخا  
ٹوٹی تبت کی نعل کی ہو ڈول  
شافعی تبت سے پوچھا  
کہا کہتا ہوں سات ہی دینا

## حکایت

ایک درزی تمیص اسکا بیا  
آستیں سیدی اسکی تنگ کیا  
لوگ کرنے لگے ملامت اُسے  
آستیں تنگ جو رکھا ہی ایک  
آستیں جو رکھا کشادہ دگر  
دیو دی جگہ جزا خیر خدا  
ایا تھا دس ہزار وہ درہم  
تب وہ درزی کو وہ ملامت  
اسکی اجرت میں یہ درہم لے  
کام سے اپنے شرمسار ہوا

کر کے میرے معذرت لیا  
 کرتا تھا رہ سکو وہ امام گذر  
 ایک لڑکا اٹھایا اسکو آ  
 ہاتھ اسکو دیا جو ای ہتیار  
 جسے ترے پاس جو کہ ہو وہ دم  
 وہ دیا جلد تر نکال اسے  
 مسجد مصر سے نکل آیا  
 اسی دیا شخص کو سو فی الحال  
 کہہ ترے پاس مل لیا ہو کیا  
 وہ دلایا تھی اسے اسی بار

قد قامت زکاجانانہا  
آستین ڈانویں ہی کشادہ کہا  
یوں کہا شافعی نے فرحت سے  
ہے یقین وہ صنو کی خاطر نیک  
اسیں رکھو کتاب سے بہتر  
قاصد آیا تہیٰ ہے سلطان علی  
ہدیہ شافعی بحاب کرم  
اسکے سینے میں تو جفا کر کیا  
وہ ہوا بیقرار یہہ سنے  
اور اسکے قدم کو بوسہ دیا



قد وہ شرعاً فنی یک روز  
اپنے گھوڑے کو وہ اترای یا  
پھر کہا فکو پھیر پھیر میں  
کہ یہ گھوڑا ہے ساز دار تجھو

گھر بھاگ ہوا ہر جلوہ فروز  
چڑھ کہا محکومیں ہوا ہوا سوار  
کہا الطاف تو میرے تین  
بخشا از لطف بے شمار تجھو

## حکایت

بولتا ہے بیس اہل صلاح  
شا فنی اس طرح مجھے پوچھا  
میں کہا ای امام سی دینار  
میں کہا دو چکا ہوں چھ دینار  
باقی دینار جو کہ تھے جو ہیں  
کہا بولور اس طرح سن تو  
مال تھا اس کو پاس تباہی این  
تا ترے بعد ہی امام ہمام  
بعد چند روز اس میں ملکر  
بولاد یافت میں کیا ہی یار  
پر مٹا میں لیا ہوا ایک مکان  
ج کے خاطر جو آئینے ہر سال

کہ کیا جبکہ میں نے اپنا نکاح  
مہر عورت کا کس قدر باندھا  
بولاد اس کو دیکھ کس مقدار  
گیا وہ گھر میں سنکے یہ ظہار  
بھی جانزدیک میرے وہ ہی نہیں  
شا فنی آیا جبکہ کے کو  
میں کہا اس کو کر خرید زمین  
تیرے اولاد کے وہ آؤ کو کام  
پوچھا میں نے نہ کی اس خبر  
وقت کوئی ہی زمین بسیار  
جو ہمارے ہیں دوستاں یار  
اتریں تا اس مکانیں خوشحال

## حکایت

بولتا ہے بیس ای کامل

آیا نزدیک کے یک سال

## حکایت

ایک حجام کو بلا یا وہ  
اس کے آتیرا شاہ  
شا فنی جلد اس کو دوسو  
دیا دینار کہ شمار بچاں

۱۰۴  
ایک سو و پچاس روپہ دیھا تو ب  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳

۱۲۵۱

۱۳۳۳

اور یوں بولتا ہے وہ اکرم  
پیرہہ ہے دو جہا کے عیب و خفا  
اور روایات الیسی ہی منقول

کہ یقین بخش و بخاکرم  
نکستہ تیرہ یاد رکھ تو صبح و  
ہیں بہت گر لگوں موٹہ طویل

گل و بیبا فرست آن امام ذوی الکرامت رحمت اللہ علیہ

بولتا ہے حمیدی 'ای فیروز  
آئے ابط میں شہر کے  
میں کہا اسکا کسب کیا ہوگا  
یا ہے خیاط یا ہے وہ بخار  
بولا کرتا تھا پہلے بخاری

شاقی اور میں دو تو یکو  
اور وہاں ایک مرد کو دیکھ  
شاقی سطرچ مر سے کہا  
میں کیا جا کے اس سے استفسار  
پر کسب اب جو میرا اختیار

## حکایت

یہ حکایت ربيع ہے لایا  
شافعی اسکے میں کہا پہچان  
چھر کہا اسکو ہے تو آہنگر

اہل صنعا سو ایک شخص آیا  
 اہل صنعا کو ہے تو بولا ہاں  
 بولا اہل ہی امام نیک سیر

۱۶۷

بولتا ہے ربیع بھائی مرا  
لہو دیکھا تھا اسے وہ الم  
یہ سمجھتا ہوں ہو ترا بھائی

میں مسجد میں ایک دن گذرا  
 میں بلا کر کیا مرے لیے کلام  
 میں کیا ہاں یہ سوچا بھائی

کتاب

ہوتا ہے بسے نیک صفات  
میں بڑی بھی مرنی ای آگاہ

شافعی با صفا کے وقت دُعا  
میں تھے اور ابن عبد البر

متبع ہو وگمراہ اخسر

جوں کہا وہ یہ سب ہوا ناہم

خبر باب نہم

دو ذکر درجات ووصایائی رفیع الدرجات و منہات بشارت  
آیات کہ بعد و منہات دے اتر اکابر انجساد مروی است

مزی کہتا ہے وہ امام خیار  
تھی پو امیر کی بڑی شدت  
میں عبادت کو جا کے عرض کیا  
تب وہ فرمایا صبح میں دو کی  
اور کھاتا ہوں رزق اپنا میں

جب ہوا مرض موت سی بہار  
تھارواں اس سے خون با کثرت  
کیف اجنت یا امام ہدا  
بالیقین امر اور ہنی میں ہی  
منتظر اپنے ہوں اجل کا میں

پوچھا اکابر پھر کرای استاد  
کہ کیا اس طرح میں صحیح پچھا  
دیتی بھائیوں کے بھی فراق سپ  
اور اب حق کے پاس جانا ہی  
نہیں معلوم آہ میرا مقدر  
کہ ہے جنت تو ہیبت ہی بجا  
میں کیا عرض ای امام زماں  
تب کہا وہ مجھے خدا سے ڈر  
اور رکھ موت کو تو پیش نظر  
کہ قیامت میں رہو و حق کے  
کو حرام سے احتراز سدا

کیف اجنت تب کیا ارشاد  
صد و اہ تحال پر رہاں  
اور پیٹنے پو جام موت کے اب  
اور حیرا بد عمل کا پانا ہے  
ہو و جنت میں یا بدار سقر  
اور وہ درخ تو تعزیت ہی بجا  
کچھ نصیحت مجھے تو کر اس اُن  
خبر رکھ آخرت کی دل اندر  
اور یہ یاد رکھ تو شام و صبح  
بالیقین ہو و گتایام تجھے  
اور فرات حق خدا کے کیجے ادا

اور کیا تو ای ظلال  
تو نہ کر خلیفہ کے ساتھ  
نہایت حق اگر ہو چو خلیل  
اسکو نہ کر تو غلام و ذلیل  
بلکہ تو اس سے غم و غل  
کہ سپاس خدای غفور و  
اور تیرا سکوت ہو دے  
ہو و جنت تو ہیبت ہی بجا  
تو فرستے ہو چو خلیفہ  
نہایت اسکو تو ہیبت ہی بجا  
اور نہ گناہ کو تو ہیبت ہی بجا  
بالیقین تو ہیبت ہی بجا  
کہ سپاس خدای غفور و  
اور تیرا سکوت ہو دے  
ہو و جنت تو ہیبت ہی بجا  
تو فرستے ہو چو خلیفہ  
نہایت اسکو تو ہیبت ہی بجا  
اور نہ گناہ کو تو ہیبت ہی بجا  
بالیقین تو ہیبت ہی بجا  
کہ سپاس خدای غفور و  
اور تیرا سکوت ہو دے

۱۰۶  
 کہتے ہوتے تھے ایسی  
 میں دیکھوں تو ایسا  
 کہ جس میں خوشی کی  
 اس میں دلچسپی جیسے  
 اور جہاز اس کے  
 منہ مقصودت کے  
 اور کوئی بولتا ہے ایسی  
 کہ چاہیے ہی تمہارا  
 جب ہوئی ہے تمہارا  
 شہنشاہ کی پونہ  
 شہنشاہ کا جہاز اطمینان  
 میں اس شہنشاہ کی  
 اس پر خلیج کی انڈیا  
 اور عثمان جو بہت اطمینان  
 اس طرح سے تھا ایسی

ہو دے تیری لسان صدق را  
شکر مولا بود طہارت تو  
ہو محمد شاہقین ترا قرآن  
خوف تیرا ہے ہمیشہ جلیس  
درع تیرا ہے تو کل جاں  
اور قرآن پاک کر لازم  
جس میں ہوینگے یہ صفات علا  
اک نگہ بعد آسمان یہ کیا

اور ہودی و فاعل شیرا  
دیکھا حق بود تجارت تو  
ہو کہ مونس تر سرداران  
حلم تیرا ہے وزیر و انیس  
اور دنیا کو جان تو زنداں  
اپنا سمجھا بہ جانےء دائم  
اسکا ماوا ہے جنت ماوا  
اور عبرت سے ایک شہر ٹپا

س

یوں ابواللیث بولانیک صفحا  
 میں نے دیکھا ہوں اس طرح مجھ  
 اور لاکر سجدہ صابح  
 اور کوئی بولتا ہی میرے  
 جب ہوئی صبح میں سنا یہ بات  
 اور جنازے کو اس معظّم کے  
 میں آیا ہے ولس میر کشاب  
 تھا تفکر بھی مجھے بضمیر  
 شافعی کا جنازہ طاهر  
 اس ہمراہ تاجلوں میں بھی

شافعی کے یقین وفاق کی راہ  
 کہ کیا وفات خیر نام  
 غسل دیتے ہیں اسکو بھی  
 عصر کے بعد سن لجا دیں گے  
 کہ کیا شافعی جہاں سے وفات  
 بعد جمعہ سمجھتے تو لاویں گے  
 عصر کے بعد میں نمازوں کو  
 آیا ایسے میں جلد حکم امیر  
 عصر کے بعد لائیو باہر  
 پس کے حکم سنکے وہ بھی

عبد رحمان یہ سنہا ہی کلام	مولیٰ ہی حسین جس کا نام
---------------------------	-------------------------

کریں دیکھا بس الم رو یا  
اور محشر میں خلائق سب  
عرش سے اک نڈھوئی تھی  
ابو عبد اللہ میں چہیں جلیل  
میرے نزدیک کوئی بیٹھا تھا  
انہیں اول نبی مالک بن انس  
شافعی انہیں سیرا اہل

ہوئی قائم قیامت اب گویا  
اور لیتا حساب سب کو ہی رہا  
ابو عبد اللہ کو لب و آب  
کہ وہ جنت میں ان کے ساتھ چلے  
پوچھا میں کون ہوں وہ مجھ کو  
دوسرا سفیان ثوری اقدس  
اور چوتھا ہی احمد حنبل

کل

بو الحسن دیتا ہی میں بہنام  
اگر کیا عرض ای رسول خدا

پا پاپوں پر شفیع نام  
اپنے نسخے میں شافعی یہ کہا

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ  
وَعَمَلٌ عَنْ ذِكْرِهِ الْعَافُونَ

کیا ترے جزی ای اس کو ملا  
کہ اسے موقف حساب نذر

مجھ کو فرمایا تیرے والا  
نہ کر نیلے کھڑا نہیں ہی خطر

کل

احمد ابن محمد ای کامل  
کہ کہا شافعی جلیل الذات  
بعض اخبار اس نام کتیں  
کہ خدا کی تیرے ساتھ کیا  
پوچھا پھر کس عمل سے تیرا  
سرور انبیاء اسے سحر و

ابو عبد اللہ سے ہی یوں نائل  
ہو ارفانی سے جب کیا ہی وفا  
خو امیں دیکھ کر یہ پوچھی ہیں  
کہا رحمت سے مجھ کو بخش دیا  
شافعی ان کو تب کہا ہے تب  
بھیجا کہ تیرا تھامیں جو پانچ در

مجاہد اس سب سے فرمایا  
ابو جعفر وہ کون سی یہ فرمایا  
اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ  
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ  
وَعَمَلٌ عَنْ ذِكْرِهِ الْعَافُونَ  
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ  
وَعَمَلٌ عَنْ ذِكْرِهِ الْعَافُونَ  
شب جمعہ در خیر جب  
دوسرو چار سن تاجری  
لوش وہ شہر چل گیا  
اور فانی سے استعال کیا  
اور فانی میں شہر مصر پہنچا  
اس کی بیوی بعد مصر پہنچا  
وہ تھی اس کی بیوی  
رضی اللہ عنہ فی الدارین  
گلشن چہارم

یادگیری کنی پس اللہ کی  
دوستی حاصل کرے اور کمال حاصل کرے  
وہ اب جو چاہے وہی ہو  
نہایت وہ علم و زمان و دین  
سال میلاد است عبدی  
سال توحید کن خدا کا  
شہر قم صاحب جنات اللہ  
خیابان دوم  
دراختہ علم کی غم ہزار  
تاج و تاج و علم و دانش  
اسلامی سائنسہ گرام و پونج  
حدیث کن تہذیب و انعام  
و کتب تہذیب میں ہے یوں ہی  
کہ اولیٰ یں احمد حبیب

در مناقب امام محمد شین رئیس المحققین زبدۃ صمدین  
شیخ اجل امام اکمل امام احمد بن محمد حبیب رحمۃ اللہ  
علیہ وری گلشن ہفت خیابان است خیابان اول  
وز نام نسب تاریخ ولادت و رحلت آنحضرت

روقتی افروز ملت اسلام  
میرا روح شریعت انور  
گوہر ہے نظیر صدق و صفا  
زبدۃ اصفا ہے حق اکابر  
شیخ آفاق احمد حبیب  
جعل الجنۃ لہ مشواہ  
اپنی تہذیب میں لکھا ہے یقین  
پدر کا نام جاں محمد ہے  
ہے وہ ابن ہلال ای اکمل  
تھاموزی وہ پہلے ای گیلانی  
یہ نسب ہے صحیح اور اشہر  
ابو عبد اللہ ہے ای با عزت  
آئے بغداد کو مرز سے تب  
اک جہاں اس ہو گئی دانش  
بچھند و شہادت چار و چار  
تہذیب کا نہ تو تھا وہ با حرم

مجتہد چارواں امام ہمام  
رازدان حدیث پیغمبر  
دیگتا ہے بحر و روع و تقا  
قدوۃ القیامے عالیجاہ  
وارث علم احمد مرسل  
رضی اللہ عنہ طاب ثراہ  
یوں امام زمان جمال الدین  
نام اس با صفا کا احمد ہے  
اس کے والد کا نام ہے حبیب  
باپ اس کا اسم ہے شیبانی  
بعد بغداد میں رہا آ کر  
اور سمجھ اس امام کی کنیت  
اپنی مادر کے تھامسکم میں وہ  
متولد ہوا وہ در بغداد  
جب وہ تیر ہوا سو روشن  
پھر اسی شہر میں کیا رحلت

طلب علم کئے بے میں  
اور گنبد بے شکو جزیرہ شام  
کئے غٹ سے مستفید ہوا  
ایستادان میں اس کے یہ اختیار  
اک برہم ابن خالد جان  
اور برہم ابن سعد دوم  
ابن شماس تسرا برہم  
اور داؤد ابن مہراں ہے  
اور سفیان بن عیینہ بھی  
اور صفیاء میں وہ امام ہوا  
از برہم بن حکم بہ عدن  
اس کو اخبار کی سماعت ہے  
شافعی سے روایت اخبار  
شافعی کے وہ خاص یارو  
گرا تھا شافعی کا بس اکرام  
اس کی صحبت کیا تھا ولازم

گیا کوفہ دلبرہ و حرین  
اور سوئے یمن بجز تمام  
اور روایت حدیث کی بھی کیا  
اور شیوخ حدیث بنے تکرار  
کہتے صفوانی جس کو ای ذلیل  
جس کو کہتے ہیں زہری جالوتم  
تھا سمقذی جو ای باکریم  
اور ابن سعید رکیاں بھی  
اس کا ہے ایک استاد زکی  
عبد رزاق سے حدیث سنا  
اور بہت عالموں بھی یمن  
اور ان سے کیا روایت ہے  
بھی کیا ہے وہ زبدۂ ابرار  
سے تلامیذ و دوستداروں  
اور صاحب تھا اسکا صحیح و نام  
تاکہ وہ مصر کا ہوا عوام

### گلہ ستر

وہ بیان بعض یاران کو شاگردان آنجناب کہ ازو سے  
روایت حدیث کردہ اند

اور بہت سے محدثین کیا ر  
جوں بخاری امام شعبہ حلیل  
حافظان حدیث اور آثار  
محمد ہے ابن اسماعیل

ابن حجاج مسلم شیبہ  
جو تھا حسن شیبہ شیبہ  
ابو داؤد بھی  
اور عبد اللہ جو تھا اسکالہ  
اور سوالان کے عالموں بھی  
نقل اس سے حدیث کرتے ہیں  
محکم اسناد اس سے حدیث نہیں  
خیال ان سوم  
در حدیث و تواتر اس امام  
ہم کہ شاہ سیر علی کرام  
و شاہ عظام تریاں بنو  
اس طرح ہوتا ہے عبد اللہ  
یعنی ابن مبارک ابی  
بیچا تھا میں بہتر و اصل  
جو تھا ابن عتیق قرطبی حلیل

۱۱۰  
عبد رزاق اور یوں کہ جو  
اور فقیر بن دیکھتے بھی ملا  
اور بہت سالوں سے ان کے ہوا  
مثلاً احمد کے ہاں وہ باب  
فقہ اور زہد و دین و فہم و علم  
مثلاً احمد تھا کہ مقصود  
کل

نقل ابو بکر یوں کیا ہے جھیک  
ایک دن ابو عبیدہ کے نزدیک  
مسئد بن کاہل اک بولا  
مجھ سے کوئی پوچھا تو یہ کسی سے  
میں کہا اس سے سننا ہوں یعنی  
کوئی بڑا جس سے مشرق میں ہیں  
ابن حنبل ایسی فردہ تحقیق  
سن کیا ابو عبیدہ بھی تصدیق  
کل

لوگ ہنسنے لگے میں کچھ سنکر  
یوں کہا ان کو زجر سے بے قیل  
وہاں ہنستے ہو تم ادب سے نکل

بیٹھا احمد بھی تھا وہاں اگر  
تب غضبناک ہو کے اسماعیل  
جہاں بیٹھا ہوا احمد حنبل

جب تھی احمد کی عمر تیس کم  
اٹھنے مجلس میں کر کے سب تبیل  
یہاں تشریف لائے خالی جا

اور اسی سے ہی نقل ہے اکرم  
گزرے ایک روز نزد اسماعیل  
یہی شخص اس کو کہتا تھا

نقل کرتا ہے یوں وہ نمیکسیر  
کہ نبی احمد نقی ہمارا امام

اور اس شخص نے ابوہ کاپس  
کہ یہ بھی سنا ہوں یہ کلام

میں سنا سنا ہی یہ کہتا تھا  
ہنیں چھوڑا وہاں کسیکے تیر  
اعلم واقفے ز احمد حنبل

یوں کہا حوط بن یحییٰ  
آیا بغداد سے نکل کر میں  
افقہ و اورع ازہ و ادھ و نکل

پاس ابو ثور کے میں بیٹھا تھا  
یوں ابو ثور اسکو فرمایا  
ابو العباس احمد حنبل  
مسئلہ بولتا تھا وہ رکھ یاد  
جامع کل خیر و کچھ نہیں  
اور سمرہ بن ربیعہ کو

ابو بکر مروزی یوں بولا  
مسئلہ اس کوئی آپوچھا  
کہ ہمارا امام شیخ اجل  
کیا اس مسئلے میں یوں ارشاد  
بولایا بھی بغیر احمد میں  
بیٹھا سفیان بن عیینہ کو



اور کہ کتاب احمد بن سعید  
کوئی جو انکو نزدیک مین رہنا  
غیر ذلک امام دیں احمد  
اور عطا سے دیر پس آیا  
اور احادیث مصطفیٰ محدث  
وہ کتاب شریف ای دلبر  
مفسد و نیم لک حدیث  
چن احادیث امیں جمع کیا

وارثی سے جو شہر ہے رشید  
کہو احفظ حدیث کا بسیار  
روح اللہ روح الافجد  
اس کی سند ہے شہر بسیار  
امیں میں سنی ہزار سے افزو  
ہے بہت سے کتب کی جان  
بلکہ زاید اس سے بھی اس نے  
ہے وہ مجموعہ اس کے مرکبا

الوزراء کہا ای نیک آئیں  
بالیقین مثل احمد حنبل  
بولاد علم و زہد و فقہ اتم

کہ نہیں دیکھے میر چشم کہیں  
پوچھے کیا علم سج ای اتم  
اور سب نیکیوں میں ای اکرم

اور ادیس بن عبد کریم  
کہ بہت عالموں کو میں دیکھا  
اور سوالان کے اہل علم کثیر  
ابن حنبل کی کرتے تھے کرم  
ابی حاتم کا بولتا ہے سر  
ابن حنبل سے جو رکھے سنت  
نوح ابن حبيب فرو شہیر  
سن ہجری تھا کھد و نود

اس طرح بولنا ہے سن ای ہم  
مثل حدیث و مصعب و یحییٰ  
اہل فقہ و حدیث بالوقیر  
کرتے اسکو سلام با تقدیم  
میں سناہوں زید و خود اکثر  
جانوا اسکو صاحب سنت  
نقل کرتا ہے اس طرح ای خیر  
آٹھ سال اسپد زاید ای مجد

۱۱۱  
بجانب مسجد حنیف اند  
احمد حنبل خجستہ  
بیچا تھا بہت سی کتابیں  
جمع اہل حدیث کی تعلیم  
الوفقہ و حدیث کی تعلیم  
کہ یونانی سے وہ بوجہ عمیم  
اور سب اس میں و نشان  
سنتیں وہ  
فتویٰ کو کول  
ابو اسحق بن فرید  
نقل کرتا ہے بول زہد  
نقل حنبل  
کہ اگر عطر احمد  
پاتے ایسے اچھے اسل  
یعنی اور اعلیٰ ثوری ای ملک  
لیث بن سعید ای ملک  
ہو تاہم ہر غنیہ ممد وہ  
سب میں ہوتا ہے کسم وہ

پوچھے وہ کیا کرے ہے شامل تو  
کہا ہاں او یوں کہا بدلتور  
کہ ہے نورانی سے افقہ و اکمل

مکمل ہے

تا بعین میں امام احمد کو  
دیکھ اس باتیں تو کہ ملک نور  
احمد ابن محمد حنبلی

شیخ عطار قدوہ رہبر  
یوں لکھا ہے کہ احمد حنبلی  
اور اہل حدیث کا تھا امام  
نہ ریاضت میں تھا کوئی لگانا نظر  
اور وہ صاحب فرست تھا  
اس کے انصاف سے بھی اقوام  
ابو داؤد بولتا ہے یقین  
بجس آخرت ہے بے دوہا  
اور سادہ کلام تشبیہ  
نقل ہے ایک روز اس کا پسر

قدس اللہ سرہ الا نور  
اہل سنت کا شیخ ہے اکمل  
ورث و تقویٰ میں تھا بلند مقام  
تھی کرامت میں سکون کبیر  
نزد حق مستجاب دعوت تھا  
تھے بدل اس کے قابل اکرام  
ساتھ احمد کے بیٹھا ای میں  
ذکر دنیا تھیں تھا ان کے پاس  
تھا میرا کمال ترمیم سے  
ذکر کرتا تھا یہ حدیث مگر

تَحْمُوتُ طِبْنَةَ أَدَمَ وَأَبْعَيْنَ صَبَاحًا

کہتے ہیں ہاتھ اپنا وہ فاضل  
یوں کہا وہ امام اس کو تب  
کہ اشارہ نہ ہاتھ سے زہار  
اور کہتے ہیں وہ امام ہمام  
مش ذوالنون شیخ مصری  
شیخ معروف قطب دوراں سے

تکلیف استین سے باہر  
کہید اللہ تو کبھی کا جب  
احتیاط اس میں کیجئے بسیار  
تھا ملاقی بہ اولیای اہرام  
بشر حافی شیخ بصری سے  
اور رکھتے اولیا ذیشان سے

ہے مجھے وسعت و غنائی الحال

رو کیا اور نہیں لیا وہ مال

اور اسحق ابن موسیٰ سے  
امول یکبار مال بھیجا تھا  
کہ یہ اہل حدیث پر قسمت  
احمد بن اس سے کر انکار

نقل طرح آئی ہے سنئے  
پاس میرے بھی یہ پیام کہا  
کیا قسمت لئے وہ باعزت  
آپ اس سے نہ کچھ لیا زہار

بوللہ حماد زہرائے حسن  
زر خالص کے ایک کٹ میاد  
تھیلیاں تین اس اے ہتر  
بھیجا ہے تزدکں امام ہمام  
کہ اجابت یہ، ز مال حلال  
وہ کہا اب مجھے نہ حاجت ہو  
اور لکھا ہے امام غزالی  
شیخ سری شریوخ کبار  
او بھیجا پیام ای رہبر  
بالیقین آفت اجابت سے  
وس لئے رو کیا ہوں وہ بولا

ابن عبد الغزیز ای موہن  
آئے میراث مصر سے یکبار  
الف دینار تھے ہر اک اند  
اور ظاہر کیا ہے یہ پیغام  
خرچ کیجئے اسے بہ اہل و عیال  
جو ہے مجھ پاس وہ کفایت ہے  
روح اللہ روحہ العالی  
بھیجا احمد کے پاس کچھ اکبار  
کہ قبول اس کو اور رومت کو  
آفت زد، سخت تر سنئے  
ہے حکم پاس قوت اک کا باد

شیخ عطار عارف اکمل  
گر چہ بعد اویں تھا ای دلشاد

یوں لکھا ہے کہ احمد بن اسحاق  
پر نہ کھاتا تھا غلہ بعد اد

۱۱۳

اور کیا تھا یہ زمین عثمان  
خانہ لیل پر کیا تھا وف عیال  
پیسے وصول کی کچھ وہ بھیجا  
اور زار و بابل سے منگو زار  
اور اس لئے چھپے کاتے زار  
اسکو کھاتا تھا وہ امام زماں  
ہام صلح پر تھا اک اسکا  
کہتے ہیں اس پر تہمتی تھا  
اصغیاں کی یقین قضات پر  
تھا سلطوہ اک بر شو  
دیکھو تھا ہمیشہ وہ صائم  
اور تھا تھارات کو تہم  
اور زیادہ کھوز و وسعت  
نہیں سوتا تھا شب کو بارحت  
اور بنا یا تھا اک مکان بے در  
اور نہ دیال کو رکھا اس پر

بجھتا ہوں وہ تمامی رات  
 اذن کی بھی نہ تھی کسے حاجت  
 بعد اک سال کے وہ بحر صفا  
 گھر میں احمد کے الغرض بکروڑ  
 پاس احمد کے لار کھے وہ جب  
 بولے انا ترہی ہے ای خیر  
 بولا تا ایک سال سو راضی  
 ہو جو روٹی میں اس گھر کی خیر  
 پوچھے پھر کیا کریں یہ روٹی ہم  
 کہ اگر کوئی آکر لگا سوال  
 کہ ہے احمد کے گھر کی یہ روٹی  
 گروہ سائل قبول اسکو کرے  
 اتفاقاً میں گذرے دن چائیں  
 بعد ازاں اک کینزرا خمد کی  
 جب ہوا اس خبر سے وہ آگاہ  
 مچھلی اس کی نہ کھایا تھی وہ نام

آتے پاس اسکے سب فی الحالت  
 تھی ہی ایک سال تک عادت  
 کر دیا ہے رضا سے ترک قضا  
 ایک روٹی پائے ای فیروز  
 پوچھا کیا ہے حقیقت سبکی تب  
 گھر سے صلح کے لئے میں خیر  
 صارح تھا اصغہاں کا قاضی  
 میں نہ کھاؤنگا وہ بغیر خیر  
 تب دیا یوں جواب وہ اگر کم  
 پہلے اسکو کہو حقیقت حال  
 سن لی ہے خیر صارح کی  
 دیجو روٹی یہ ہو لکر پہلے  
 کوئی سائل نہ آیا ہے ای میں  
 ڈالی جب میں وہ بجا روٹی  
 کہتے ہیں جب تلک بازار ذہ  
 رضی اللہ عنہ بالاکرام

محل

نقل ہے اور میں تھے دو تو ہمارے  
 ایک پرتی تھی اور عید دگر  
 پوچھا احمد کون عاقل تو  
 بولے پرتی ہے مافکہ اشہم

بہر سہم حدیث خیر الناس  
 نہیں آیا ہے ایک ننگا  
 کیا اس پاس بہر خیر رواں  
 اپنے گھر میں برہنہ بیٹھا تھا

اور عیسا بن علیہ یاس  
 آتا جاتا تھا وہ خرد آگاہ  
 اپنے شاگرد ایک کو سفیل  
 دے کسی کو لباس وہ اپنا

بولا اس سے کرو مرا پیغام  
 تذکرہ میں اولیٰ کے لکھا  
 کرتا تھا باب فقہیح سوال  
 اگر حقاً حق میں پوچھے کوئی اگر  
 کیا تو کل ہے پوچھے وہ بولا  
 اور محبت ہے کیا اسے پوچھو  
 کہ بشر جب تلک ہے جیتا  
 پوچھے پھر زہد کیا، ای ہر  
 قسم اول ہے زہد زہد عوام  
 اور زہد خواص با اجلال  
 عارفون کا ہے زہد وہ سمجھو

کیا اس سے نکاح پس وہ امام  
 ابن جنبل کے پاس کوئی جا  
 دیتا اسکا جواب و فی الحال  
 کرتا تحویل بشر حافی پر  
 رزق میں ہوویں معتد بخدا  
 تب وہ فرمایا اس طرح اسے  
 میں نہ اسکا جواب بولو گنا  
 بولا ہے زہد میں تسمیوں پر  
 جانتے ہے وہ زہد ترک حرام  
 ہے زیادت کا چھوڑنا زحلال  
 حق سے جو بھیہر چھوڑ دیں آگو

اور کہتا ہی وہ امام خیار  
 آئے حمام میں ہونگے سب  
 یہ حدیث شریف رکھو نظر

میں جماعت کے قتل تھا اکابر  
 نہ برکت ہوا مگر میں تب  
 بالیقین میں کیا عمل اسپر

مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَخْلُ  
 الْحَتَمَ إِلَّا بِسْمِ رَبِّ

اور اسی شب میں نوامین لکھا  
 جکو جو بشارت داور  
 حق تجھے دے ہی بخشد یا  
 پوچھو میں کون ہے تو کہ ای خلیا

ایک قایل مجھے کہا ایل  
 کہ عمل جو کیا تو سنت پر  
 اور تجھے خلق کا امام کیا  
 بولا میرے سوہ ہونیں جبریل

۱۱۵  
 خلیا  
 در مجاہدات و عبادت و ذکر  
 بعضے مناقب و کرامات  
 اس کتاب الدعوات  
 ابن خلکان نے یوں کیا ہے مرقم  
 اپنی تاریخ میں حج ای اکرام  
 بیجا احمد کا جو تھا عبداللہ  
 اس طرح بولتا ہی ای ہر  
 کہ باب صاحب اجل  
 تھا مع قریب ہی سعادت  
 وہ باس عمر و عہد ہو  
 پڑتا تھا رور و شب ای ہر  
 اور دن ملاوت قرآن  
 کرتا تھا ایک سبج باغ و ناز  
 کل

بولوا احمد کی دو دعوتیں تنظیم  
میں کیا ایک بار باہر نکلیں  
اس لئے میرے پیش سے گشتاویں  
دوستان خدا کا کو تو ادب

اور دیر ہی اسی کتاب لکھ  
لیا ہے یہ حکایت خوشتر  
والہر ایک جوال کی تھی بیمار  
بولی اپنے پسر کو وہ پناہ  
کہ اگر تو مری رضا چاہے  
پاس جا تو امام احمد کے  
عرص کو اس سے تاکہ وہ دعا  
تاکہ برکت سے اس کے پاؤں  
تنگ کی ہوں اس طبیعت  
آپ ایسی مرض کی رحمت

اور میری حیوۃ حیوان میں  
کہ سنا خبر احمد حنبلی  
ماوراء النہر میں رہتا ہے  
کمر سفر اس جا ملا ہے امام  
احمد اس رخ کو سلام کیا  
تھا کھلا میں سگ کے مشغول  
جب فراغت ہوئی آ جا حصل  
اور بولاکہ یہ مجھے ہے گماں  
کہ میں کتے طرف رہا رغبت  
میں کہا ہاں یہ دلیں میں پایا  
کہ حدیث ایک بوزیاد مجھے  
پوسہ رہے وہ سنا یہ خبر

یوں لکھا اس امام کی شان  
ایک فرد جلیل شیخ اجل  
تین احادیث یاد رکھتا کہ  
وہ کھلاتا تھا ایک گ کو طوم  
شیخ سنکر اسے جواب دیا  
دیکھ احمد ہوا یہ دلیں مول  
ابن حنبلی طرف ہوا مائل  
کیا خطرہ یہ تیرے دلیں ہاں  
نہوا ملتفت ترے جانب  
شب وہ شیخ جلیل فرمایا  
بولو اور وہ سنا تھا اعراج کا  
وہ سنا از جناب پیغمبر

مَنْ قَطَعَ رَجَاءَ مَنْ ارْتَجَاهُ قَطَعَ اللَّهُ مِنْهُ رَجَاءَهُ  
يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَا يَلِمْ الْجَنَّةَ

اور کتے نہیں ہیں اجا پیر  
قصہ میرا کیا وہ سگ کی رشید

نہیں اس سگ کو جگہ ہی دیو  
میں نہ چاہا کہ کاٹوں اسی امید

کہتے ہیں ایک روز وہ رہبر  
وضو کرتا تھا ایک شخص نے  
دیکھ کر اس نام کو بادب  
جب ہوا اس کو خواب میں دیکھو

وضو کرتا تھا بیٹھ دجلے پر  
بر کنار اس امام کے اوپر  
نیچے آدھری جاہ بیٹھا تب  
پوچھے حق کیا کیا ہے تیرے

وہ جواں اپنی ماں یہ سنکر  
ٹھوکا ہے اس گھر کے درکوب  
بولتا محتاج ہوں میں ای رہبر  
اور بولا زہمت بسیار  
جگو خدمت میں تیر بھیجی ہے  
سننے ہی یہ نشان کرہت  
کیونکہ جتنا تھادہ سدا یہ بات  
الغرض اس جواں کتیں بولا  
بعد ازاں غسل کر کے وہ بنیا  
وہ جواں جلے جبکہ پہنچا گھر  
اس کی کن دعا سے جلد خدا

جا کے پہنچا ہے اہل ماں کو گھر  
پوچھا اندسے کون ہے وہ تب  
کھول دروازہ تبت کھولا در  
میری مادر سے سخت تر بیمار  
اور دعا وہ ترستے چہرتی ہے  
ہو سے ظاہر جیں یہ ہیں سکے  
لوگ پڑ نہ جانیں کچھ حالات  
جا تو اب اپنے گھر وہ پھر گیا  
ہوا مشغول در دعاؤ نماز  
جلد اٹھاس کی ماں گھوٹی  
صحت کاملہ اسے بخشا

### گلدستہ

اور اسی میں لکھا ہے وہ امجد  
ایک جنگل میں گم کیا تھارا  
وہاں اطراف میں ایک چھ ملا  
بات سننے ہی یہ وہ رونے لگا  
نان جو میرے پاس اک تھا  
سخت برنم ہوا ہے وہ امجد  
کیا تو اب کر کے قصد بیت اللہ  
کہ خدا راہ تجھ کو بتلا دے  
اس سبب سے ہی گم کیا ہے راہ  
بس یہ سنو ہی آتش غیرت

کہ کہایوں ام دیں احمد  
اس خرم میں نہیں تھا کوئی ہنر  
اس راہ کو نشانی ہے میں پوچھا  
میں یہ چھا کہ ہوگا یہ بھوکا  
جلد میں اس کو اسکے آگے رکھا  
اور جگو کہہا کہ اسے احمد  
نہیں راضی ہے اسہ ای آگاہ  
کس لئے پوچھتا ہے دسروں  
جو کہ جتنا ہے حق ہی توجاہ  
سلگی ہے دلیں میرے با نعت

۱۱۶  
میں کتاب ای خالق  
بنگال میں میرے صاحب  
حال جنگا ہے خلق سے نہیں  
ایسے جنگل میں رہتے ہیں ہاشم  
تب کہا وہ بڑی سی احمد  
کیا تو کہتا ہے حکموں میں  
ایسے جنگل میں حق تعالیٰ کے  
کہ کہیں گرسواں وہ جنت سے  
آسمان زمین کو کر دے ز  
زہی کو دیو کا یقین داور  
بس کہتے ہی آسمان میں  
زنا صحت بن گئے ہیں  
تھے خشتاں میں یخو کھینچا  
جلد میں ہو گیا ہوتا تب  
چھ اناقم میں پایا ای کسان  
ایک ہاتھ سے بیوا آواز

دے پالے امام ابو یوسفی آہ  
مستقیم ہوئے ہیں بے شک ناگاہ  
پس وہ ہر دو پہلے بچو دنیا  
اور زہار ایک بھی نہ لیا

اور مرنے پہ نقل سے لایا  
کہ مجھے شافعی یہ فرمایا  
نزد ہاروں میں کیا ہوں جب  
ظاہر اس سے کیا تھا عجب  
ایک کم غرور ہے بلکہ  
مجھ سے ہاروں بیکار سن  
کہ جیسوں سے تیرے ہر خدا  
کہ پسند اس کی میں بچو نا  
گھر کو آیا میں وہاں سے نقل  
دیکھا بیٹھا ہے احمد غنم

کرای احمد غرور بہت کیجے  
کہ یہ بندہ مرا اگر مجھ سے  
کہ زمیں سے سما سنا نہیں

اور محفوظ قلب کو رکھو  
بالیقین بات یہ کیجھو چاہے  
ماروں البتہ مار دو سچا یقین

تذکرہ میں ہے اولیٰ کو لکھا  
اس کے گھر سے جو نکلا تھا کچرا  
اس کو فرمایا وہ امام مہم  
نہیں ہے اب جواز میرے نہیں  
راستہ مومنوں کا سن ای یار  
بند کرنا تجھے نہیں جسا نر  
اور اسی تذکرہ میں ہے یہ بات  
ایک گرو کو کہ ہے عطا  
اور دیکھا ہے صبح کو وہ شہنا  
پوچھا پانی نہیں ہوا کچھ کم  
بولا ہوتا وغوسے تو ہمارا  
ورنہ تعلیم علم کس خاطر

ایک گرو امام احمد کا  
گھر سے لاشہ راہ میں ڈالا  
کہ کیا کیوں تو کہ ایک کام  
کہ نہ تعلیم علم تیرے تیس  
ایک ناخن کے گرچہ ہو مقدار  
کام ایسا نہ کر کبھی ہر گز  
ایک شبہ امام نیک صفت  
کو نہ ہر اک ایک پانی کا  
کہ تھا اولیٰ ہی کو وہ ہر اک  
کہا وہ کیا کروں میں ای کہ کم  
اور کرتا ادا نماز و نیا ز  
علم بہر عمل ہے ای ہر

اور اسی تذکرہ میں ہے یہ رقم  
اک پیالہ بہر نزد کا نذر  
پھر چھڑانے گیا اس کو جب  
اور کہا کو سنا ہے تیرا لے

وہ امام زم مسعود شیم  
گروی رکھا تھا ایجا را کیا ر  
دو پیالے رکھا وہ لا کر شب  
کہ چہانت نہیں رہی ہے مجھے



اس ظاہر کیا حقیقت حال  
کہ قضائے عین کے خاطر میں  
چل خلیفے کے پاس سے  
دیا جھکو جواب وہ دانا  
ھے اسی واسطے تو کہہ معلوم  
اور جتنا ہے آہ اب تو مجھے  
شناختی بولامیں یہ سن گفتار

اور بولا ای مرد فرخ فال  
اب کیا اختیار تیرے تیں  
تا مسلط کرے قضا پہ تجھے  
کہ ترے پاس یہ مرا آنا  
کہ کروں اقتباس نور علوم  
کہ گرفتار اس قضا میں کرے  
شرس اس سے ہو گیا بسیار

### خیابان ششم

در بیان اکات فراوان و ملیات بے پایاں کہ بسبب عدم  
اقرار قدوہ اخیر خلق قرآن الاحکام جفا کار و اہل اعتراض  
بدشعار بر سر کے آمد

نقل کرتے ہیں جب ہوا ہارو  
سراٹھا ئے ہیں سارے مختار  
اہل سنت پہ غلبہ کر آضر  
لیا مامول عقیدہ باطل  
کہتے ہیں غیر احمد حنبل  
چاہے یہ اہل اعتراض تمام  
مامول ترغیب سے انہیں کہ ہیں  
ان کی ترغیب سے ہی حکم کیا  
احمد اس بات ہوا آگاہ  
اور کیا عرض اس طرح ارب

حاکم اسکا پسروا مامون  
پائے مامول کے پاس عزت دجا  
اپنے مذہب کو کر دے ظاہر  
خلق قرآن کا ہوا قائل  
کوئی بغداد میں نہ تھا اکمل  
کہ موافق ہوا اپنے ساتھ امام  
ہے بلا یا وہ باصفا کے تیں  
کہیں حاضر یہاں پہ اسکو لا  
اس کے شر سے لیا خزاں کما  
ایک ایسے سبب تو کر دے اب

کہ نہ کہیں کسی سے  
اور نہ مامون کو سچین  
اور اس وقت وہ امام کا  
جائے تھا خارج بغداد  
گوشت مامول اس سے کچھ  
گوشت مامول سے پس اسکو طلب  
تہ کہ وہ امام کا  
اب توکل کیا نہیں بدالہ  
پس بلائیں انہوں کی جھلا  
اسی بغداد کو نہ پہنچا تھا  
جلد مامول گیا ہے از دنیا  
یہ اسے وہ اسے نہیں دیکھا  
وہ خلافت کا کام ہی ہنسیار  
پائے تک دور سے  
رکھے احمد کو قید میں از کید  
دوبار چارہ رہا تھا قید

## گلدستہ شریفیہ

شافعی قدوہ اولی الالبصار  
 میں بھی تھا ہمہ رکاب اسکا  
 نامہ وہ بات میں سے میر دیا  
 یہ رقمہ لہجہ کے پھنچا تو  
 گیا احمد کے پال ہو دلشاد  
 میں بھی ساتھ اس کوہ تازہ  
 میں دیا اس کے ہاتھ وہ مکتوب  
 یہ رقمہ تجھے دیا ای امام  
 ہو گیا اشکبار ای اکمل  
 کہ وہ اس خط میں کیا لکھا رقم  
 کہ یہاں خواہیں مرا کتب  
 کہ تو یہ لکھ بہ احمد حسنل  
 اور بعد سلام یہ پیام  
 تجھ پہ کوئی اک بلا آئے  
 صبر کر تو بہت درل آفت  
 کہ تو مخلوق بول قرآن کو  
 بلکہ کر لے قبول وہ آفات  
 ہاں کریا بلند اور برتر  
 کہ شہادت ہو تجھ کو ای رہبر  
 یہ بات راستہ دولت بکری

بولتا ہے بسیح یوں ای یار  
 جب کہ مصر ہے روانہ ہوا  
 ایک مکتوب شافعی لکھا  
 اور فرمایا یوں کہ احمد کو  
 مصر جب گیا سو نہیں بخدا  
 صبح کی وہ نماز پڑھتا تھا  
 جب کہ فارغ ہوا وہ نیک سلوب  
 پھر کہا شافعی امام ہام  
 جب پڑھا اس کو احمد حسنل  
 میں کیا عرض اس ای اکرم  
 بولا ایسا لکھا ہے جگوا ب  
 کیا ارشاد احمد مرسل  
 کہ پیغمبر تجھے کہا ہے سلام  
 کہ یقین عنقریب ای احمد  
 امتحان یقین وہ تیر ساتھ  
 دیونگے رخ وہ سر جہاں کو  
 تو نہ ہرگز قبول کر یہ بات  
 حشر میں تیرے ظلم کو دور  
 میں کہا واقعہ کو یہ سنکر  
 تو یہ پایا ہے نعمت عظمی

پیران بن ہوا ایک پیر  
 جلد تودہ خال جی دیا  
 اور اس خط کا لکھنا  
 مصر کو میں بولا وہ شتاب  
 اور لکھا شافعی کو کہ یہ  
 شافعی دیکھ جو فرمایا  
 کیا دیا تجھ کو احمد حسنل  
 میں کیا یہ فیض ای اکمل  
 شافعی بولا کہ وہ کتب  
 وہ فیض اب آئیں ترک  
 اسکا پانی پوڑ ٹھوڑ  
 تا رسول میں شریک ساتھ  
 کل

نقل یہ بھی نے فرمایا  
 سنا سلمہ ترمی کہ آئے کیا

عصر میں معتمد کے بیوسوس  
پوچھا اک شخص کے ای کھل  
رہے خاموش ہم یہ سنے تمام  
کہہ مکتے ہو کیا تری حاجت  
قطع کریں یہاں سو فرسنگ  
تیری خدمت میں جہاں آیا ہوں  
بیشب جمعہ کی ہستی میں سویا  
پوچھا اک شخص کے میرے تئیں  
میں کہا جانتا نہیں اسکو  
جب ملیگا تو اس سے کہ یہ پیام  
اور بولتا ہے وہ کہ ربنا وود  
اس سب سے کہ تو ہوا صابر  
تب سننا اس سے یہ کلام امام

جیٹھا تھا میں امام احمد پاس  
ہے یہاں کون احمد انیس  
بولتا احمد کہ میں ہوں احمد نام  
وہ کہا ای امام با عرمت  
بکر و برکر کے طے بہ نیک آہنگ  
اور سعادت کا نقد پایا ہوں  
اور دیکھا بعالم رُویا  
کیا تو احمد کو جانتا ہو یقین  
سو بعد اودہ کہا جاتا تو  
کہ تجھے خضر اب کہا ہے سلام  
اور ملائکہ ترے ہیں خوشنود  
واسطے حقے محض ای فاجر  
یہ بڑھا یہ فقرہ ای نو انجام

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

پوچھا ہے اور کچھ بھی حاجت  
محض کہنے یہ بات آیا تھا  
کہا اور کچھ نہیں ای با عرمت  
بول اسطرح وہ چلا ہی گیا

گل

ابن خلکان نے اسی تودہ شہم  
کہ کیا نقل ایک اسد بابی  
اور سویا بس چور و دور  
اپنی تاریخ میں کیا ہے رقم  
میں ہوا زائر مزار نبی  
دیکھا اس مشکو واقعہ اندر

کہ ملا کے پاؤں کو کبیر  
سوی جگایا ہو اور اٹھایا مجھ  
اور پٹے گیا ہے ہاتھ مار  
نہ نہ دیو بار روضہ دان  
تب سننا میں نے نہیں دیوار  
صوت سالار انبیا شبہ بار  
کہ ہوا اسطرح مجھ اور  
جا تواب جلد جانب بنگار  
ابن جنبل سے ملکی کہہ  
کہ ہونیں قاصد ستوندا  
ابہ بھیجا ہو تیرے پاس مجھ  
اور بولا ہے وہ سلام مجھ  
اور کہا اس ملائکہ تیرے تئیں  
میتلا حق کہ گھایا اب ای ہیں  
میتان جو وہ ایک محنت میں  
کیجے صبر شکیبایی میں  
جب

یہ بولا کہ یہ صریح نصیحت ہے  
 بولا احمد کہ ہے حدیث مدنی  
 بعد از ان سے روایت ہے  
 از معمر اسے سہاقت ہے  
 وہ سنا ہے زبان کو زہری  
 اور زہری سنا ہے سالم سے  
 پاپ سے اپنے بہ سنا سالم  
 بولا اسکا زہر ہے سالم  
 قائم الالبینا کہا یہ خیر  
 ہے یہی وہ حدیث پیغمبر  
 ان شاء تعالیٰ کلمہ  
 مؤمنی علیہ السلام  
 الف کلمۃ وعشرین  
 الف کلمۃ وثلاثۃ الف  
 کلمۃ وثلاثۃ عشر کلمۃ  
 وكان الکلام من الله

جب یہ پیغمبری بشارت ہوئی

قلب احمد کا ہو گیا ہر قوی

گل

راوی کہتا ہے معصم باند  
 ابو داؤد کا پسر احمد  
 یہ یہ باندیش تب ہوا قاضی  
 ابن جنبل کتیں بٹلانے پر  
 معصم کو بہت ہی پھنسلایا  
 ان فرض معصم کے فرمان سے  
 جو دیا تھا خبر وہ عسائی  
 بعد چھ بیس روز اسی ماہ  
 احمد ان فرج کہا کہ جان  
 پاس تھا معصم کے میں سو قضا  
 بولا کرتا ہوں زعم جو بدنام  
 لاؤ ویسے کو پاس میرا بسا  
 پہناتا تھا اک مقص تب وہ نیک  
 پاؤ نہیں اسکے چار پتھر زخمیر  
 کیا ہے کہہ تو ہی احمد جنبل  
 پھر کہا کیا تو بولتا ہے سدا  
 بولا ہاں ہے یہی مر مقصود  
 پوچھا کیا ہے سند یہ کو پر

جب خلیفہ ہوا ہوا اور گمراہ  
 کہ وہ معمری ہو گیا تھا اشد  
 کہ بہت معصم سے ہمرازی  
 آہ اسکو بہت کسانے پر  
 اسکو دام فریب میں لایا  
 ابن جنبل کو لائے زنداں سے  
 حسب حکم محمد بن عسائی  
 حادثہ آہ یہ ہوا خطا ہر  
 کہ جب آیا ہے وہ امام زمان  
 کہ سنی زہر یہ وہ کیا تھا  
 کہ کرے جارہے حق ہر کلام  
 کئے احمد کو اسکے آگے تب  
 اور دھا تھا لیلیان ازرق ایک  
 پوچھا دیکھ اسکو معصم ہی میر  
 میں ہوں ہاں بولا وہ امام اہل  
 غیر مخلوق ہے کلام خدا  
 منہ بداع کہا الیہ یعود  
 بولا قرآن و قول پیغمبر

قَالَ وَالْاِسْتِمَاعُ مِنْ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ  
مُوسَى اَي رَبِّ اَنْتَ تَكَلِّمُنِي اَمْ غَيْرُكَ قَالَ اللَّهُ  
يَا مُوسَى اَنَا اَكَلِمُكَ لَا وُصُولَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ

معصم سنکے یہ کہا اسکو	کہ نبی آپ کیا ہے بہتال تو
ابن حنبل کہنا معاذ اللہ	کون تہمت کرے گا یہ گمراہ
جانے بار اگر تھے تہمت	کیا تو کہتا ہے اندر آیایت

لَا مَلَأَنَّا جَهَنَّمَ مِنْ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

معصم بولا اپنے علمائے	کیجو تم مناظرہ اس سے
تھے کہ اسکو اب تو قتل ہی کر	خون ہے اسکا ہمارا گردن پر
راوی کہتا حسین ان کا یار	کئے اس سے مناظرہ بسیار
ہوا اشیر امام ہی غالب	ہو گئے سبب خاص و غائب
معصم حکم یوں کیا کرتا	کہ کریں ضرب اسل مام کو اب
آہ دو ہاتھ اسکے تپ بانڈ	تازیانے سے مارنے کو لگے
بولتے تھے وہ گنج غراں کو	کہ تو مخلوق بول قرآن کو
بولتا تھا وہیں نہ بولگنا	لب یہ ہر حرف سے نہ کہو بولگنا
مادر پر اسکے صبر کرتا تھا	حق کا پاس کلام دہر تھا
یافعی بولتا ہو در طبقات	ماہر جو اس مام کو مہیات
دو صد و بیسواں تھا سن پچا	عشرہ ثانیہ تھا در رمضان
شافعی اسکے آگے شریک	نوش فرما ہوا ہر جام صال

گل

گل

۱۲۳  
از علی بن محمد قزوینی  
چند بابوں میں طرح طرحی  
چند بابوں میں طرح طرحی  
ضرب کرتے ہوئے  
ہاں کہاں کھل گیا یہ نڈھال  
وہ ہلا یا مبارک اپنی ب  
ہاتھ دھو بیٹ ہیں خوب  
اور باندھیں اسکا بنداز  
اس کرامت کو دیکھو جب جنا  
ہو بیٹ اور خوف تھے  
اسکو چھوڑنے سے ہاتھ نہ  
معصم اسکو بھیجا درندوں  
کئے دن گذر کر وہ ماکہ  
چھوڑ کر زندان در فانی کو  
کیا یہ نصیر جاو دالہ کو

اور بولا کہ ای بابا جعفر  
پھر لو اس قول کا اعادہ کرو  
پھر میں اس قول کی ایک تکرار  
ماشاء اللہ پھر کہا و باد

## غینۃ

اور بخاری کہا ای ابو ذر  
ابن صنبل کو آہ مار سبب  
ہم نے بصر کے دشمن میں کیا  
میں سنا بوالوید کہتا تھا  
کہ کہو حادثہ بڑا ایسا  
آل یعقوب میں اگر ہوتا  
تو زلزلے کا ہوتا افسانہ  
ہو سکتا تو زمین و آسمان

## گل

شیخ عطار عارف اکرم  
ابن صنبل کو جبکہ زنداں سے  
ایک دربان اسی خلیفے کا  
کہ تو رکھ سستوار اپنا دل  
آہ دزدی کیا تھا میں کیا  
نہیں اقوام میں کیا ہرگز  
تھامیں حالانکہ محض بطل پر  
تو تو ہے حقیقہ ای امام بحق  
یہ کلام اس امام کو ہو میں

## گل

ابو جعفر کہا ہے یو ای خیر  
حکم ماموں کے لائے ہیں جس حال  
پہلے رو و فرات پر گزرا  
میں کہا ای امام فرخ پے  
مومنوں کا تو مقتدا ہے اب  
گر تو قرآن کو بولے اب مخلوق  
اور اگر اس سے تو کروی بخار  
گر خلیفہ نہ مارے تیر کو تسلیں  
موت ہرگز کسے نہ چوڑی گی  
ابن صنبل یہ سن ہوا گریاں

یوں کیا تذکرہ میں اپنی رقم  
لے چلی ہیں طرف خلیفے کے  
پیش آکر اس امام کے یہ کہا  
ابھی ہو صبر و شکیبایی کا مل  
مجھ کو مارے ہیں چو باہ کھڑا رہا  
اور کیا صبر سب ہو عاجز  
دیا آخر خلاص وہ داور  
برخ پر صبر ہے تجھے ایق  
اسکے دلوں میں دیا سکین

ابن صنبل کو آہ کر کے اسیر  
میں یہ سن کر گیا ہوں استقبال  
اور سراپا میں اسکتیں دیکھا  
اب تو ماموں کو پاس جاتا ہوں  
کرتے ہیں اقتدا وہ تیر سب  
بولینگے یونہی اس کو سب مخلوق  
رکھے انکار میں سو ہر دیندار  
آخر اک وز تو مر گیا یقین  
رشتہ عمر اس کا توڑ لیگی  
ماشاء اللہ سے ہوا گویاں

اور محمد جو تھا علی کا پسہ  
ذکر کرتا ہوں وہ کہ میں نے سنا  
کہ بلاشبہ احمد صنبل  
حق میں جس کے یقین سو گڑا

وہ علی تھا شعیب کا لبہ  
اپنے والد سولیں وہ کہتا تھا  
ہے مقرر وہ شخص سے مثل  
یہ حدیث صحیح منہ پایا

كَانَ فِي أُمَّتِي مَا كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ  
حَتَّى إِنَّ الْمِثْلَ لَيُؤْضَعُ عَلَى فِرَاقِ رَأْسِهِ  
مَا يَصْرِفُهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ

کام پر ایسے وہ امام ہمام  
تا بروز شمار تو ہمار  
گر نکر تاقیام با اکرام  
ہکو ہوتا بڑا ہی ننگار

### غنیہ

اور ابو بکر سہروردی نے  
روبرو مقصم کے سیاطین  
دیکھا اعضا میں ایک کے ان سے

نقل کی اس طرح سے ہی سننے  
مارے تھے اس امام کو جو لعین  
برص سے ریزہ ریزہ ہو کر گرے

### گل

اور کہا ہے ہلال ابن علا  
چند لاموں کے رکھ کر اس  
ان سے ہر ایک احمد صنبل  
گرنہ رہتا وہ ثابت و صابر  
وہ اسلافی ہے مطلبی

کہ اس امت پر بالیقین مولا  
ان سے ہی ہیں یہ جاوالتی  
رہتا ثابت جو بیچ میں اول  
لوگ ہوتے تھے ضال و کافر  
کہ لکھا فقہ انہ حدیث نبی

ابو عبد اللہ  
نصرت رسول ربنا  
لکھا قرآن کی وہ عجیب تفسیر  
ورنہ پڑھتے خطا میں غلطی  
چوتھا کجی ہے بن میں اس  
کذب کی نفی وہ کیا زخم  
خیا ب ان  
درنات عجیب و دانست  
غریب کہ بعد رحال ان  
ذوی الاجلال علمائے  
نامدار و شاخ کبار  
دیدہ اند و بعلو منصب  
دے وال اند  
احمد ابن محمد ذیشان  
سطح بوتا ہیں لیلیاں  
کہ

و کھانکے تھیں تو فرشتے میں سے  
 کہ اے اب فرشتے ایک قندیل  
 ہوا تو نہ ہمت وہ تو نہ تباہ  
 پوچھا میں کیا کر رہا ہوں تو  
 کیا بنی تو ایک ہریہ نوذ  
 آیا ہے از سر اس اہل قنود  
 میں تو اس نام کے بھوسہ  
 اور ہمارے اٹھایا رکھنا

گل

اور دھبہ سر تو بٹھا  
 کہا کہ شب میں تو پہلے دیکھ  
 کہ عزتوں سے اچھوٹا  
 میں کیا عرض دی نام بدل  
 دل کسی سے یہ تو ریختہ  
 تب لیا جگہ وہ امام خیاں

ہو

کہ میں حمد کو خواب میں دیکھا  
 کہ خدا کیا کیا تیرے  
 بخش مج کو دیا ہے رب صمد  
 کہ میرے واسطی تو کھایا مار  
 کہا رویت ہو مرے خوشتر

گل

ابن جمع کہا کہ سن اے فرد  
 سو وہ قزوین میں ہوا مقول  
 اور جس شب میں احمد حنبل  
 بھائی مقول کا وہ میرے پاس  
 کہا میں شکو خواب بکھا ایک  
 آیا ہے ایک اسپ پر ہوا مول  
 میں تعجب ہوا اسی مقول  
 پھر تو کس طرح زندگی پایا  
 وہ کہا اہل آسمان کو سب  
 کہ جنازے پہلے حنبل کے  
 جائیو آسمان بہ زمین  
 راوی کہتا ہو جبکہ میں سینا  
 بعد آئی خبر کہ اس ہی رشت

گل

ابن بکھاں جو تھا بزرگ بڑا

اور یوں اس نام کو پوچھا  
 تب وہ کہو لگا کر میرے  
 اور فرمایا جہ کو اے احمد  
 میں کہا ہاں اے خالق داور  
 میں کیا ہوں مباح تھو نظر

میرے مساکین سے بکھا یک مرد  
 اسکو بخشے خدا بجا رسول  
 گیا عقبی کو اس جہاں سے کھن  
 صدم آیا دوڑتا بہر اس  
 کہ برد رہا بہ صورت نیک  
 ہے نہایت وہ سخی ش رفتار  
 بنائی جان تو تو ہو گیا مقول  
 اور یہ عالم میں کس طرح آیا  
 اور شہیدوں کو حکم بشارت  
 نقش پس نام اٹھل کے  
 بھائیجاں میں ہی ہوا جس سے بشارت  
 جلد تاج اسکی لکھ کر رکھا  
 ابن حنبل کیا جہاں وفات

ابو جیبہ امام فوت ہوا



ہوے داخل جو کوئی جزیت  
میں کہا کیا کیا تہیے خدا  
اور رکھا کرم سے وہ داور  
در دیا قوت کو بہ زینت وزین  
پاؤ نہیں پہنے دیا ہے بچے  
اور بولا ای احمد حبیب  
کہ تو قرآن کو بسر و عیاں

اسکی رفتار ہے یہ بافرحت  
وہ کہا ہی خدا ہے بچہ بخشا  
اک کرامت کا تاج میرے سر  
تھے مرصع جو خوبرو نعلین  
اور مغفور وہ کیا ہے بچے  
یہہ کرامت ہی تجلو اسکے بدل  
غیر مخلوق ہے کہا ہر اس

گل

اور کہتا ہی حبش نیک نصیب  
اور کیا عرض یا رسول اللہ  
بولا سرور کہ پیچھے اب میرے  
آیا ایسے میں ناگہاں موسیٰ  
بولا احمد یہ آشکار و نہاں  
آزمائے گیا بصدق و یقین

دیکھا اک شب بئی کو میں خواب  
کیا ہے احمد کا حال گرا گہ  
موسیٰ آتا ہے پوچھ تو اس سے  
حال احمد کا اس سے میں پوچھا  
فرحت و بخت میں بھی ہر اک اس  
ہوادخل مجمع صدیقین

گل

شیخ عطاء عارف اکمل  
لپے زخموں کے ہی سبب بجا  
جبکہ پہنچا وفات کے نزدیک  
لاٹھ سے اپنے یک اشارہ کیا  
تب کیا عرض اس کا پسر  
بولا وقتِ نظر ہے یہ دریا

یوں لکھا ہے کہ احمد حبیب  
جو تھے موصی بدرجہ شہدا  
حالت نزع میں وہ اپڑ ٹھیک  
اور لا بعد مُنہ سے اپڑ کھا  
کیا ہی یہ قول تیرا کہہ ای پدہ  
نہیں فرست دینے تیرا جواب

بیان شیخان کو کرامت  
والتا ہے اچھے سیرت  
اور یوں بولتا ہے وہ مجھ کو  
کہ میرے سے فجات پایا تو  
کہا لا بعد اسے میں جان  
اچھی یکدم ہو باقی میرا  
اور وہ تو خطر میں ہو جانے  
نہیں میں ہوں تیرے سر

گل

اور اسی تذکرہ میں ای اکرم  
شیخ عطاء یوں کیا ہر رقم  
کہ خاڑہ امام احمد کا  
جب اٹھا وہ شیخ اچھا  
تہ بندوں کے آؤ فوج یہ فوج  
اور دریا جو نہ بچ بوج

یوسفیوں کی یاد دہانی  
 کی تم نے اس کی تہمت تو  
 اور بعد فوات کی عیاں  
 لاساؤں کی یادیں  
 اور کی اہم ہے غول اند  
 فقرہ ارشاد یہ کیا کرد  
 جی الناجون وھلک  
 البقا لکون  
 میں کیا عرض یا حبیب اک  
 نابیان کون ہیں وہ کہ آئم  
 بولا سر دہت احمد جنبل  
 اور اصحاب اک ہیں کل

گلستہ

اور علی

اور وہ سب ہوا میں جمع ہوئے  
 سایہ انداز ہو بخش امام

ایک دوسرے پردوں کو جمع کئے  
 نو صحر کرنے لگے ہیں سپہ تمام

کل

با صفا احمد ابن ابی خالد  
 کہ نبش امام اسی فاشہ  
 تھا محمد جو ابن عبد اللہ  
 جب جنازہ کی پڑھ چکے ہیں نماز  
 شخص کتے کئے لٹاڑا  
 مرد آستی ہزار تھے اسی یار  
 کرتے ہیں ادویوں قلم رانی  
 روز ترحیل آں امام ہام  
 جبان اشخاص کا کوڑہیں شام  
 چار ملت کو لوگ ہو پیر غم  
 اہل سلام اول اسی سعود  
 کہتے ہیں متصم بھی دیکھ حال  
 جتنے تھے اہل اعتزال آخر  
 اہل سنت کا بیشتر اگر ام  
 پوچھے کہ شخصیت کی ای کل  
 بولا احمد تھا سجاد دعا  
 یا آئی جسے نہیں مہسان  
 دولت ایمان کی دیا جسے

کل

اس طرح بولتا ہے اسی ماجد  
 جمعہ کے روز میں ہو حاضر  
 وہ امامت کیا ہر ای آگاہ  
 بولا کیجے شمار اور انداز  
 تب کئی ہیں حساب ان سب کا  
 اور تھے عورتیں بھی شمت ہزار  
 کہ مجوس و یہود و نصرانی  
 ہو گئے ہیں مشرف اسلام  
 ہو محسوب سب بہت ہزار  
 کئے ہیں اس امام کا ماتم  
 اور نصارا مجوس اور یہود  
 پھر گیا اعتزال سے فی الحال  
 کردیا ان کو شہرت باہر  
 ہے لگا کر نے بس صبح و شام  
 کیلئے عجب کو تھے سب اہل مل  
 وہ دعا یہ ہمیشہ کرتا تھا  
 اسکو اپنے کرم کرنے ایمان  
 پھر وہ دولت نہ اس کے پاس

اور علی بن موقوف اسے دلدار  
دیکھا اک شب بر عالم رویا  
اور محشور میں خلاق سب  
کہ علی بن موقوف ہیگا کہا  
تندر و اور درشت تو تھے و  
روڈ کج حساب کے آفات  
بعد ازاں کردگار رحمت  
دیکھا جنت میں ایک مرکب  
ایک ملک بیٹھ اس کے سو ہم  
اور ملک دوسرا بسو یسار  
کم نہوتا ہے وہ طعام و آب  
اور نہ اس ملک کو پانی و نوب  
دیکھا اک شخص کو کہ سو خدا  
اور ایک شخص کو بھی نہیں دیکھا  
دار جنت کے اندروں دروں  
إِنَّ اللَّهَ فِي طَرْحَاهُ تَب  
تہ کہا میں جو حالیق دیکھا  
پس مگر سے کہا ہے وہ دانا  
میں بلا نہیں آفرخ پے  
بھوکہ پیاس میں بہت فوراً  
اگلے دو ملک کے تین داور

بولار ج کو گیا تمہیں ابکار  
کر قیامت ہے آئی اب گویا  
اک منادی ندا کیا یہ تب  
ناگہاں دو فرشتے آئے وہاں  
بجنور خدا مجھے لے گئے  
یہ گمان تھا مجھے نہ ہو گی نجات  
کر دیا مجھ کو داخل جنت  
کہ اسے سفر ہے پر بٹھائے ہیں  
ہے کھلا تا طعام اس کو وہیں  
بیٹھ پانی پلاتا ہے ای یار  
اور نہوتا وہ سیر اور سیراب  
دیکھ یہ میں گیا ہوں آگے تب  
دیکھتا ہے میں چشم اس کو  
کہ وہ اجلا لباس ہے پہنا  
اوسے جادوہ مثل اہل جنوں  
پوچھا مجھ کو فرشتہ کیا ہے سبب  
دیکھ کہیت یہ اس کے میں پڑا  
شخص اول ہے کون تو جانا  
وہ کہا تب یہ بشر عانی ہے  
اور اس حال میں ہی حق سے ملا  
کر دیا ہے موکل اب اسپر

۱۲۹

وہ کھلا تا طعام اس کو تمام  
نہ وہ آکھتا تمام ہو تمام  
اسی نہ اس کو نوبت ہار  
اور سی نہ اس کو نوبت ہار  
یوں ہی گزرتا تا بفرج ہار  
یہ ہے اسپر فضل خدا  
پوچھا کیا وہ سیر کو جانا  
میں کہا اس سبب نہ بچانا  
بولتا نہ وہ عارف حق  
وہ بھی حق کی بندگی مطلق  
خوف و فرح سے شوق جگجگ  
نہیں تر کیا یہ نیت سے  
موض از بہر ریت مولے  
بندگی وہ کیا ہے صبح و شب  
اس ہے وہ شغل غل غل  
وہ الیسا ہی تا بروز شمار

کہ میں تھا وہ بکثرت لفظی  
انجام دے گا تھا حقانی  
انکا وہ وہ بکثرت لفظی  
بعض ان کے سیدہ کے کہیں  
کہ میں کتبیں اپنے رقم  
نہ کیا شرم کہ ان کا قلم  
صبر و کثرت شفیق کی بات  
وہ عینہ کے صبر و کثرت  
محض وہ اس حال تھا باہم  
نہ تھا کچھ اور وہ ای اوم  
لکھے بے اصل باتیں جو  
لایں اعتماد میں ہے او  
پر تصدیق کا میں دیکھے  
بے یقین روایتیں ایسے  
میں لایا نہیں ہوئی سے  
ہیں اس بولتا میں وہ غلط

بعد پوچھا کہ شخص ثالث کو  
میں کہیں کہا ہے تب اجل  
جو غفل و خروج کی کثرت  
اہل سنت کو وہ بچھا ہے  
ذکر طہریہ اہل سنت کا  
جبکہ پہنی یہاں جون کریم

در اختتام این رسالہ فرح فرجام و مناجادیر گاہ رالحمدا  
للہ الحمدیر رسالہ خوب  
شکر حق یہ رسالہ نیک انجام  
شکر للہ یہ روضہ ریاں  
شکر حق یہ حلیہ انور  
شکر للہ یہ نامہ روشن  
شکر للہ اب یہ گلشن چار  
یکبار و دو صد سن ہجری  
شب جمعہ تھی از مسرہاں  
اچھے آیات جملہ تین ہزار  
میں یہ چاروں امام کا احوال  
جو کتب میں صحیح پایا ہوں  
اور تصدیق بعضہ کی تحقیق  
تاکہ اپنے امام کی تفضیل  
اور ائمہ مناظرہ جو کئے

بول کیا مجھ سے پوچھا ہے تو  
ہے بلاشبہ احمد حنبل  
اس کی دیکھا بروضہ جنت  
انجو جنت میں بھی لجاتا ہے  
اور انکے دخول جنت کا  
سوئی نسخہ کی صورت تہتم

اہل حق کے قلوب کا مغرب  
آئینہ دار ذکر چسار امام  
کہ میں گل جس کے تازہ و خندان  
جس کے شاخ و شجر میں تازہ و نور  
اہل سنت کا جو ہے من مومن  
خشم کا لائے آب و زنگ بربا  
اور عقاد و شش تھے زایدگی  
لیتہ القادر تھی وہ ای ذلیل  
اور اک سو پین میں بشمار  
بے تصدیق لکھا ہوں باجمال  
نظم میں صاف اسکو لایا ہوں  
رطب و یابس کئے ہیں جو یقین  
ہو و میرے امام پر یقین  
محض تہتم حق سخن کیلئے

سب ایک سے حسن ظن رکھو تو  
 شیخ عارف امام شمرانی  
 اپنے میزان میں بوجہ لطیف  
 دیکھ بانور کرا سے مفہوم  
 یا الہی یہ مکن شرع رسول  
 جو ائمہ ہوئے شریعت کے  
 ان سے حسن اعتقاد ہیں  
 اہل سنت میں ہی رکھو کھوتام  
 ہر کو عامل کتاب و سنت پر  
 ہم کو اعدائے دین پر رکھو نفرت  
 کہ شہادت پہ تو ہماری مہلت  
 اور زیر لوائے پیغمبر  
 ساتھ کر اس کے داخل حجت  
 بھیجے ہم سے اب صلوات اللہ  
 اور چارواکام پر بحید

دور اپنے سے کر تعصب کو  
 رازدان فیوض ربانی  
 خوب لایا ہے یہ بیان شریف  
 تا ایکہ کا ہوا دب معلوم  
 اس رسالہ کو کیجئے مقبول  
 جو اکابر ہو کہ طریقت کے  
 انکی دے پیروی کا زادہ ہیں  
 اہل عہد سے دور رکھ بدوام  
 رکھ ہمیشہ سلف کی پیروی پر  
 اور کمر دے انہوں کو سب مقہور  
 قبر و عشر میں نہ دے آفات  
 ہر کو محصور اپنے فضل سے کر  
 دے سلام اپنی نعمت رویت  
 بہ محمد و آل و صحب کرام  
 اور محبوب پر تر ہے سب

رَوْحُ اللَّهِ رَوْحَهُمْ أَبَدًا  
 جَعَلَ الْجَنَّةَ لَهُمْ مَثْوًى

تاریخ تصنیف

از سماج افکار مدق علوم عقلی و نقلی مولانا مولوی

عبد القادر عظیم  
 فضیلت مناسب  
 خلف الرشید حضرت

إِنَّ هَذَا الْكِتَابَ صَدَقَهُ  
 سَيِّدِي مَا ظَلَمَكَ التَّعَالَى  
 فِي بَيَانِ الْإِيمَانِ الْآنَ تَبَعَ  
 رَوْحُ اللَّهِ وَرَوْحُهُمْ مَثْوًى  
 لِحُجَّاتِهِمْ فِيهِ وَكَرِيمٌ  
 كَأَنِّي تَذَلُّ لَآلِ الْأَحْوَالِ  
 عَنِّي فَاكُونَ مِثْلَهُ شَيْءٌ  
 بَلْ عَدِيمٌ الظَّائِرِ وَالْإِمَارِ  
 فِي السَّمَاءِ دَقَّ لَهْلُ مَدَقِهِ  
 وَصَفُهُ شَاعَ بَيْنَ كُلِّ رَجُلٍ  
 مَنْ يُوَدُّ أَنْ يَرَى مَنَاقِبَهُمْ

اور مکتبہ اہل کمال  
لیجے ارباب نظر استدلال  
اور اہل مواظفہ و تذکر  
علم و دین کے مصنفین کثیر  
حافظان حدیث مصطفوی  
عالمان شریعت بنوی  
سیکریہ دین کے اراکین میں  
شری و ملت کے ایک بزرگ  
ان کے ہر طریقے سے ای بکلی  
جو جو عالمان ربانی  
ورثہ الانبیاء و اخیار  
پائے سیرت ایمان و خیار  
ایمانانہاں خلدے ہیں  
نابناں یکھ بھی انبیاء ہیں  
واسطے انہوں رب و جبر  
دین اسلام کو دیا تیسر

فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهِ بِالْإِحْقَالِ

يَسْتَوِ الْيَوْمَ يَكُنْ لَهُ  
مِثْلُ مَا فِيهِ مُتِفَانًا  
كُلُّ مَنْ صَادَفَ الرَّمُوزَ وَمَا  
لَيْسَ يَأْتِي الزَّمَانَ حَتَّى الْيَوْمِ

فَلَا رَيْبَ يُقَالُ لَهُ  
رَوْضَةُ مَاؤُنْهَاسَ لِمَا

# الضَّحَا

گل باغ دین مولوی عبد جی  
زہی گلشن تال بیاراستہ  
چہ فردوس علی چہ جنات عدن  
بستی در آئی ز بوی گلشن  
چوں رضواں جنت تہہ کردوت  
جناب علی انصاری سپاہ  
برنگ شہنشاہ بفضیل اللہ  
برنگ ندر اکو چو گردش نگاہ  
لبیش چو پروا ختی گاہ گاہ  
زہی بخیراں گلستان واہ واہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بہ حمد خدا و لغت رسول  
فقہا اور محدثین کرام  
تذکرہ عالمون کا سے مقبول  
صوفیہ اور محدثین عظام

زمینت ان لیا، دین متیں  
انکی تیغ زباں کرے جو کام  
اور جو نیزہ، مسلم اور کفار  
نیزہ آہنی سے بھی آبیار  
کہ اقامت دلیل و برہانچی  
انکی جو خامہ زباں ہوئی  
انکے ارشاد اور ہدایت سے  
لائے اکیلا بے عدد کفار  
بادشاہاں مطیع ان کے ہوئے  
یوں سلاطین کو زیر فرما لے  
اور ایسے کئے ہیں تصنیفات  
کوئی ایسا ہو ہے ان سے خفیر  
ہو گئے یخیزار جلد گلاں  
کوئی ایسا ہوا، عالی جاہ  
ہو انیس اس کے جلد ضخیم  
اسکا جیلان وطن صلی ہے  
کوئی ایسا ہوا بلند نصیب  
جلد کوئی کتاب کے ہفتاد  
پیں و مبیوط جامعیں ویر  
انکو کھا وہ میٹھو اے زمین  
جو ہٹا کر و فردا کرم کا

انہی حکم پہنچی، شروع میں  
تیغ برائے نکر سکے وہ کام  
کمرے ہنگامہ بر صفا اعدا  
کام و لیا نہو کے زیندار  
اور تردید کفر و طغیاں کی  
کہاں وہ تیغ اور سناں ہوئی  
انکی تکمیل اور کرامت سے  
ہوئے کامل بھی ناقصان لیا  
عجز کے اپنے نحریدہ کئے  
کئے برادین کے جہنڈے  
جسکے باقی میں حشر تک برکت  
کہ وہ قرآن کی جب لکھا تفسیر  
ابن شاہیں ہو گرامی شہ  
کہ لکھا جب وہ شرح اللہ  
نام اسکا رکھا ہو کہ رفیم  
نام عبد الحکریم حبیلی ہے  
کہ وہ ایسے لکھا ہی پایا کنا  
اور کسکی میں جلد نامشدا  
اور زیادات ای کو محض  
ہے امام محمد ابن حسن  
جو شیخہ امام اعظم کا

[illegible]

۱۳۴۲  
 مکرر رحمت الہیہ کا ذکر ہے جا  
 ذکر میں اس کے آثار و آثار  
 و کلمات و کلمات و کلمات  
 خاص بعضے بعضے بعضے  
 حال و قیل القائل اور علم و کمال  
 جو کہ امت میں ہیں بہر حال  
 جتنا دانی نہ تھے نام و نشان  
 تا جو ہی ہستی کو ان کی  
 طالبان علوم دین میں  
 بالضرورت پڑا کہ ان کی  
 رات اور دن سنائیں کہ  
 آیا وہ ہوا و ہوا و ہوا  
 اور حاصل ہوا و ہوا و ہوا  
 جن کے ہونے کے علم کے علم  
 کیسے پہنچے مشیت وافر

بوحیثہ و ایک اکمل  
 ہوے ایسے یہ چار عالمیہاں  
 سب کمالات باطن و ظاہر  
 تھے ظہور و بطون کے جامع  
 اہل ظاہر و اہل باطن سب  
 کی فقیہ و محدث و صوفی  
 بلکہ اقارب و اولیائے کرام  
 الغرض سب یہ اہل علم و کمال  
 کے سب ہادیاں ہیں اس کے  
 گرچہ ہر ایک کی ایک ہی طریق  
 لینے وہ قرب معرفت حق کی  
 قول اور فعل اور عبادت میں  
 پیروی کا نبی کے یکے شرف  
 کرنا حاصل نجات کا ساہا  
 اہل فقہ و حدیث اور تفسیر  
 صوفیہ سب اہل کشف و شہود  
 اکے دین محمدی سب کا  
 پس یقین ہر طریق و ہر مذہب  
 جس کو سادہ محمدی ہیں جان  
 ان میں جس کی توراہ لیو گیا  
 جبکہ میں و خواص خیر انم

شافعی اور احمد حنبل  
 ساری امت پر چھا ہے احسا  
 جمع تھے صحت میں فاضل  
 ان کا انوار فضل تھے لاج  
 تھے یقین جس کے تابع مذہب  
 اور تکلم و مفسر بھی  
 ہر مذہب میں جگہ با اکرام  
 علماء صوفیہ ذوی الاجال  
 اور مظاہر میں سب ہدایت کے  
 ایک مرحلہ ہے سب کا ایک تحقیق  
 اور خوشنودی یا رب مطلق کی  
 عادت و خلق اور تیر میں  
 پہنچنا اور گہ خدا کی طرف  
 یہی مقصد ہے سب کا سر و میل  
 اور متکلمین با تو قیہ  
 ان کا سب اصل ہے یہی مقصود  
 ہر طریق اور مذاہب ان کے حید  
 تھے دین محمدی ہی سب  
 دین اس کے مہندی ہیں جان  
 اصل مقصود کو نہ کھو دیکھا  
 ناہان رسول عرب و عجم



بلکہ گھر بار اپنا چھوڑ گئے ہیں  
 اور گئے ہیں جو گو سفر بیدار  
 کم سنی میں ہی اپنے وکیل  
 اور اس علم کے ہی دولت سے  
 کہ کوئی خلق کا امام ہوا  
 کوئی بیٹھا بہ کرسی تذکیر  
 اور کوئی بیٹھ کر صبر و قضا  
 بیٹھ کر کوئی بہ سدا فتا  
 اور ہوا کوئی استاد کبیر  
 ایک عالم گئے ہیں اسپہ ہجوم  
 اور کوئی از جماعت علی  
 کیا خواص و عوام پر و خواں  
 اس کے اتباع کو نہیں تہ شمار  
 اور ہوا کوئی عارف باللہ  
 صاحب علم و فہم و کشف و کمال  
 شوکت گئی ہے جسکو عرفاں میں  
 اس کے ارشاد اور ہدایت سے  
 طالب خدا الفوف و لکوک  
 جو ہیں اس رک منزل و مقام  
 ان نیرگوں کوئی ایسا تھا  
 ہوا غوث و قطب کوئی نابار

رشتہ حب وطن کا توڑ ہیں  
 جو پھر ہے یہاں بہت شہر دیدار  
 کس قدر علم کی کئی تحصیل  
 پائے کیسے بلند درجے  
 مزاج کل خاص و عام ہوا  
 فیض اسکا سولہ عالمگیر  
 بسکہ فرماں روا خلق ہوا  
 کیا جاری جہاں میں فتویٰ  
 جس کی آفاق میں ہوئی شہیر  
 پڑھتے انواع کے میں سار علم  
 رتبہ اجتہاد کو پہنچا  
 تابع مذہب اس کے ہیں یہاں  
 پر ہیں ان سے بلاد اور اقصا  
 ہادی و مرشد خدا آگہ  
 صاحب حال و قال با اجلال  
 اور روبرو شہود و جدائیں  
 برصیت اور فیض صحبت سے  
 کر رہے ہیں رہ خدا کا سیک  
 کر رہے ہیں وہ طے انون کو تمام  
 پایا رتبہ یقین ولایت کا  
 اور کوئی ہوا ہی قطب بلاد

فیض حق اس کے پاس ہے  
 پہنچا ہے یقین جابجوا سبھی  
 انھیں میں علم سے برکات  
 حسن عمل کے ہیں عزت  
 اور اس کے بیجا حالات  
 عالموں کے ترقی درجات  
 اور ان کے ترقی درجات  
 دیکھیں اور غور فکر سے چوں  
 علم اور عالموں کی قدر کریں  
 عالم کو خدا نے عزت و شرف  
 جو دیا ہے وہ خسرو و خجواں  
 بادشاہان بھی اس کے انکے پاس  
 پائے ہیں عزت و شرف و شرف  
 عالموں کی یہ جاہ و عزت و شرف  
 اور ایسے وفار کا ساں  
 بسکہ کہتے ہیں یہ بھی دنیا میں  
 کہ ہیں تہذیب اس عقیقی میں

میں غمزدار ہوئے دیں ایک  
 جو غمزدار نہ ہو نہ ہاتھ آوے  
 گرجہ دینا بھی ہاتھ آوے  
 ایک پیر نہ ساتھ نہ آوے  
 ال دولت نہائی فانی ہے  
 نہ بھی اس کو جاودانی ہے  
 ال اکشہ ہر پھوڑ بیانی  
 شے نہیں ساتھ وہ بیانی  
 علم بیشک ہے نعمت بانی  
 ساتھ بیانی دولت بانی  
 نعمت علم ہے بڑی نعمت  
 اس کو پہنچنے نہ دولت و نعمت  
 جتنا آواز میں کوئی تحریر  
 دیکھ کر اس سے ہوئے عبرت گیر  
 بیرونی ان کی کہ بے علم و عمل  
 ہاتھ آوے نیک کیا پس

خون اطہر جو ہے شہید و شہدا  
 تو لے جاوینگے جبکہ یہ سر دو  
 حلاوت میں جب آویں گے  
 ہوا لوف و لکوک انھا شہدا  
 انکی اس روز ایسی عزت و ثناء  
 ساتھ حضرت کے خلائق آویں  
 کہ نہایت طول حبیبی  
 حق کا دیدار سب سے بہتر  
 دین کے جوں عالم و عالی  
 الغرض علم و عالم کی جاہ  
 اس ہینگے مراد و علم  
 خستہ حق ہوا و نکو شام بچا  
 پس تو اب علم دین کا طالع  
 علم کسب معاش میں شہار  
 طمع دنیا کے واسطے حاشا  
 غم و مینا فخر کہ میرودہ است  
 کہیں شیطاں جو، عدوتیر  
 کہ تو راہ حرص و طمع پڑی  
 طمع کا یہ خیال خام ہے جان  
 کیا نہیں دیکھتا تو اسے شہار  
 پر ہیں فکر معاش میں حیرا

اور سیاہی بھی عالم کی بجا  
 عالموں کی سیاہی بھاری  
 ساتھ چوں ان کے تابعاں گئے  
 پیچھے حضرت کے سب ہیں بقا  
 دیکھ کر خلق ہو وینگے حیراں  
 اور وہاں ایسی نعمتیں پاویں  
 اس کی کفایت ہو سکے نہ یہاں  
 کہ طے خاک کو نکوشم و عمر  
 و یقین خاک کو نہیں میں داخل  
 دیکھ ثابت، کسی عند اللہ  
 عالم دیں نہ عالم دنیا  
 پیر و سنت رسول اللہ  
 اس کی تحصیل کسی راغب ہو  
 عمر خدایہ نہ اپنی کر زہار  
 پڑھ نہ زہار علم دنیا کا  
 بچکس درجہاں نیا سودا  
 دیکھ تجھ کو فریب دیو بچا  
 غیر اسلامیاں علم پڑھے  
 یہ بھی شیطاں کا ایک دم ہے جان  
 لوگ! میں جا بجا بسیا  
 سیم و زر کی تلاش میں حیرا

ان احوال پڑھنے سننے سے  
 ہو کہ تحصیل علم کی ترغیب  
 تذکرہ جو ہے اولیاء کا اے یار  
 صاف ہندیں ترجمہ اس کا  
 جس کو پڑھنے سے اور سننے سے  
 اور ترغیب و عبادت کی  
 علمائے یہ تذکرے سے بھی  
 اولیاء کا وہ تذکرہ ہے سہمی  
 تذکرہ وہ تو عارفین کا ہے  
 پس سعادت کے ہیں دو گلزار  
 سیر انکا تو پس سدا کیجے  
 کہ صلاح و سعادت دارین  
 یا الہی تری عنایت سے  
 رکھے یہ ہر دو چین کو تازہ تر  
 دیکھے ہر امر میں مجھے اخلاص  
 اسکو اپنے کرم سے کہ مقبول  
 خاتمہ کرم اس شہادت یر  
 اب یہاں سے کروں اوم ساز

بچوں ایسے چمن کے چمن سے  
 بس ہے یہ بات تجربے کے قریب  
 جسکا جامع ہے شیخ دین معارف  
 دیکھو نظم سلیس میں نے لکھا  
 ولین خوف خدا بہت آوے  
 زندہ و تقویٰ کی اور ریاضت کی  
 رغبت علم اور عمل ہو بڑی  
 علمائے کا ہے تذکرہ یہ بھی  
 تذکرہ یہ محدثین کا ہے  
 فیض کے دو چمن ہیں تازہ ہار  
 فیض کے ان سے گل لیا کیجے  
 ہو و حاصل سمجھ تجھے بے مین  
 اور تیرے نبی کی حرمت سے  
 اٹھو رکھ فیض بخش تا محشر  
 جمع کرنے میں اس کتاب کے خار  
 اطف سے دے مل تو ہر مامل  
 بحمد و آلہ الاطہر کہ  
 ذکر کبرائے صالحین آغا

ذکر ان محدثین زمانہ خیر القرون کا جو علم حدیث میں اعلیٰ درجہ کو  
 پہنچے محمد مسلم الاجتہاد ہو اور درجہ اجتہاد مطلق کو پہنچے  
 تذکرہ امام اعظم کہ اول و اکمل ائمہ محدثین مجتہدین است

مؤلفہ و حدیث غیر انام  
 مجاہد تہجد و ذوالاکرام  
 فوہم سراب غیر انام  
 مقتدا و حق اعظم  
 پو حنیفہ امام اعظم ہے  
 ہکا نعمان نام اکرم ہے  
 علوم و کمال و عقل و دکا  
 و عبادات و خلق و دوا  
 سب کلمات میں یگانہ تھا  
 شہر و واحد زمانہ تھا  
 مادر روزگار اسے دلند  
 انہیں ایسا یاقین جی قرین  
 لیجئے بعد اس کے پرستار  
 فردوس راہیں ہو پیدا  
 پس وی افضل الایمہ  
 اول و اکمل الایمہ ہے



ماوراءالنہر و روم میں سب  
دوسرے ملکوں میں قسطنطینہ سبھی  
علماء اور اولیائے کثیر

ہند میں بھی ایسیکا مذہب  
وہ بھی اور دوسرے مذہب بھی  
ہو کہ مذہب میں اسکے باتشیر

مسند امام اعظم رحمہ اللہ

لکھا اس طرح صاحب بستان  
کہ موطا امام مالک کی  
ہنیں اس کے سوا کتاب کوئی  
مسندیں دوسرا ائمہ کے  
ان اماموں نے خود ہی آؤ نشان  
بلکہ بعد ان کے عالموں دوسرے  
رکھے یوں نام اسکا و زینا  
لیکے مسند امام اعظم کی  
کیا تالیف اسکی خوارزمی  
جبکہ ہجرت سے ششصد و پچاس  
تب وہ مسند کو پہرے روح دیا  
اور سافید جو حسیفہ کے  
ہیں وہ چودہ عدد تلک ہمام  
اپنی مسندیں انکو سب لایا  
جو حقیقہ کے جو ہیں مرویات  
اور آگے بھی اسکے جانو تم  
جمع یونہی کئے تھے اسے امجد

شاہ عبد العزیز قطب ماں  
جو کتاب ایک مکتبہ پر مبنی  
خاص کوئی امام سے ہوگی  
اب جو مشہور خلق میں بیٹے  
جمع انکو نہیں کئے میں جاں  
ہیں روایات انکے جمع کئے  
کہ یہ مسند امام کی ہے فلاں  
اب جو مشہور خلق میں بیٹے  
بوالموید محمد نامی  
اور تھے چار سال اس پر آیا  
دیوے اسکی جزائے خیر خدا  
آگے اس کے لکھے تھے جو دوسرے  
بلکہ مولہ عدد تلک میں تمام  
بلکہ اس طرح سے ہی رقم کیا  
ہنیں چھوڑا ہوں اس کوئی بات  
مسندیں اس امام کے مردم  
لیکے مشہور اب ہیں دوسرے

۱۳۹

پہلی مسند ہی ہے خوش ہلو  
کہ محمد جو بیٹے بن یعقوب  
عالم حافظ حدیث و ترا  
شش سے اسکو جمع کیا  
اور وہ مسند ہے دوسری بن  
شیخ بن حافظ حدیث و ترا  
بن محمد بن عسکری بن  
تینوں مسندیں مشہور ہیں بجا  
احوال امام مالک  
دوسرے امام مالک  
علم کا مالک امام مالک  
اس اسکا وال امجد  
اور اس کے جانو اسکا  
اس کے اجڑیں ہے پو عام  
تخانی کا صحابی فاضل

ایک دن یوں ہوا کہ امام کا مکتب  
سخت ترانی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے  
شہر میں ایک ایسا آدمی تھا جو  
گوہ دینا پسند کرتا تھا وہ اس کا  
افسوس تھا کہ یہ آدمی قذوف  
ایسا برا آدمی تھا کہ ہر جگہ  
یہ بڑا سخت زشت آدمی تھا  
اس سے تو تو نکل کر دیکھنا  
ابن مسعود ایک نیک شخص تھا  
جو کہ تھا اذنا کا برا صاحب  
تھا دینے میں اگر مکان کا  
مالک سے کہے مکان میں رہتا تھا  
اور قذر ملک بنوئی  
کہتے ہیں دائرہ نشہ  
اس مقام مکان میں تھی  
مقام قذوف بیٹھتے تھے

س تھا نو پڑھا جانے لگا  
مات حمل اس کے تھے دو سال  
اپنی لڑکائی سے بھی تھا وہ سدا  
ابتدا میں وہ بیٹا تھا جب  
سایہ وہ اپنے گھر کا ٹروا تا  
تھوڑے عرصہ کے بعد زان  
لگے ہونے بہت فتوح عظیم  
اور لڑکائی میں ہی اس کو خدا  
جب ہوئی عمر اس کی سال  
بیٹھ کر وہ مسند تسلیم  
ایک زن تب زعمہ عورت  
غسل میت کو دینے والی ہو تھی  
جب پڑا اس کے شرنگاہ یہ بات  
کیا نہ انا کہ شرنگاہ یہ کتنی  
وہیں چسپاں ہوئے اس کا ہاتھ  
گوچر چھڑونا چاہتے ہیں بسیار  
انہر کار لا اسلاب ہوئے  
اس لئے یوں لگا ہے ہا اسکا  
وہ ہمیشہ آوا سکوت ہا  
سب شہرت امام مالک کی  
اور اس پر خدا کی شان کبیر

ہوا پیدا امام مالک تب  
بعض سال بھی لکھے تھے  
طلب علم میں حصری بڑا  
ایک گھر کے سوانہ تھا کچھ تب  
اسکو چو کے خرچ میں لاتا  
اس پر روانہ قفل کا کھولا  
مدینہ آنے لگا بہت زر و سیم  
حافظہ بھی بڑا کیا ہے عطا  
تب بالطف قادر تعال  
درس دینے لگا بلطف عظیم  
ناگہاں در مدینہ پائی حیات  
انکر اس کو نسل دینے لگی  
حق میں اس کے کچھ یہ بدایت  
آہ یہ بات اس نے کہتے ہی  
سیر اس کے شرنگاہ کے ساتھ  
لیک چھوٹا نہیں ہے در زمانہ  
علماء کے طرف رجوع کرتے  
اس پر قذوف کریں اجرا  
وہیں ہاتھ اسکا چھٹ گیا اس  
جا بجا خلق میں ہوئی بڑی  
خلق کے دل میں ہو گئی جاگیر



در کتاب فوائد قدسی  
میں نے لکھا ہوں دیکھو اچھا حال  
الغرض وہ امام عالی شان  
علم میں تھا نگاہ دوراں  
بولتا ہے حدیث ایک ہزار  
میں لکھا اپنے بات کو بیکار  
بلکہ اوقات خاص الگ  
ساتھ مصروف علم میں ہی تھے  
اور اکثر اکابر علم میں ہی تھے  
اسکے شاگرد تھے بہت فقیہ  
تھے اور بیکار نہ تھے  
دن ملت تھا رہتیلوں  
اور بہت سے تلامذہ  
انہی توفیق جہی سے علماء  
اور بلاشبہ اس کی شاگردی  
کے شاگرد تھے اور ان کی غی  
اس

اور کہتے ہیں وہ امام بہام  
شہر مشہور ایک ہے اعلان  
کپڑے اس شہر کے انیک شہار  
اور خراسان و مصر کے کپڑے  
پہنا کرتا تھا وہ صفایا مظہر  
انتہا اوقات وہ صبح و سنا  
ذکر کرتا تھا پھر حدیث نبوی  
اور بھی کہتا تھا وہ جلیل الذات  
کہ خدا دیوے از رہ سنت  
اور اس نعمت خدا کا اثر  
کیونکہ کتمان نعمت ممان

پہنا خوش لباس ہی بدوام  
شہر واقع ہے وہ ملک بمن  
بیش قیمت نفیس تھے بسیار  
قسم اعلا سے جو کہ ہوتے تھے  
اسکا پوشاک تھا سپید اکثر  
عطر پوشاک کو لگاتا تھا  
اس تعظیم اسکی تھی مرعی  
کہ نہ کتاب دوست میں یہ بات  
کسی بند کو لغت و ثروت  
نہو اظہار حق کے نیند کو سر  
ہو کہ کفر ان نعمت آذین

### فائدہ

سلف صالحین کا حال اچھا  
پہنتے تھے کوئی نفیس لباس  
انکے ہر دو طریق بھی تھے نیک  
پہنتے تھے جو غار و پوشاک  
کریں اظہار نعمت مولانا  
اور جو کوئی لباس کم قیمت  
کہ تواضع کا اپنے ہو و شہار  
پس برکت نبوی مصطفیٰ جا  
بسطے اس بیانی تفصیل

اندریں باب مختلف ہے پچکان  
اور آدوں کوئی بلا و سواس  
ان ہر ایک کی نیک نیت و یک  
تھی ہی انکی پس کہ نیت پاک  
تا داد ہو کہ شکر نعمت کا  
پہنتے تھے یہ انکی تھی نیت  
اور شہرت نہ اپنی ہو زہار  
اجر ہر ایک کو نفیس ہے جاں  
اور ہر ایک طایفے کی دلیل



اس زمانے کے اولیاء و پیشاں  
 اوچے اس امام نے اکثر شریف  
 علمائے دینہ بھی اکثر  
 لکے کر نیکو خود بھی تالیفات  
 کر کے کیوں ایسے امر میں غفلت  
 دیکھا نسخوں کو سب وہ منگو کر  
 کہ ہے نزدیک جان لیو یوں گے  
 پس کتب سے انہوں کے اذیتاں  
 ہاں کتب کا کتب میں ہی نیک  
 اور موطا امام مالک کی  
 اس صحت میں کہتے ہیں آذ کی  
 علمائے کبار کی بصواب  
 اور مقرر قبولیت کی نشاں  
 اور موطا امام مالک سے  
 سند اس کے ہیں جو اخیر  
 اہل فقہ و حدیث اور اصرا  
 بر طریق تبرک اسے راشد

ترزیاں اسکی مدح میں جہاں  
 کی موطا کی ابتدا تصنیف  
 طرز پر اس امام کے نو شتر  
 لوگ مالک سے کتب ہدایت  
 دوسرے کو بھی جن میں سے شرکت  
 کہا اس طرح پھر وہ نیک سیر  
 کو لے لیا تھا اعلیٰ خدا کے لئے  
 نہیں پیدا کسی کا نام و نشاں  
 بن ابی ذبیب کی موطا ایک  
 دیکھ مخدوم ہے جہاں میں بھی  
 کہ وہ امام ہے بخاری کی مسلم کی  
 ماہیہ اجتہاد ہے وہ کتاب  
 ہو کہ بر قدر حسن نیت جہاں  
 جہاں وہ مشہور قوت میں اس کے  
 سے قریب ہزار انکا شمار  
 صوفیہ نامدار اور خلفاء  
 لکے اس باصفائے اسکی سند

### حکایت

کہ تھا مالک کے پاس میں یکبار  
 کیا ہے مخلوق یا نہیں قرار  
 ہے یہ زندیق اسکو مار دہم

یہی جان خلف کہا اسے بار  
 بوجھ ایک شخص کے اذیتاں  
 کہا مالک یہ سن کے ایمر دم

۱۲۴  
 اس شئی کے کام سے جو  
 ہو چکے سخت شریکے قسطن  
 اس امام زمان کے بعد اسکا  
 سخت فتنہ بڑا ہوا بر پا  
 اس سخت بہت سے مقتول  
 اپنے چھٹ خدائی ہو و زول  
 اور کراہت ابن عبد اللہ  
 اچان مالک خدایا گواہ  
 بیٹھا تھا میں ہی پاس اس کے  
 شخص خاص  
 چھپا لیکن شہوت مول  
 علی العن میں خود پایا  
 مصحف پر میں کیا کرتا ہے  
 اس میں میں کیا کرتا ہے  
 عیش پسند تو کیا ہے  
 عیش پسند تو کیا ہے  
 کہ اپنے جب یہ سوال  
 کہ مالک بہت ملوں ہو

۱۲۶  
 تیسرا حصہ  
 اس کی تفسیر میں  
 کہ بلاشبہ یہ علم  
 اس کے مالک کی غیور  
 پوچھا اس کے درمیان  
 اور جو کچھ اس میں  
 یہ اس کے لئے  
 بولتا ہے جو علم کا  
 پایا میں شاہدین کا  
 اور کہا مختلف میں  
 لیکن وہ ایک ہی میں  
 کون کا علم ہو گا  
 تیسرا حصہ  
 اس کے لئے  
 اس کے لئے  
 اس کے لئے

اور کرنے کا نظر بہ زمین  
 عرق اسکی حسین پر آیا

الاستواء معلومہ کیف مجهول والایمان  
 بہ واجب والسوال عنه بدعة۔

پس کیا حکم مالک کا حاضر  
 کیونکہ یہ بدعتی ہے اور نگراہ  
 حلیۃ الاولیاء میں آکر م  
 سہلی بن مزاحم صاحب  
 بولتا ہے کہ میں بعالم خواب  
 اور کیا عرض یا رسول خدا  
 دین کے گراموں میں گاہے  
 کریں تحقیق اسکی کس سے ہم  
 کہ جس امر میں مشکل ہو  
 اور اس کی کتاب میں لکھا  
 بولتا ہے کہ خواب میں اکابر  
 بیٹھے مسجد میں وہ شاہ جہاں  
 اور مالک امام ذوالاکرام  
 اور حضرت کے روبرو آجہاں  
 قبضہ قبضہ وہ اس سے لیتے تھے

دیر تک فکر میں رہا ہے خیریں  
 بعد ازاں اس طرح سے فرمایا

الاستواء معلومہ کیف مجهول والایمان  
 بہ واجب والسوال عنه بدعة۔

اسکو مجلس سے اب کرو باہر  
 پوچھا یہ بات جو معاذ اللہ  
 اصفہانی نے یوں کیا ہے رقم  
 مروی تھا وہ جو بڑا سادہ  
 دیکھا ایک روز مصطفیٰ کا جناب  
 آپ کا عصر یا کب جب گزرا  
 ہکو خاطر میں شبہ و شک و  
 کئے ارشاد تب وہ شاہ احمد  
 مالک بن انس سے چاہو چھو  
 ابو عبد اللہ اکبر گاہے تھا  
 پایا میں رویت شہ ابرار  
 اوہ میں اطراف آپ کے لوگ  
 روبرو آپ کے کیا ہے قیام  
 مشک تہوڑا دھڑکوا تھا وہاں  
 مالک با صفا کو دیتے تھے

یعنے وارث ہے میرے علم کا وہ یہی اس کی مراد ہے سمجھو

## رحلت

وہ اہم ہمارے جی ابی یار  
لوگ خدمت میں آسکے آتے تھے  
علماء دوسرے بھی شہروں کے  
یہ خیر سن و دار کے خاطر  
شیخ بچھی جو تھانیں بھیجے  
بولتا ہے کہ میں حساب کیا  
لگے کرنے دواع جب و آہ  
جا کے ہم سب ہمیشہ اہم  
اور تب بات ہم یہ جیتے تھے  
کھول آنکھیں لیں میں دیکھا

مرحس موت کے ہوا بیمار  
اور وصایا اس کے جانتے تھے  
تب ملاقات کو جو آئے تھے  
سو اس کے جناب میں حاضر  
ایک شاگرد اس معظّم کا  
انکسوس تک تھے سب علماء  
ان بزرگوں کے میں بھی تھا ہمارے  
لگے کرنے ادب اس کو سلام  
تا ہمیں دیکھے کچھ اور فرمائے  
اور یہ فقرہ زبان پر لایا

الحمد لله الذي هو اطلعك وابكي وامات واحي

پھر کہا اب قصدا سے پہنچی آ  
بات یہ سن کے ہم قریب پہنچے  
کیا ہے کہہ حال تیرے باطن کا  
اب ہے حاصل مجھے کرو معلوم  
اور پیغمبر و نکی نزد خدا  
اور استیسا سے بھی ہوں خوشحال  
فضل سے حق کے علم پڑنے ہیں  
اور اب دیکھتا ہوں غیر قصود

اور نزدیک ہے لقائے خدا  
اور اس طرح سے میں عرض کئے  
کہا خوشحال ہو نہیں شکر خدا  
صحبت اولیائے اہل علوم  
ان سے بہتر نہیں کوئی عاشق  
کہ یقین میرے عمر کے سوال  
ہو مصروف اور پڑنے میں  
بالیقین اپنی سعی کو مشکور

۱۲۵  
کہو بیک علم غریب  
فرض ہر پیرا ہے جو علم  
یا پیغمبر کہ سراسر علم  
جو کہ سنون ہمچہ علم  
جو کہ شریف پیر علم  
از زبان شریف پیر  
وہ سچے ہیں بغیر  
سب سچے ہیں سچے اسکا  
اور اجڑا بولنے سچا  
اوسے پیغمبر خدا نماز  
جسے ہم جہاد و حج و نماز  
اور ان سے ثواب کا انداز  
غیر علم حلیت پیغمبر  
نہیں ممکن ہے کہ بھائی  
پس یہ علم حلیت کی  
گو یا میث ہے نبوت  
جو یہ دو علم عقیقات  
ادبیات اور ریاضیات  
نہ

پنکھ کی مقدار میں بھی  
 کوئے اک مروت میں ہے کوئی  
 اور میں ناز فکر کوئے کشید  
 اس کو بتلاؤں دلائی و توفیق  
 تاکہ تو اس کے پن کی صلا  
 پاؤں داریں میں وہ فزوق  
 رابطہ راست اسکا جو بے یمن  
 حق تعالیٰ کے اور اس کے کسین  
 بات یہ میری اس ادب  
 ہے یعنی سوچا کہ میری  
 کیا کیجئے امام مالک کا  
 تصانیف ہی آخری کلام جا  
 احوال امام شافعی  
 تیسرا وارث علوم نبی  
 شافعی ہے امام مطلق

نہ علاقہ رکھیں نبوت سے  
 بخلاف ان علوم کے دریا  
 انبیاء کے بیان سوا آیار  
 پس یہ علم شریف کے بدوام  
 اک کرامت بھی ان کا عجیب  
 انبیاء کے یقین کرامت کا  
 کہ اس کا یقین سوا حق کے  
 پھر کہا یہ حدیث اب سنے  
 اب تلک اس حدیث اقدس کی  
 کہا جب سے ربیعہ اکرم  
 گر کسی سے نماز میں ہو خطا  
 اور پوچھے مگر سے آوہ سلیم  
 یعنی اس کے فرائض مستعمل  
 اور نشان دہن ثواب اس کے  
 کہ جب دیوے ساری دنیا  
 اور قسم ہے خداے واحد کی  
 یا روایت میں کوئی حدیث ہو  
 فکر میں سے ہی نہ آوے خواب  
 پوچھوں پس چاکہ کوئی عالم  
 اور بہتر ہے پاس میری ہاں  
 اور کہا میں سننا زبیر شہاب

میں وہ خارج نبی کی دعوت  
 یعنی علم ثواب و علم عقاب  
 وہ نہ حاصل کسی کو ہوں زینا  
 جو میں خدام واجب الاکرام  
 فضل سے ہے خدا کے انجیض  
 ہے سفینہ ثواب کا کبھی بجا  
 رہیں زینار کوئی جان کے  
 نقل کرتا ہوں میں ربیعہ سے  
 نہ روایت کیا تھا میں نے کبھی  
 حق تعالیٰ کی ذات کی قسم  
 اور بجائے کہیوں کر سے وادو  
 اور کرو میں نماز کی تعلیم  
 اور آداب اس کے بتلاؤں  
 تو یہ بہتر ہے اس پاس میری  
 صرف کردوں اسے بلکہ خدا  
 علم کے مسئلہ میں شبہ کوئی  
 گذرے خاطر میں میری لوگو  
 اور رہوں تا صبح درپ و تاب  
 اور وہ میرے رفیع شبہ کرد  
 حج مقبول ایک سو سے جا  
 کہنا تھا بارہا وہ نمیک لصاب

کہ محمد ہے نام پاک اس کا  
 سن سحری تھا یکھد پنجاہ  
 عالم حل میں ہے ماں اس کی  
 مشتری ساستارہ رخشاں  
 مصر میں جا پڑا وہ سے تبھی  
 اور برخواست خدا نے کریم  
 عمر دو سال اس کی تھی کہ اسے  
 عمر تھی سات سال اس کی جب  
 عمر دس سالگی میں حفظ ہوئی  
 اور اس وقت مسلم خاندان  
 شافعی اس سے علم فقہ پڑھا  
 اپنے قبل بولغ وہ بخت  
 اس کے منہ میں لعاب پاک اپنا  
 بارگاہ اس کو فرمائے  
 حفظ و علم حدیث بھی اس کا  
 اور واجب وہ پانزدہ سالہ  
 پس مدینہ گیا بلا وسواس  
 وہ کہا جب میں اس کے پاس گیا  
 ایک ساعت تک وہ پاک سیر  
 حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے  
 پوچھا میرے کیا ہے تیرا نام

ابو عبد اللہ کنیت والا  
 ہوا میدانی میں وہ آگاہ  
 کہتے میں خواب اس طرح پڑی  
 باہر اس کے شکم سے پوچھیں  
 روشنی اس کی ہر بلد میں تھی  
 حال طفلی میں وہ ہوا یتیم  
 جد و مادر بہ مکہ لے آئے  
 ختم قرآن وہ کیا ہے تب  
 سب موطا امام مالک کی  
 جو تھانے کا مفتی مجید  
 ہوا فی الوقت فقہ میں بکتاب  
 خواب میں پایا مصطفیٰ کا لقا  
 ڈلے حضرت وہ اسکو چوس لیا  
 نہ خطا اس سے پھر ہوئی تھی  
 اسی برکات ہی پر رہنے لگا  
 اذن فتوے اسے دئے علما  
 راجا کر ام مالک پاس  
 جبکہ مالک مراد کلام سنا  
 خوب سیر طرف کیا ہے نظر  
 اک فرست بڑی دیا تھا او  
 میں محمد کہا ہے میرا نام

۱۲۷  
 کتاب کجا جلودہ و محفوظ  
 کہ تو منہ پر کر خدائے دور  
 امت احمدی میں رہ کر  
 شجود و یگانہ گاہ میں  
 پس راسخ سی کی حد میں  
 پس راسخ صحبت میں  
 ایک دم فیوض شیطانی  
 علم جو اس کے سر تحصیل  
 فضل سے حق کے سبب  
 پس فریاد جب اس خست کی  
 اس کے تب مجبوریہ صیت کی  
 ارجو کہ بیرون میں رہ کر  
 نور و الہی کے لطف میں  
 کہ موت غلبت گزشتہ سے بجا  
 کہ آج گزشتہ سے بجا  
 پس ہر شافعی نور و الہی  
 پس ہر شافعی نور و الہی  
 پس ہر شافعی نور و الہی  
 پس ہر شافعی نور و الہی

نظر کیا اسے شہید شامی کو فہم  
 چکا چھوٹا لکھنا تھا اپنی کتاب کے مقابلے میں  
 وہ نہ لکھتا تھا شامی نے بھی شامی کو فہم پر  
 مجھلا یا نہ لکھتا تھا وہ فہم پر نہ لکھتا تھا  
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

## احوال امام

اور جو کتاب ہے وہ امام اجل  
 احمد بن محمد حنبلی  
 ابو عبد اللہ کنیت والا  
 اپنے عذبان کو نسب اسکا  
 ایک سو ساٹھ پر چار ہونے  
 جبکہ گزریں زجرت اور  
 متولد ہوا وہ در بغداد  
 پایا یا بغداد اس سے قر زیاد

پایا

ہو حفظ حدیث میں بکیت  
 معلوم کتاب اور سنت  
 درجہ اجتناب کو پہنچا  
 پس گیا شافعی سے بغاوت  
 علما والے اس پر جمع ہوئے  
 اور کتاب قدیم اپنی وہیں  
 بعد مکہ طرف گیا اسے یار  
 پس گیا شافعی مصر و قبول  
 اور کتاب جدید کی تصنیف  
 کتب اس کے اصول دین میں ہا  
 اور مقرر فروع میں رکھ یاد  
 اور کہا ہے محمد ابن حسن  
 جو ہے اوسط ابو حنیفہ کی  
 یک شب روز میں وہ حفظ کیا  
 کہتے ہیں شافعی کے پاک و فاضل  
 فیض بخش علوم تھا بہ نہار  
 اور فضائل میں اس کے رکھے یاد  
 حجة یاد دلح رجب کی کھٹی  
 مصر میں شافعی نے حلت کی  
 زامیں اسے یا نہیں برکت

اور یونہی حدیث بے ہمتا  
 لے گیا تھا یہاں تلک سمقت  
 مجتہد مستقل ہوا وہ بجا  
 اور باوس برس وہاں دلشاد  
 اور اس سے حدیث و فقہ لے  
 کیا تصنیف وہ نکو آئیں  
 اور بغداد آیا دوسرے بار  
 ہوا شریعت میں مشغول  
 مصر میں ہی کیا بطر لطیف  
 ہنگامے چودہ مجلد اسے دلشاد  
 و سے عدد میں ہی ایک سو سے زیاد  
 مدح میں شافعی کے ہی ہون  
 شافعی مستعار مجتہد علی  
 حافظہ اسکا تھا قوی البیاض  
 اس طرح صرف تو تھے دمر  
 ذکر اور فکر میں شب سہارا  
 بے تیرہ کتاب سے بھی زیاد  
 دوسروں چاروہ سن ہجری  
 عمر چوبیس برس کی کھٹی اسکی  
 حق تو لے لی اس پر حجت

رحمہ بن سلیمان نے کہا کہ میں امام شافعی کے جنازے سے فارغ ہو کر لوٹ آیا تو ہلال شہان

پایا بخدا میں ہی نشو و نما  
 اور وہاں کے شیوخ سے پھر  
 کر چکا وہ امام قرخ کے  
 گیا حرمین اور بن وہ ہام  
 علمائے وہاں کے وہ مقبول  
 یاد تھے اس کو اس قدر اخبار  
 یعنی دس لاکھ تک میں تعداد  
 ابن ہارون اور سفیان سے  
 تھے وہ راوی حدیث نبوی کا  
 مثل شیخین اور ابو داؤد  
 اور بہت سے ائمہ والا  
 اس کی سند خلق میں شہور  
 عصر میں اس کے وہ کتاب سکی  
 کہ زیادہ یقین از میں ہزار  
 اور کہا مفید و کما اس ہزار  
 میں نے سب ان سے انتخاب کیا  
 کہتے ہیں اس کی مجلس پرورد  
 ان میں زینار ذکر دنیا کا  
 اور کیا تھا وہ اختیاری یاد  
 اسکے پیر میں وہ صبر کیا  
 درغ اور احتیاط اور تقویٰ

اور وہیں الکتاب علم کیا  
جب کاع حدیث پیغمبر  
جلد اپنے وطن سے نکلا ہے  
کوفہ اور بصر اور جزیرہ و شام  
کیا حاصل بہت حدیث رسول  
کہ عدد جنکا ہے ہزار ہزار  
جو حدیث اس امام کو تھے یاد  
شافعی اور شیعہ و خویشاں  
اس راوی بہت ہیں علماء  
ابو ذر عہ امام فیض آمود  
بہت اس کی کئی میں طرح و بنا  
مستند عالمون کی ہے پر نور  
جانیو سب کتب میں عمدہ تھی  
جمع اس میں کیا آئے یا ر  
جو کہ حاضر حدیث تھے بہ شمار  
جانیو جمع یہ کتاب کیا  
مجلس آخرت تھی غیر قصود  
جانیو تم کبھی نہ آتا تھا  
فقر کو ہی امام بیل و بہار  
اور کسی سے نہ کوئی چیر لیا  
اور توکل بھی صبر و استقامت

۱۴۹  
جو دنیا تھا وہ کمر سے خدا  
نہو اس کا بیاں فلم سے ادا  
کہ نکالے بس عجیب غریب  
آئے ہیں یہاں سے لیب  
شیخ کو ان کے چاہنے تعلق  
یونہی ہے مختصر قبل  
یوں ہی امام کے حال  
میں یہ جاؤ امام کے ساتھ  
چارش میں لایا ہوا  
سن بھی تھا وہ سنا رہے  
کیا کرت وہ مومن تھے  
جھگڑا درتھا وہ وقت ضعیف  
عصر کے بعد اسکا دفن ہوا  
اسکی بغدادی میں مقیم  
روح اللہ حضرت الامام محمد  
انصاری چار امام ہمام  
ہوئے ایسے محدثین کرام  
درجہ

اس کو منسوب اس کے کرتے  
 پس غیرہ اس کے ہی جان  
 جی کہتے تھے لوگ کی دنیا  
 اور بخاری و ترمذی کا نام  
 تھا بلاشبہ مقتدا و امام  
 علم اس کی کہتے تھے توفیر  
 اور کہتے تھے اس کی ہر چیز  
 وہ جو شیخ الحدیث مسلم تھا  
 جانوت گود تھا بخاری کا  
 جب بخاری کے پاس ڈاکا  
 ادب اس کا بہت بجالاتا  
 یولتا اذن اب جیجے پکے  
 تاکہ دول بس باد تیر  
 اور اس طرح توفیر تھی  
 کہ نہ مانند اس میں دیکھا  
 حق

درجہ اجتہاد کو پہنچے  
 درجہ اجتہاد مطلق سے  
 بعد ان کے کوئی ہوا ایسا  
 کہ میں یہ چار صاحب ہوں  
 ہوئے چار در زمان سلف  
 کہ ہے خیر القرون سلف کا رہا

جَعَلَ الْجَنَّةَ لَهُمْ مَقْشُورًا

مجتہد مستقل و مطلق تھے  
 نہیں علا ہے درجہ کوئی  
 کوئی محدث نہ درجہ پہنچا  
 پہنچے برحق مذاہب ان کے سب  
 نہ سلف کی بزرگی یا خلف  
 و سے حدیث اس کو خیریت کا لکھا

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَآبَدَا

### احوال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مقتدا تھے محدثین نظام  
 ناودال فیوض باری سے  
 اس سبب اسے بخاری نہیں  
 عصر کے وقت روز جمعہ کا تھا  
 بہت مصطفیٰ سے خوشحال  
 حق تعالیٰ کے فضل سے ایسا  
 اور لفظ بخاری باقوتیہ  
 کہ بولف کا اور کتاب کا نام  
 اور محمد بنی نام خاص اس کا  
 اس کے والد کا نام اسمعیل  
 اس کا فرج حدیث جعفر بنی  
 ہاتھ پر پس یہاں جعفری کے  
 تباہیاں والی بخارا تھا

سرائل حدیث خیر نام  
 شیخ و علامہ بخاری ہے  
 کردہ پیدا ہوا بخارا میں  
 گزرے شوال سے تھے دن سولہ  
 صد و نو دایر تھا جو تھا سال  
 ہو اید بخاری ذیشان  
 دیکھے اس قدر یا تشہیر  
 وہی ٹھہرا ہے در خواص علوم  
 ابو عبد اللہ کنیت والا  
 اور پر ایم نام محمد بن اسمعیل  
 وہ جو سی تھا پہلے ہی بھائی  
 وہ مشرف ہوا ہے ایمان سے  
 اور تھا معمول اس زمانہ کا



حق نے جنسا ہو جسے ریت و زین  
 کہا ابن خزمیہ اسے سود  
 و علوم حدیث پیغمبر  
 نہیں ظاہر ہوا بخاری سے  
 اور بعضوں نے اسکی شانیں کہا  
 ایک کیت تھی ہاں برویں  
 اور لکھے ہیں سکی ہی شانیں  
 اور فہم کتاب و سنت میں  
 اور در وقت نظر اسے میں  
 اور تیسرے اصل فرع میں بھی  
 عصر میں اپنے نظیر تھا وہ  
 والد ماجد اسکا اسمعیل  
 تھا جو ابن مبارک والا  
 جو تھے یاراں امام مالک کے  
 مستجاب لدعا تھا وہ دنیا  
 کہ بخاری بحال لڑ کاٹی  
 جو اطباء تھے اس زمانے  
 اس کی مادر بنت توحید لا  
 خواب میں دیکھی اپنے ابراہیم  
 کہے تیرے پسری کی بینائی  
 وہ ترے کثرت دعا کی سبب

امت مصطفیٰ کو رب نے من  
 کہ کہیں زیر آسمان کہو د  
 کوئی دانا تر اور حافظ تر  
 اس نے پایا یہ فضل باری سے  
 حق تولد کے آیتوں سے بجا  
 وہ بخاری کی ذات پاک یقین  
 کہ حدیثوں کے حفظ و الیقا میں  
 ذہن کی جہد اور جود میں  
 قوت اجتہاد میں بھی یقین  
 اور تقویٰ میں زبد و بیاض میں بھی  
 سبکدلات میں شہیر تھا وہ  
 تھا معظم زراویان جلیل  
 فیض صحبت یہ سچی پایا تھا  
 تھا یہ راوی حدیث کا ان سے  
 اور بخاری کی والدہ بھی جا  
 جبکہ کہو یا تھا اپنی بینائی  
 سر اس سے لا غلاب ہو  
 درگہ حق میں دل سے کی دعا  
 اے میں وہ جلیل رب کریم  
 حق تعالیٰ نے پھر عنایت کی  
 کثرت درد اور بکا کے سبب

۱۵۱  
 پس بخاری صبح کی اشیا  
 حق کے فضل و کرم سے بینا  
 عروس سال بچ وہ اکرم  
 ہو اخط حدیث کا چشم  
 عروسہ میں وہ اپنے  
 عروسہ بن المبارک کے  
 جو کتب تھے سب کے بھی نام  
 اور کتابیں و کواخام  
 کہ کا حفظ وہ کواخام  
 جو کتب اہل اجتہاد کے تھے  
 پس وہ واقف ہوا سب کے  
 پس گیا بہر حج بیت اللہ  
 اپنے دل اور بجائی کے ہمراہ  
 علم اسکی سوئی اشعارہ سال  
 تب وہ از فضل قادر متعال  
 یہاں تصنیف ان نفس کتاب  
 و قضاہ کے تھیں و صحابہ  
 بعد از ان

انھوں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایک دور دورہ کھڑا تھا میں  
 اور دیکھا بلارہا تھا میں  
 دور کرتا تھا کھینچوں کہ  
 وہاں جاگ میں اٹھا ہوا  
 اک جھرت سے جا کیا تھری  
 سنکے اس کے پاس بہ پتھر  
 کذب حضرت نے تو کیا دور  
 لیکن اختیار کا ذہن بہ ضرور  
 کرے مرنے جدا جان کے  
 تو صبح و قوی صدیوں سے  
 پس بتالیف میں کتاب تالیف  
 اثر اس خلیفہ کا ہی تھا ہی  
 اس کی تالیف پس شروع کی  
 جن احادیث صحیح کو نہ لکھا

بعد ازاں درمدینہ انور  
 کیا تالیف اک کتاب بحیر  
 اور لکھا تھا وہ رفیع جناب  
 اور صحیح بخاری بھی اسے شرف  
 جو حدیث صحیح جمع کیا  
 کہ صحیح بخاری ہے وہ کتاب  
 یوں کہ میں محققین ہنیم  
 سب کتب صحیح تر تصویب  
 اس کی تصنیف کا سبب یاد  
 کہ جو تھا ابن راہویہ ذیشان  
 اس کی مجلس کے بیچے فاخر  
 کہا یادوں آپ کو ای ایلوق  
 مختصر اک کتاب فیض انصاف  
 اور حدیث صحیح پر ہے مگر  
 تا بلاد غنمہ بخیر خطہ  
 پس بخاری کے دلیں اٹھائی  
 اور چھ لک حدیث بیہوش  
 انتخاب اسے تب شروع کیا  
 اور حدیث صحیح تراویع  
 خوف تطویل سے مگر نہ لکھا  
 اس کی تالیف کا سبب دوم

جا کے نزد خزانہ سہیل  
 جو ہے تاریخ میں بحیر  
 چاندنی شب کے دریاں وہ گننا  
 کیا تحقیق سے وہیں تالیف  
 اولادہ یعنی بخاری تھا  
 سب کتب صحیح تردیاب  
 کہ زبرد کتاب رب کریم  
 ہے صحیح بخاری لب لباب  
 یہ لکھے میں محققین کبار  
 شیخ اسحق جس کا نام ہے جان  
 تھا بخاری بھی ایک لکھنا  
 کہ اگر کوئی صاحب توفیق  
 کرے تالیف ابن شہینہ  
 گر کرے اکتفا ہے کیا بہتر  
 عا ملاں سب عمل کریں اپر  
 بس اس وقت بات یہ آئی  
 تب تھیں موجود کہ اس کے پاس  
 جن بہت ہی صحیح لکھنے لگا  
 مگر چہ ان کے سوا بھی حاضر تھے  
 لاجرم اکتفا اس کی پہ کیا  
 اور یہ بھی لکھے ہیں چنانچہ

اسکی تصنیف وہ نیکو عنوان  
 اور تحریر پر حدیث لئے  
 اس کے پھر در مقام ابراہیم  
 اور کوئی حدیث بھی نہ لکھا  
 تھا یہ لکھنا سو وہ اس کا  
 منبر و روضہ شریف کے بن  
 تب بھی لکھنے کو ہر حدیث یقین  
 اور حدیثیں بکشف یا رو یا  
 اذن وہ جس حدیث پر پاتا  
 سو معلوم اس سے وہ فاضل  
 اللہ اللہ وہ کتاب ہما  
 کی ہے پس اسکی نسبت  
 یوں کہا بونیرید پاک شاعر  
 بین رکن و مقام ابراہیم  
 کہے مجھ کو تو کیوں نہیں دیتا  
 کیا حضرت سے پہلے عرض جواب  
 کہے ارشاد سید کوان  
 جسکی تالیف ہے کیا قیل  
 لکھنے وہ نسخہ بخاری ہے  
 کہیں حضرت جب اسکی اپنی کتاب  
 اور رائے پر آمد نہایت

کیا ہے سب الحرام میں جا  
 غسل کرتا تھا اب زمر سے  
 پر مٹا تھا اک دو گناہ اؤنیم  
 جب تک وہ نہ استخار کیا  
 اور بعد اس کے جب دین گیا  
 کیا اسکا بیضہ بے مین  
 پر مٹا دو رکعتیں وہ بیکر  
 شاہ عالم پر عرض کرتا تھا  
 کہتے ہیں وہ حدیث لکھتا تھا  
 تھا زار باب باطن و ظاہر  
 ہے بلاشبہ ایسی با اکرام  
 سرور انبیائے اپنے طرف  
 کہ میں کچھ میں سو یا تھا اکابر  
 پایا ہوں رویت رسول کریم  
 درس میری کتاب اقدس کا  
 کوئی آپ کی ہے خاص کتاب  
 کہ وہ میری کتاب ہے پیمان  
 جو محمد ہے ابن اسمعیل  
 کہ مقبول رہتا ہدی ہے  
 رتبہ کیا اسکا ہووگا دریا  
 اور دفع حوادث و آفات

اسکا بیضہ بے مین  
 سے بیضہ بے مین  
 کہ تحت جمال میں جو تھا  
 نقل اسکا ہے اصل دین  
 نام اسکا جو تھا ہے یقین  
 اس طرح وہ خبر دیا ہے  
 کہ نہایت سخت میں اپنے  
 اور رسول کو یہ سطرہ  
 ایک سو بیس بار تک ہی پڑا  
 وہ صحیح بخاری سے والا  
 حق تعالیٰ کے فضل سے  
 بسوق حاجت رہا ہوتا ہے  
 شہرہ کو پہنچی جب یہ کتاب  
 حدیث میں سے لکھتا ہے  
 بس مجب لکھنے میں سے لکھتا  
 اور جس کہ میں وہ کتاب  
 حدیث حق و نوری وہ ہے  
 سخت

اور بخاری تھا مالدار بڑا  
 کہ وہ میراث پدیر پایا تھا  
 اور جو املاک بالکافوت تھا  
 سنی صاحب مروت تھا  
 سب کمالات میں وہ بالکافوت  
 اپنے اہل ذل سے تھا ممتاز  
 وہ یکس اور فخر پر  
 صدقہ کرتا تھا اپنا مال اکثر  
 جو بی علم حدیث کے طالب  
 رہتا ان کے طرف بہت زینب  
 ان اکثر شکوک کرتا تھا  
 لطف و استفاق اپنے دہر تھا  
 اور قبل الخدا تھا وہ بیوم  
 کھاتا تھا ایک یا کہ دو دام  
 اور چالیس ل تک زبانا  
 ہنسی سن کیا دونوں یاد  
 سخت

سخت ایسی بلا سے تمام بچا  
 اور بخاری امام قدس شہار  
 جو کہ ہوا اس کتاب کا قاری  
 کی ہے اس نے دعائے خیر کھینچا  
 اور بزرگوں کے ایک پاک نصیب  
 کی بخاری رہا وہ اپنے عیال  
 جس جگہ سے قدم اٹھا دینی  
 لیکن دین سنت اکرم  
 پس سماع حدیث کے خاطر  
 جیسے بے شبہ خود بخاری  
 کہ بی استفادہ اخبار  
 اور نصیر کو چار بار گیا  
 اور گیا جو کوفہ و بغداد  
 راویوں سے حدیث با اسناد  
 سب مکر راویوں کا ہے تعداد  
 ہر حدیث ان سے سننا ہونیں  
 اور کراویاں پاک شہار  
 اور بخاری سے ایک خلق کثیر  
 جیسے سلم ہے ترمذی ہے جان  
 اور ان کلمہ و بہت اخبار  
 کہ بلا واسطہ حدیث نبی

حق تعالیٰ رکھیں اس کو نگاہ  
 مستجاب لل دعا تھا جہ سے یا  
 حق میں اس کے بدر گہ یاری  
 پاس اکثر قبولیت کی شان  
 دیکھا اس طرح سے بیجا لم خواب  
 پیچھے پیچھے ہے مصطفیٰ علیہ السلام  
 وہیں رکھے قدم بخاری بھی  
 رہے حضرت کے وہ قدم اہم  
 کیا سفر بلا وہ فاحشہ  
 پول خبر دی ہے حال سے اپنی  
 میں گیا شام و مصر کو دوبار  
 اور شش سال در حجاز رہا  
 میں سو وہ کہتے باز میں یاد  
 میں نے سن کر جو کر لیا سوں یاد  
 جانیا کہ ہزار پر ہشتاد  
 بے کم و بیش وہ لکھا یوں میں  
 سب کے سب تھے محدثین کبار  
 بھی ہیں راوی حدیث کے اہی ہر  
 اور ابن خزیمہ عالی شان  
 کہ ہے نو ہزار جب کا شمار  
 و بخاری ہی ہی سننے ہی سمجھی



ہفت فتنے کا ہونا اور  
 تانہ فتنہ ہونے کا ہونا اور  
 اس خطر سے بہت خوف ہونا  
 پس بتجربہ یہ کیا ہے  
 یا اللہ میں دیکھتا ہوں کہ  
 باد و اس کی لہریں  
 مجھ پر سارے ننگ لگی ہیں  
 دلوں میں یقین اٹھانے  
 پس رزق میں اٹھانے  
 اور اپنے طرف بلا مجھ کو  
 کیا مقول تھے اسی دعا  
 میں دینا سے وہ وقت  
 شب شب تھی غم و سوال  
 کہ میرے ہونے پر یہ  
 شیخ والا خطیب ہندو  
 شہداء سے نقل کی ایسی

سنے حکم یہ ہو گیا برہم  
 کہ بخاری وطن سے باز آوے  
 تب بخاری ہے بدعا یہ کیا  
 جو کئے میرے حق میں اہل حقا  
 یہ دعا اسکی مستجاب ہوئی  
 اک مہینہ ابھی نہ گذرا تھا  
 اور وہ تھا یہ حکم سخت  
 اسکو ذلت سے شہر گشت  
 یہ اہانت یہ ذلت و خواری  
 بعد اسکو رکھے قید میں لا  
 اور دوسرے تھے جو بدخواہ  
 ان ہر ایک ایک سخت بلا  
 نقل ہے جب بخاری والا  
 تب سمرقند میں گئی یہ خبر  
 اسکی خدمت میں اک قیمہ لے  
 تب سمرقند کے طرف وہ چلا  
 نام قزنگ تھا وہ قریہ کا  
 اسی قریہ میں یہ سنا تحقیق  
 اپنے رکھنے میں اور نہ کہنے میں  
 وہ توقف کیا اسی خاطر  
 ایک شب وہ بہت ہی غم میں تھا

اور یہ حکم کر دیا ہے بہم  
 شہر سے جلد تر نکل جاوے  
 کراچی پروردگار ارض و سما  
 جلد اس کی سزا سے پہنچا  
 دشمنان کو سزا سے پہنچا  
 ہوا مغزول بس وہ اہل حقا  
 مادہ غریہ اس کو بٹھلا کر  
 اور غلامیہ یہ تدا کرویں  
 بے سرائے اکل زشت کڑاری  
 اور کو خر وہ قید میں ہی ہوا  
 کیا ان سب کو بھی خدا نے تبا  
 اس جہان میں اٹھا جہاں اٹھا  
 جب بخارا کے شہر سے نکلا  
 لوگ اس جگہ سبھی ملکر  
 بڑی خواہش سے اسکو بلوا  
 ایک قریہ میں جا کے رہنا  
 وہ سمرقند کے قریب ہی تھا  
 کہ سمرقند میں تھیں دو فرق  
 میں وہ آپس میں اختلاف ہو رہا  
 دیکھو تا آخر کو کیا ظاہر  
 کہ ہے لوگوں میں اختلاف پڑا

کہ نظر میں کیا یہ عالم خواب  
 اور صحابہ کی اک جماعت بھی  
 میں نے دیکھا کہ سید ابرار  
 میں نے جا کر کیا سلام شہاب  
 میں کیا عرض تیرے شاہ جہاں  
 کہے اسکا ہوں منتظر بے قیل  
 راوی کہتا ہے میں ہوا بیدار  
 کہ امام بخاری نے والا  
 تھنا وہی وقت و روز حرکت  
 نقل ہے دفن جبکہ اس کو  
 ایک شہد تلگ وہ خوشدلی  
 جو زیارت کو لوگ تے تھے  
 اس سبب ہی اس کے نزدیک  
 مستحکم ہے وہ جگہ  
 یہ کہیں اس پاتے ہیں عالم  
 اس کے مذہب کے بائیں تھے خیر  
 ہے وہ طبقات شافعیہ سے  
 پس وہ مستحب الی الذہب  
 کیونکہ مذہب کے چوبیس  
 جو حدیث ہیں اور مجتہدین

حضرت شاہ انبیا کا جناب  
 آئی تھی عمرہ رکاب نبی  
 منتظر تھے کھجی تباہ یار  
 دئے اپنے کرم سے اسکا چہرہ  
 کہ توقف کا کیا سبب یہاں  
 جو محمد ہے ابن اسماعیل  
 تھوڑے عرصہ میں ہی سنا آیا  
 دار فانی سے انتقال کیا  
 کہ جو وہ خواب میں دیکھا تھا  
 آتی تھی اسکی قبر سے خوشبو  
 اسکی تربت سے بس مہکتی تھی  
 کہ تبرک اسے لیجائے تھے  
 پڑ گیا کہتے ہیں بڑا اک غام  
 اور بے خلق کی زیارت گاہ  
 روح اللہ سر و حہ الاکرام  
 کی ہے علمائے اس طرح تحریر  
 کہا بعضوں نے مجتہد بھی او  
 مجتہد بھی تو کہ نہیں ہے عجیب  
 ہو انہیں بھی بعض مجتہدین  
 سب پر رحمت خدا کے سین

احوال امام مسلم رحمہ

۱۵۷  
 دیوانہ امام مسلم  
 فضیل حسن انام  
 ہمسلم اسکا ہے سہا  
 نام احمدین ہے سہا  
 کنیت بوجہ ہے وہ فرخ ہے  
 ابن حجاج ہے وہ فرخ ہے  
 وہ بن رشید ہے  
 اور رشید ہے طرف  
 ہے مقدر نبی تھائے  
 اس قبیلہ عرب میں تھائے  
 کہ تھے نبی شہر  
 بی بی سلم کے جن شہر  
 اور با اس سے نیا پو  
 ایک شہر کلاں عظیم الشان  
 وہ خراسان کے ملک میں تھا  
 سن تحریر تھا دو صد و چار  
 کہ بعض تھانے دو صد و

۱۵۲  
 بنی عادیث کے کتب  
 اور اسطرح کے کتب  
 کتب میں سے کتب  
 کوئی کتب کے کتب  
 جو ان میں سے کتب  
 دی گئی ہیں کتب  
 اور اس کے کتب  
 اور اس کے کتب  
 شیخ ابو ذر رازی رحمہ  
 اور شیخ ابو حامد  
 ہے مسلم حدیث کا تمام  
 ہے بلاشبہ محدث و امام  
 اور ابو بکر و ترمذی و ابوداؤد  
 ابو حامد رحمہ اور کئی اخبار  
 شیخ مسلم سے ابو جعفر  
 میں حدیث رسول کی روای

فخر اسلام و مسلمین سلم  
 جبکہ سن شعور کو پہنچا  
 طلب علم میں ہی اسے ہمدرد  
 مصر و شام و عراق اور حجاز  
 اور اکثر ثقافت سے و ملا  
 آیا بغداد کی طرف کئے بار  
 علم و فضل و کمال میں ہوا  
 کہ ہوا الزامیہ اسلام  
 اور یہ علم حدیث تحقیقات  
 فرق کو نہیں دیکھ و سمجھ  
 بلکہ اس فن میں وہ یگانہ تھا  
 جب بخاری و مسلم و ترمذی  
 مسلم کے حضور آتا تھا  
 اور احادیث وہ گرامی تھا  
 وہ احادیث سب درو شجاع  
 ان سب انتخاب کر آگئیں  
 یعنی ہے وہ صحیح مسلم جان  
 ایسی خوبی سے اس کی تالیف  
 حسن تشریف ہی اسے ایسی  
 جو بنی علم حدیث کے باہر  
 اس نے شیخ ابو علی فصیح

ہوا پیدا فخر دین سلم  
 علم پر پھلنے میں وہ کھاندا ہا  
 وہ پھر ہے بہت سے شہر و دیار  
 اور ایسی سی ملک دور و دھار  
 اور حدیث صحیح ان سے سنا  
 اسے راوی ہیں بس و پانچواں  
 اسکو بخشا ہے ایسی شان علا  
 اور حفاظت اسلام  
 عجب اس کی سی و ئے میں ہا  
 اسکو سب عالموں پہ بھی تعلیم  
 قدوہ کمال زمانہ تھا  
 آقا مت کیا ہے قاضی و ذ  
 اور اس سے فیوض پاتا تھا  
 جو سنا تھا زراویان ثقافت  
 تہیں بلاشبہ تین لاکھ ای یا  
 اس نے لکھی ہے و کتا بغیر  
 بے نظیر و مثیل اذلیشاں  
 اس میں رکھا روز لطیف  
 کہ نہیں کوئی کتاب میں دسی  
 انہ یہ امر خوب ہے ظاہر  
 دیا اس کی کتاب کو ترمذی و ح



اور تھا متقی بڑا مسلم  
جو میں اس کے عجائب حالات  
کہ یقین اپنی عمر میں کبھی  
اور نہ دانت وہ کیونکہ کبھی  
ایسے اوصاف پاک وہ مولا  
دو صد و شصت و ایک تھا جن  
شام کتبہ اس نے نقل کیا  
یس ہوی عمر اس کی پچاس سال  
البحاتم محدث والا  
پوچھا کیا حال ہے ترا وہ کہا  
یس یقین جس جگہ میں چہا ہو  
اور جو تھا ابو علی زاغونی  
کوئی دیکھ اس کو خواب میں پوچھا  
کہا یہ جزو ہے میرات  
جزو تھا وہ صحیح مسلم کا  
کہا تھا مذہب امام مسلم کا  
ہے وہ طبقات شافعیہ سے  
جستہ بھی تھا کوئی درجہ کا  
ہم طریقہ تھا پر بخاری کا  
روح اللہ روحہ ابدًا

اور محتاط یا صفا مسلم  
سوا انہیں حالتوں ہے یہاں  
نہ کسی کی بھی اس نفیبت کی  
اور کسی کو نہ اس نے گالی دی  
لطف سے اپنے اسکو کشتا تھا  
سبت و نجم تھی وہ زاہد جب  
اور دوشنبہ کے روز دفن ہوا  
خوش ہے اس سے قادر متعال  
شیخ مسلم کو خواب میں دیکھا  
حق نے جنت مباح مجھ کیا  
دار جنت کے سج رستا ہو  
جب یہ دنیا سے اس نے رحلت کی  
کس عمل سے تو رستگار ہوا  
اس کی برکت سے میں نے پائی نجات  
دیکھے اس کتاب کا رتبہ  
لکھے اسمیں میں یوں علماء  
منشیب افعی طرف میں کے  
یا نہیں - یہ نہیں نظر آیا  
درجہ اس کے قریب رکھتا تھا  
جَعَلَ الْجَنَّةَ لَهُ مَثْوً

ۛ احوال ہم البودا و درجہ اللہ علیہ

وہ سلیمان شفیق بود  
کنیت جبکی ہے وہ گری  
ابن شعث ہے وہ گری  
سختی بن ہے وہ گری  
ابن شادی وہ بن عمر  
ابن عثمان از دی شہر  
اسکو میں جو جتنی  
اسکو میں غلط ہے اسی گری  
بالیقین وہ غلط ہے  
سیستانی ہی وہ صفا ہو  
سیستانی ہی وہ صفا ہو  
وہ لکھ ہے بلاد سند  
ہے وہ سندو ات کے دیار  
متصل ہے قند ہار سے دیار  
سند کے قریب کی قند ہار  
اور شہر شہریت بھی ہوگا  
تھے نرکان پوشیہ جس جا  
نبت

انجیل میں سے کچھ فرقہ فزنی  
 دیا کرتے ہیں لیکن ان کے  
 چار ہزار اکھٹے حدیث توفیق  
 جمع کی ایک یقین کیا وہ یقین  
 بوعین صحیح یا ہو حسن  
 دینی کسی ایسا کہا وہ یقین  
 اور ایسا کہا وہ عالی شان  
 کہ جو میں اس کتاب کے دریا  
 اکھٹے اور چار ہزار حدیث  
 ان سے عاقل کو نہیں پہنچا تھا  
 ان سے پہلی حدیث آفرین خال  
 سے بلاشبہ انما الاعمال  
 انما الاعمال بالنیات  
 یعنی اعمال نیتوں کی بنا  
 اچھا و برے مطابق نیات

اک

نسبت سیتاں کو عریاں  
 ہجرت شاہ دیں سے جانو تم  
 ابو داؤد و تب ہوا پیدا  
 طلب علم میں نگر باندھا  
 کہ حجاز و عراق و مصر اور شام  
 پڑھا علم حدیث شوق سے وہ  
 اور صلاح و عبادت و تقویٰ  
 آستیں اک کشادہ رکھتا تھا  
 لوگ پوچھے میں جب سبب اسکا  
 آستیں اک کشادہ رکھتا ہوں  
 دوسری اس قدر ضرور نہیں  
 استاد اسکا احمد حنبل  
 اور سماع و روایت اخبار  
 اور راوی میں اس سے ای بھائی  
 بلکہ راوی ہے اس سے شیخ اجل  
 اور تھا کسی جو یک بزرگ بڑا  
 ابو داؤد ہے ہوا پیدا  
 اور برائے بہشت در تحقیق  
 اور کتاب سن بوجہ لطیف  
 ابن حنبل کو لاکے تھلایا  
 وقت تالیف اس کے یوں آں

کبھی کہتے ہیں سنجری بہچاں  
 سال دو سو پہ جبکہ تھا دوم  
 اور جب وہ شعور کو پہنچا  
 اسی خاطر بہت سے ملک پھرا  
 اور خراسان اور جزیرہ تمام  
 کیا حفظ حدیث ذوق سے وہ  
 اور رکھتا تھا احتیاط بڑا  
 دوسری آستیں تنگ سدا  
 تو انہیں اس طرح وہ فرماتا  
 تاکہ اجزا کتب کے آہیں رکھوں  
 بلکہ صرف ہے زیادہ یقین  
 اور ہے شیخ طحاوی اسکا  
 سے بہت عالموں سے اسکو آیار  
 ترمذی ایک دوسرا سنائی  
 اسکا استاد احمد حنبل  
 وقت میں اس کے حق میں اسکا  
 ازبرائے حدیث درد دنیا  
 دیوے اسکو جزائے خیر خدا  
 ابو داؤد جب کیا تالیف  
 دیکھ کر وہ پسند فرمایا  
 پنج لک تھے حدیث اس کے بار

اک عمل ہے ہونیں جتنی  
دیکھ اکثر محدثیں کبار  
کئے اپنے کتاب کو آغاز  
اور اسیکو رکھے پاکیر  
جوں بخاری شریف اجل  
وہ بخاری کی ایک شرح ہام  
اس حدیث شریف کی بقیل  
اور دوسری حدیث اکبھائی

نیکتر اجر بھی میں اتنی  
اس حدیث شریف کو ایار  
فیض کا در کئے اسی سے باز  
سیل حدیث کی ہے سر دفتر  
یہی لایا حدیث ہے اول  
جو ہے ہندی میں فیض یار  
دیکھ اس میں کیا ہے شرح طویل  
دیکھئے ہے بغیر شبہ یہی

من حسن اسلام المرء شکھ مالا یغنیہ

یعنی از خوبی مسلمان  
یعنی جس قول و فعل میں جو  
چھوڑنا ویسا کام یا ہو کلام  
اور شری حدیث ای ویشل

چھوڑ دینا ہے امر لا یغنی  
دنیا یا آخرت کا نفع نہ ہو  
ہے مقرر زبونی اسلام  
ان حدیثوں سے بس کہی جا

لا یومن احدکم حتی یحب لآخریہ ما یحب لنفسہ

تم سے ایمان نہیں کوئی لایا  
کی یقین اپنے واسطے جو حیر  
بھائی مومن کے واسطے اتنی  
جیسی چاہا ہے اپنی تو غرت  
جیسی اپنا ضرر نہ چاہیگا  
اور چوٹی حدیث پیغمبر

جب تک سکنا نہ حال ہو ایسا  
چاہے شبہ اور رکھے غرت  
بس کسی چیز کو وہ دور رکھے  
مسلمان کی کیجئے حرمت  
کسی مومن کو مت ضرر پہنچا  
ہے یہی رکھ ملامتیں نظر

الحلال بدین والحرام بدین وبتہما مشتبہات فمن

۱۶۱

انفی المشتبهات

استدلال الدینہ وخصہ

کے جو کچھ حلال ہے ظاہر

اور ہے ظاہر حرام ای ہاں

درمیان ان دونوں میں شبہات

جو کچھ ان احتیاط سے

دین انارکھا ہے پاک ہی

اور رکھا ہے برائی

شاہ عبدالغنی عیالیں

پشاور کے محدثین زان

تکھتا ہے اسطرح

یہاں تکھتا ہے اسطرح

بوستان محدثین میں دیک

کہ کہا بس جو ہے ابو داؤد

پہلے ہیں اس سے تصدق

کونین کا عدسہ شریعت

مہر

۱۶۲  
 یعنی تہجد بخاری و مسلم  
 وہ مقدم ہے سب سے پہلے  
 ابوداؤد کے ہی وقت میں چلا  
 ایک محدث مرثیہ تھا جو دیکھا  
 نام اسکا تھا شیخ ابوالبرکات  
 دیکھ اسکی سن لکھا ہے ۴۰۰  
 ابوداؤد کے لئے مولانا  
 نرم اس طرح کی حدیث کی  
 نرم کو ہائی تھا جو کہ وہ  
 بہرہ عباد حضرت داؤد  
 ابوطاہر سرآمد اخبار  
 جو کہ تھا حفظ حدیث اویار  
 اس کی کو بہت پسند کی  
 عربی اسکو نظم میں لایا  
 اور وہی دیں ابوطاہر  
 از حسن بن محمد قاسم  
 نقل

معرفت انکی جب کہ آویز بات  
 بعد ان کے جو بیٹے جزئیات  
 جاننے کیلئے ای نیک تہاد  
 یہ مبارک جو میں حدیث چہار  
 کیونکہ تصحیح طاہر ای عاقل  
 بسکان کی قبولیت کاملہ  
 اور سہ اپنی عمر کے اوقات  
 جو حاصل یہ بات لیل و نہار  
 اور رعایت حقوق مومن کی  
 اور اہل معاملہ کی تمام  
 اور میں مشکوک بھی سمجھو  
 جو کہ چوتھی حدیث سے حاصل  
 پس بلاشبہ یہ چہار حدیث  
 عاقل ہو شیار کے حق میں  
 شاہ عبد العزیز عالی شان  
 قول اسکا ہوا یہاں آخر  
 ابو بکر جلال با احسان  
 کہ حدیث کی مہارت میں  
 وقت میں اپنے سے اقدم تھا  
 اور خطابی یہ کیلئے کلام  
 علم میں ہے وہ کتاب ایسی

ہو کہ معلوم سار مشہور  
 انکی تفصیل شرح و بسط کو سات  
 نہیں چنناں ہے حاجت استاد  
 ان سے معلوم کر کے ہشیار  
 ہو کہ پہلی حدیث سے حاصل  
 نیک نیت یہ ہے انکی یہ تہاد  
 جو بچانا ہے لہو سے دترات  
 یقین دہری حدیث سہا یار  
 خویش و احباب دوستوں کی بھی  
 اوسے تسری حدیث کا ہمام  
 علماء کے ہوا خلاف سے جو  
 بات دے احتیاط کامل  
 بیٹے گویا چہار ہزار حدیث  
 پیر و استاد کا وہ حکم رکھیں  
 پیشوائے محدثین زمان  
 دیکھ بستاں میں اس کے اکرام  
 شانیں اس کے یہ کیا ہے مقال  
 زہد اور ورع اور بصارت میں  
 خلق کا پیشوائے اکرم تھا  
 ابوداؤد کی کتاب ہمام  
 کہ نہ کوئی کتاب ہے ویسی

نقل لایا کہ اس نے فرمایا  
 حضرت شاہ انبیا کا لقا  
 کہ تسکین کی جو چاہے  
 اور یوں ہے ابن اعرابی  
 اصل اسلام ہے کتاب اللہ  
 ابو داؤد کی سن ہے جان  
 اور کہے ہیں کسی کے پاس  
 اصل قرآن باصواب سوا  
 نہیں حاجت کسی کتاب کی ہو  
 ابو داؤد کے سوا اے ہمام  
 مستقل کوئی نہیں کتاب لکھا  
 اس نے جب یہ کتاب کی تصنیف  
 شیفہ ہو گئے سب سے سب سے  
 نہیں کوئی مخالف اسکا ہوا  
 ابو داؤد کا تھا کیا مذہب  
 بعض کہتے ہیں شافعی تھا او  
 ابن خلکان نے اسی ستودہ شیم  
 ابو اسحق یسحاق پاک صفات  
 تھے جو یاران احمد حنبل  
 ابو داؤد کو بھی وہ آیار  
 سن ہجری تھا دو صد و پچاس

کہ میں دیکھا بعالم رو یا  
 کیا ارشاد آپ نے ایسا  
 ابو داؤد کی سن دیکھے  
 کنیت بوسید ہے جسکی  
 اور اسکا ستون اسے اکبر  
 ہر دو کافی ہیں دین میں پچان  
 نہیں کوئی کتاب ہو حاضر  
 ابو داؤد کی کتاب سوا  
 اسکو کافی ہیں بس یہی ہر دو  
 جانے در مجردا حکام  
 وی اس فن کا فتح باب کیا  
 اسکو دیکھے ہیں جب ضعیف و قوی  
 مثل قرآن نفع لینے لگے  
 بلکہ ہر ایک اس سے بہرہ لیا  
 اس میں ہے اختلاف یہ سن آپ  
 بعض بولے ہیں جسکی سمجھو  
 اپنی تاریخ میں کیا ہے رقم  
 فقہاء کے جوہرے لکھا طبعات  
 علم فقہ و حدیث میں اہل  
 دیکھے وہ کیا انہیں سے کار  
 اور تھے پانچ سال اسپہ یاد

۱۶۳  
 سوچیں وہ تھی از سنہ اول  
 کیا حالت وہ معلی اجل  
 عمر مقیاد پر تھے سالہ  
 اور مذکور ہوا وہ در بصیرہ  
 رحمت حق تزلزل بر اس پر  
 تاقیات ہمیشہ شام و صبح  
 احوال کا عیسی  
 تھا محمد جو وہ بن گئے  
 ابن سورہ وہ بن گئے  
 عیسیٰ ہے کنیت انبی  
 ابو عیسیٰ میں ترمذی ای  
 اسکو کہتے ہیں ترمذی ای  
 اور ترمذی ایک شہر نام  
 کہ وہ شہر قدیم ہے ہر جا  
 کہ وہ شہر ہے سنہ ۱۶۳  
 کہ وہ شہر ہے سنہ ۱۶۳  
 کہ وہ شہر ہے سنہ ۱۶۳  
 کہ وہ شہر ہے سنہ ۱۶۳

دریا اور زبدا و خوف خدا  
 دانا و بہت ہی ارکھتا تھا  
 سہا خوف قوت سے اویا ہے  
 تا بکلیاں تیرم کہو یا ہے  
 اس دہ جال میں نہ دلفیق  
 فصل سے ہی نہ کیل کیل ہو  
 تھے و ملک جاز کے علم  
 پہلے ان سے کہ اس کی پیش  
 دیکھ اس کو پسند فرمائے  
 اور بہت پسند فرمائے  
 اور تھے جو عراق کے علماء  
 بعد ان کی بھی لاکے بست کیا  
 دیکھی بہت خوش ہوئے تھے  
 بعد لگوئیں اس کو دی تھیں  
 اور کہا جس گھر میں وہ رہا  
 گویا اس گھر میں ہی کا ہو

ماوراء النہر سے بھی رکھ یاد  
 اور یہ ترمذی نام مد  
 وہ کسی کے روش ہی کیجئے  
 اور از مسلم و ابو داؤد  
 رکھتا ہے وہ روایت اخبار  
 علم پڑھنے لئے پھر ہی وہ  
 واسطہ و کوفہ و بصرہ  
 سہا عمر لگیا ہے بس  
 اور اس فن کے درمیان ہی  
 اور یہ جامع بحیرہ کی  
 ہے یقین بہترین تصنیفات  
 بلکہ بعضے وجہ سے بہتر  
 عدم تکرار وجہ ہے پسلا  
 مذہب ہر اک امام کا خوشحال  
 خوبتر جانو کیا ہے وہ  
 اور نو عین حدیث کے اکثر  
 اور محفل جو ہے علل کیساتھ  
 اور حدیثوں کے راویوں کا نام  
 اور کئے فائدے آفرین خال  
 بسکہ خوبی سے وہ لکھا ہے  
 اور وہ غلط میں یگانہ تھا

بس یہی نہر ہے بلخ کی مراد  
 جالو نشا گرد تھا بخاری کا  
 عصر کا اپنے وہ یگانہ تھا  
 انکے اشیاخ سی ہی اسود  
 اور بہت سے بلاد اور اصدا  
 استفادہ بہت کیا ہے وہ  
 اور خراسانی اور حجاز میں جا  
 پڑھا علم حدیث پیغمبر  
 بس تصانیف اسکے ہیں ایسا  
 ترمذی جس کو بولتے ہیں سی  
 اس کے عمدہ ترین تالیفات  
 ہے کتب حدیث کے کسر  
 و سرائد مذہب فقہا  
 از حدیث صحیح استدلال  
 داد اس امر کی دیا ہے وہ  
 در صحیح حسن طریق و ضعیف  
 خوب لکھا ہے وہ گرامی ذات  
 اور القاب و کنیت ای ہام  
 جو علاقہ رکھے بعلم رجال  
 بس کتاب اس کی بے نظیر ہے  
 اوحد و اشہر زمانہ تھا

کہ وہ اس سے کلام کرتا ہو  
اور کتاب شمسائل نبوی  
دیکھئے یہ اس کی تالیف  
کچھ حسانت معدنیہ پر لکھا  
کہ یہ اس کے برآمد حاجات  
اسکا ٹر سنا مجربات ہے  
کرتے آئے ہیں تجربہ اسکا  
یونہی لکھا باشعۃ اللہ  
سن ہجری تھا دو صد و پندرہ  
اور وہ بغداد ہم جب کی تھی  
شہر ترمذ میں اس کی ہے قد

فیض بخشی مدام کرتا ہے  
بحر اوصاف پاک مصطفوی  
ہے بلاشبہ وہ کتاب لطیف  
بالثمنین و خزان خیرات  
اور دفع مصائب و آفات  
اور عمدہ تو سلات ہے  
یقین اکثر اکابر علم  
دہلوی جو ہے شایع شکوہ  
اور توں سال ہی تھے اسکا  
روز دوشنبہ اس نے رحلت کی  
روح اللہ ۱۰۷۵ھ الہی

### احوال امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

پانچواں وہ امام فرخ پلے  
لفظ نسائی بہرہ مفسور  
نسائی اک شہر ہے خراسان  
سن ہجری تھا دو صد و پندرہ  
وہ ہوا جبکہ پانزویہ سالہ  
وہ قتیبہ کے پاس پہلے جا  
کسب علم حدیث اس کی  
پھر گیا ابن راہویہ کے پاس  
اور علی ابن حشرم و محمود

احمد ابن علی نسائی ہے  
ہے بلاط صحیح جاں مذکور  
نسبت اس کی طرف ہے وہ سن  
فضل سے حتی کے وہ ہوا پیدا  
طلب علم کھیلے لکھا  
اک برس دو مہینے مکث کیا  
بہت اس باصفا سے فیض لیا  
جا پڑھا علم دیں بلا و تیس  
ابن غیلان اور ابو داؤد

میں یہ اس باصفا کے ساتھ  
کیا خذ روایت ان سے جاں  
ابن عبد اللہ عالم اکمل  
جو کہ تھا ابن احمد حنبل  
شیخ نسائی ملا ہے جاں  
فائدہ علم کا لیا اس سے  
طلب علم میں وہ نیک شاعر  
وہ پچاسے بہت سے شہر دو یا  
بجواز عراق و مصر تمام  
اور خراسان اور خیرہ و شام  
ابو جبر و طحاوی طبرانی  
تینوں شگرد اس کے ہیں گزینی  
مذہب فہمی وہ رکھتا تھا  
اس کے ملاح ہیں بہت علماء  
کہ تیار حافظ حدیث تیار  
اور تھا ازایمہ فقہ

۱۶۶

نہ ہو مارنے لگا اسکو  
اور لکڑیوں کو لکڑیوں سے لکڑیوں سے  
ضرب کر کے لکڑیوں سے لکڑیوں سے  
وہ اس سے نیم چاہتا تھا  
میں نے اس کو دیکھا  
اس کے خدام کو یہ فرمایا  
بجز ان اس کو کب فائدہ ہوا  
اپنے خدام کو یہ فرمایا  
کہ اس کو کب شریفی آئی  
یہ پہلے پہل پہنچے جلدی  
تاکہ اس میں ہو دولت  
یا کہ مرادوں اس کی راہ میں  
پس سے پہلے اس کی راہ میں  
پایا اس کے دل کے وہ چلتے  
بعض کہتے ہیں وہ ہر ملو  
اس کو کہ وہاں سے لگا تھا  
درمیاں

قدوہ عصر اور ام زماں  
شیخ حاکم کہا کہ اس کا کلام  
زاید الوصف ہے بہت اس  
ہاتھ دیوگی اس کو حیرانی  
اور اس میں بڑا تھا و ع و تقا  
تھا کثیر الجماع وہ با اس  
پاس برائے ایک رستا  
اور لکھا کہ سعید پاک شہار  
ابن خلکان لکھا ہے یوں لکھی  
پائے لوگ اس سے فیض اور برکت  
بجز ان سے سو و مشق گیا  
طول مدت ملک میں بس  
لوگ اس ملک کے بہت ایمان  
اس نے اس نے ان لکھا نسخہ  
مرتضیٰ کے مناقب والا  
اور وہ جامع و مشق میں لا  
پڑھا تو پڑی کتاب لکھوا  
کہ مناقب معاویہ کے بھی  
بس نہیں کیا معاویہ کو بہت  
پھر مناقب کہئے اس کو کہا  
جو تھے حاضر عوام اور شرار

سب کمالات میں تھا عالی شان  
جو ہے فقہ و حدیث میں اہم  
اس کی دیکھا جو کتاب سن  
دیکھ کر اس کی حسن تمیانی  
صوم و اوڈی رکھتا تھا وہ  
چار دن اس کے عقد میں رہیں  
اور کثیر میں بہت ہتھ لگے سو  
دیکھ تاریخ مصر میں آ یا  
مصر میں آ کے جب رہا انسانی  
ہو میں مشہور اس کے تصنیفات  
اور اس شہر میں مقیم ہوا  
مٹی حکومت بنی امیہ کی جب  
غریب نا صبی لے تھے جاں  
نام اس کا خضار لکھ کر  
بسط سے اس کتاب میں لکھا  
پڑھ کے لوگوں کو حیران لگا  
پوچھا ایسے میں ایک رشتہ تھا  
کیا تو لکھا ہے کچھ کہا وہ بھی  
کہ ہو فردا نصیب اس کو نجات  
بس یہ کہتے ہی وہ نکو عنوں  
آہ شیعہ تب اس کو دیکھ کر



درمیاں لاصفا و مروہ کے  
پیر کا دن صفر کی سیزم  
آہ مظلوم وہ شہید ہوا

نقش اس با صفا کی دفن کئے  
سن ہجری تھامسہ صد و بیوم  
رَوَحُ اللہِ رُوْحَهُ الْاٰخِرِ

### احوال امام ابن ماجہ رحمہ

اور محمد امام حق آگاہ  
ابو عبد اللہ اسکی کنیت ہے  
ماجہ اس کے والد کا ہی نام  
شہر مشہور ایک ہی اکرم  
سال دو سو یہ جبکہ نوال تھا  
علم پڑھنے لئے وہ جب نکلا  
کوئہ اور نصیرہ اور عراق شام  
اور حجاز شریف اور لعبد راد  
ابن عمار اور ابن کنیر  
اور ابو بکر بن ابی شیبہ  
سب علوم حدیث میں اشہر  
حنبل تھا وہ قدوہ آفاق  
اور ہوا ہے وہ صاحب یقین  
بے نیاز جملہ یہ سن سنئے  
اسکی تالیف سے نشان عظیم  
ابوزرعہ کے پاس لے آیا  
وہیکہ اسکو کہا وہ پاک نصیب

پسر زید ابن عبد اللہ  
ابن ماجہ سے جسکی شہرت ہے  
اور قزوینی ہے وہ شیخ ہام  
ہے وہ قزوین در عراق و عجم  
ہوا پیدا وہ تب بفضل خدا  
شوق سے وہ بہت ملک کچل  
واسط و مصر و ملک کجی تمام  
اور اسلام کے بہتے بلاد  
ابن منذر کجی تھا جو فرد شہیر  
ان بزرگوں سے استفادہ کیا  
فضل حق سے ہوا ہے بے سہر  
یا کہ رکھتا تھا مذہب اسحق  
اسکی ہی فیض بخش ہر تالیف  
ایک ہے وہ صحاح ستہ سے  
جبکہ فارغ ہوا بفضل کریم  
اور اسے وہ کتاب بتلایا  
پہنچے لوگوں کے ہات جت کتاب

۱۶۷

کتاب میں فن کے جو کچھ  
رکھتا ہے ان کے کتب  
یہاں کتب کے صاحب زماں  
شاہ عبد الختہ شیخ زماں  
کے حقیقت میں یہ کتاب  
کے بابوں میں مکی غیر مدلی  
حسن ترتیب و اختصار کیا  
اور سر حدیث بے تکرار  
نقش اس کتاب میں بھی  
نہیں کوئی کتاب میں بھی  
اور ابوزرعہ اسکی صحبت پر  
دی گواہی ہے اسکی صحبت پر  
کہ وہ اس طرح سے فرمایا  
طن غالب پس راہیا  
کہ احادیث ایسے ہی اہل  
لکھا اسناد میں جو بن کے غفل  
منہر

۱۶۸  
 کہ صاحب الحدیث قدس سرہ  
 الیٰ اصحابہ علیہم السلام فی الترتیب  
 نوادر فقہیہ کالشیخانی والشیخانی  
 فی بیان الایمان والشرائع والفتاوی  
 لہر حال یہ عجیب۔ ملاحظہ فرمائیے  
 راہ دیہ جوڑے ۱۶  
 بعد بھی ان ائمہ دین کے  
 ہوئے کہتے محدثین بڑے  
 جن کے نام اور کتب یہ مذکور  
 ہیں منہسور علی بن ابی طالب  
 جیسے امام بیہقی دارقطنی  
 حاکم طبرانی ابن ابی الدینا  
 بن اثیر۔ اور ان کے سوا بہت سی  
 جیسے اصحاب جو آج ہر کسکند  
 وکار و موطن دسترس  
 و معارج وغیرہ ۱۲  
 اور

مستقیم پاکر تاسو وضع کے ہو  
 تیس تک بھی نہ اس میں ہرگز  
 اور اس کے ضمن میں دریا  
 اور احادیث اس میں ہرگز  
 جبکہ ہجرت سے دو صد و ستر  
 بست و بیستم تھی ازمد رمضان  
 روز ششم نہ اسکا دفن ہوا

یاشد النکارت ای کو شرف  
 اور اس میں کتاب میں بیس  
 اکبر اور پانچ سو ابواب  
 بیس جملہ سبھیہ چار ہزار  
 اور زیادہ تھے تین سال پہلے  
 پیر کے دن کیا ہے نقل وہ چل  
 روحہ اللہ روحہ الامصف

## خ ت م

جانیو یہ چھے ایسے اخبار  
 پیشوائے محدثین میں یہ  
 اہل سنت سب انکو میں ہئے  
 جانیس و متبعین حدیث  
 کے تبلیغ و حدیث و اثر  
 یہ اٹھائے شقیس بسیار  
 قاعدے اور ایسے ٹھہرائے  
 کہ احادیث کا ذریعہ ہوں دور

جو چوہے ہیں محدثین کبار  
 مقتدائے محدثین میں یہ  
 دین ملت میں معتمد جائے  
 حامیں اور حافظین حدیث  
 انکا احساں ہے ساری اثر  
 کئے جمع حدیث اور اخبار  
 سقم اور صحت حدیث کو  
 زاحا ویرت صداقتہ لیسرہ

فہمی نہ رہے کہ ان چھے ائمہ محدثین میں جو اکثر مذہب شافعی اور بعض مذہب  
 حنبلی کے طرف منسوب ہیں سوائے مقلد محض نہیں ہیں جیسے کوئی غیر محدث  
 وغیر مجتہد۔ مقلد ہوئے۔ بلکہ وہ منسوب و موافق ہیں اس مذہب کے ہرگز  
 وہ اپنی کتابوں میں وہی احادیث لائے ہیں جو مؤید ہوں اس مذہب کے  
 ہیں۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جہاں لکھتے ہیں

اور محدث جو ہیں سو ان کے  
موشگاف اور کھدانہ حدیث  
کہ عجائب میں جن کے تحقیقات  
جو یہ غوامض حدیث و اثر  
انکا درع و نقا و علم و کمال  
عرض ان سیکاحال آفرین یزد  
اکتفا اب یہاں ہوا ہے مگر  
سب محدث کو لگے اور کچلے  
کہیں رب حایان وین تویم  
صلوات و سلام رب انام

چار مذہب کے دریاں جو ہوں  
اور چوں چوترا حال حدیث  
اور روز و نجات و تدقیقات  
لیکن سبقت اپنے اگلوں پر  
اور فضائل ریاضت و اعمال  
تذکرہ میں محدثین کے ہے  
و کراہل صحاح ستہ  
حق سے پیچہ ہوا فی خیر ہے  
وارثان رسول رب کریم  
بر محمد و آل و صحب کرام

### مختصر

تمام ہوا اس لئے منتخب تذکرۃ الحدیث ملحقہ جہاں گشت الہیہ علی  
ولقد احسن من قال

مقدائے کرام اہل حدیث  
حاطان کلام مصطفوی  
جنکا سینہ ہے نور گبینہ  
گل گلزار قدس کی بو سے  
جامعان حدیث خیر انام  
کئے تبلیغ میں حدیث کے کیا  
وارثان رسول رب کریم  
تھے احادیث منتشر اسکا

پیشوائے عظام اہل حدیث  
افتخار انام اہل حدیث  
مثل بدر تمام اہل حدیث  
ہیں معطر تمام اہل حدیث  
حافظان کرام اہل حدیث  
خوب ہی اتمام اہل حدیث  
پائے میراث تمام اہل حدیث  
کئے خوب انتظام اہل حدیث

کام  
یہیں صاحب معنوی  
کیا ہیں اعلیٰ تمام اہل حدیث  
اب کثرت علم  
نوش کا جام اہل حدیث  
علمت کی راہی ہے  
سب سے کمال اہل حدیث  
اور سنت کی پیروی  
جہاں راجح ہے تمام اہل حدیث  
نورست سے بدوین کائنات  
خوب کشف ظلم اہل حدیث  
وین کے امیر اہل حدیث  
بیکھنا تمام اہل حدیث  
دستہ تادیب حدیث کی  
صحاح و نظام اہل حدیث  
کئے تمجید و تحسین  
صلیہ درج و شرف اہل حدیث  
آپ

آپ پر خدمتِ حدیث شریفی	جب کے التزام اہل حدیث
ساری امت پر انگلی ہے احساں	محسن خاص عام اہل حدیث
کون میں یہ محمد بن کرام	اہل خیر الانام اہل حدیث
انکا لازم ہے سب کو خطا و با	واجب الاحترام اہل حدیث

جن کا تابع فقیہ و مقلوبی ہے  
میشوا و امام اہل حدیث

# مکملہ دین



بسم اللہ الرحمن الرحیم



حَامِدًا وَمُصَلِّيًا وَسَلَامًا



ابا بعد مضمون نہ رہے کہ جب کتاب چراگلشن سے ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے فضائل و مناقب معلوم ہو اب یہاں ان حضرات مجتہدین کے مذاہب اربعہ کی حقانیت اور فہم کتاب و سنت میں اتالی تبعیت و تقلید کا حکم علمائے محدثین کے اقوال سے تھوڑا ایسا بیان کیا جاتا ہے اگرچہ اس باب میں ائمہ محدثین و متاخرین کتابیں ہی تصنیف کی ہیں لیکن یہاں تفصیل و تطویل کے لئے گنجائش نہ رہنے سے محدثین کے چند اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے

مکمل

فائدہ جلیہ از ترجمہ اثنا عشر رؤس المحدثین امام المفسر مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ  
اسی پر پاچوں کی گیشیہ کلیہ ہے کہ اہل سنت و جماعت پر طعن کرتے ہیں کہ وہ مذہب

ابو حنیفہؒ و شافعیؒ و مالکؒ و احمدؒ کا رکھتے ہیں نہ ائمہ اخبار کا حال نہ ائمہ اہل بیت اتباع کے لئے  
 چند سببوں سے اہل بیت ہیں۔ اول یہ کہ ویزرگان پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جگہ پر ہیں  
 اور حضرت کے دو تفسر میں پرورش پائے اور شریعت کے آئین و رسوم عالم طفلی سے  
 یاد کئے ہیں مثلاً مشہور ہے کہ اہل البیت ادوری بکافیہ۔ دوسرا وہ کہ حدیث صحیحہ میں کہ نزدیک  
 اہل سنت کے معتبر ہے ان بزرگواروں کی بحیثیت کا حکم وارد ہوا ہے کہ قال رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی  
 کتاب اللہ و عترتے اہل بدیتی۔ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 مثل اہل بدیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا بخ و من تخلف عنھا  
 غرق تیسرا وہ کہ ائمہ اہل بیت کی بزرگی اور علم و تقویٰ اور بڑی عبادت تھی علیہ السلام  
 و شیعیہ و قائل میں بخلاف دوسروں کے جو بزرگان کہ بالاتفاق ایسے فضائل سے موصوف  
 ہوں اتباع کے واسطے اولیٰ اور الیق میں ان سے کہ جن کی بزرگی مختلف ہو چو اب اس  
 کید کا یہ ہے کہ امام نبی کا نائب ہے اور نبی صاحب شریعت ہے نہ صاحب مذہب کیونکہ  
 مذہب نام اس راہ کا ہے کہ بعض امتیوں کو ہم شریعت میں لکھے اور اپنی عقل سے چند  
 قواعد و قواعد قرار دیں کہ دین میں موافق اس قواعد کے مسائل شریعیہ کا استنباط اس کے اخذ  
 سے کریں ایو واسطے مذہب فحمل صواب خطا کا رہتا ہے جب امام خطا سے معصوم ہے اور  
 حکم نبی کا رکھتا ہے مذہب کی نسبت اس کی طرف کرنی کو چھوڑ کر نہیں اسی لئے مذہب کو  
 طرف خدا تعالیٰ کے یا جبریل کے یا طرف دوسرے فرشتوں اور پیغمبروں کے نسبت کرنی  
 کا ان بخیر دی اور نایابی ہے بلکہ فقہائے صحابہ کو کہ نزدیک اہل سنت کے ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ  
 یقیناً افضل ہیں صاحب مذہب نہیں جانتے ہیں بلکہ ان کے افعال و اقوال کو فقہ کا ماخذ اور  
 دلائل احکام شمار کرتے ہیں و انکو وسایط جانب غیب سے علم شرعی کہ سمجھتے ہیں اور بحیثیت  
 و تقلید مجتہدین کی فی الحقیقت تبعیت ائمہ اہل بیت ظاہرین کی ہے کیونکہ فقہائے

مجتہدین فقہ اور مذہب اور استنباط کے قواعد حضرات ائمہ اطہار سے ہی لئے ہیں اور  
 سلسلہ اپنے شاگردی کا انہیں زیر گوارہ کو پہنچاتے ہیں پس رتبہ ائمہ اختیار کا اہل سنت کے  
 نزدیک رتبہ پیغمبر اور صحابہؓ کیا رکھے کہ ان کا اتباع مقصود رکھتے ہیں لکن مذہب جو کہ نسبت  
 ان کی طرف نہیں کرتے ہیں اگر حال شیعہ کا ہم بخوبی کھویں تو ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی  
 بتحیت ایسے لوگوں کی بجالاتے ہیں کہ وہ اپنی نسبت ائمہ کرام کے ساتھ اور اخذ  
 علم کا ادعا انہیں حضرات سے کرتے ہیں نہ ائمہ کا اتباع بلا واسطہ۔ ان اسبقیہ تفاوت  
 ہے کہ اہل سنت کے پیشوایاں اصول عقاید میں ائمہ اہل بیت کے مخالف نہیں تھے اور ائمہ  
 کرام ان کے حق میں بشارتیں دے رہے تھے بخلاف پیشوایاں شیعہ کے جیسے مشائخ اور احوال  
 طاق اور اس عین اور ان کے امثال کہ عقاید اصل میں صریح مخالف ائمہ کے ہوئے  
 اور بارگاہی شانہ کی جمعیت کے قائل تھے اور ائمہ انہوں سے بیزار رہے اور ان کے  
 عقاید کے بطلان پر گواہی دے دی اور ان کو دروغ گوئی اور انحراف سے منسوب کئے ہیں  
 چنانچہ یہ تمام مطالب اس کتاب کے باب سوم چہارم میں شیعہ کے روایات معتبرہ سے  
 منقول ہونگے حقیقتہ الامریہ ہے کہ منصفیہ نام کا اصلاح عالم اور دور کرنا فساد کا ہے  
 جسکی فتن میں یہ تصور پایا اسکی تکمیل فرماؤ اور جو کہ روش صواب و راستی پر ہوا اس کو  
 بحال رکھنا تحصیل حاصل اور ضروریات کی سمجھتی لازم نہ آوے پس حضرات ائمہ اپنے  
 زانو نہیں سلوک طریقت کے عقائد کو کہ اہم مقامات سے ہے بخوبی منتظم کئے اور تفرقہ  
 شریعت مطہرہ کا ذمہ یاران رشید و مصاحبان سجدہ کے حوالے فرمائے اور خود متوجہ  
 طرف عبادات اور ریاضات کے اور تربیت باطن و یقین اذکار و اوارد کے اور تعلیم  
 معلوۃ و دعوات کے اور التائے فوائد سلوک کے طالبوں پر اور خفایاں و معارف کلام  
 اللہ اور کلام رسول سے فائدے کے طریق کے ارشاد پر مشغول رہے ہیں اور سب سے  
 ایثار عزت اور جب غلوئے کے کہ لازم اس شغل شریف کا ہے طرف استنباط

اور اجتہاد کے التفات نہیں کئے۔ اس واسطے علم طرقت کے دقائق اور حقائق اور حقیقتِ نبوت  
 کے غوامض انہیں سے بہت منقول ہیں۔ اور اہل سنت سلاسلِ ولایت کو انہیں کے ذریعہ  
 عالیات میں منحصر رکھتے ہیں۔ اور حدیث ثقلین بھی اسی بات پر اشارہ کرتی ہے کیونکہ  
 کتاب اللہ واسطے تعلیم نظامِ شریعت کے کافی اور علم لغت اور اصول کہ وضع و عقل کے  
 ساتھ علاقہ رکھتے ہیں امداد کو فہمِ شریعت کے لیے کسی امام کے ارشاد کی حاجت  
 نہیں۔ ہاں جو محتاجِ تعلیم امام کے میں سلوک طرقت کے دقائق میں کہ صراحتہ کتاب  
 اللہ سے مفہوم نہیں ہوتے ہیں حضراتِ ائمہ اس اشارت کو سمجھ کر عثمان غنایت کو اپنے  
 اسی امر ضروری کے طرف مصروف کئے۔ اور اصول کو طریقِ اجمال پر القاء فرما کر  
 مجتہدین کے عقل و علم پر چھوڑ دئے اس لئے اجماع سے نئی و شیعہ کے کوئی ائمہ  
 کرام سے تالیف و تصنیف کسی کتاب کی اور تاصیلِ اصول اور تفریعِ فروع کسی علم کی  
 نہیں کئے تاکہ کتاب پر اسکے اور فن مدون پر اسکے استغناء واقع ہو۔ بلکہ روایاتِ مسائل  
 اور احکام کے ائمہ کرام کے یا روایں منتشر تھتے اور استنباط کے قواعد جزئیات میں  
 مخفی اور مستور رہے لایہ کوئی شخص چاہے کہ دے۔ تمام روایتوں کو جمع کرے  
 اور قاعدوں کو تتبع کر کے جدا لکھے۔ اور اجتہاد کے رسم و آئین کی بنیاد رکھے  
 پس معلوم ہوا کہ جیسا کوئی مذہب کی نسبت کسی امام کے ساتھ معاً نہیں رکھتا ہے اس طرح  
 اتباعِ امام بھی بلا واسطہ غیر مجتہد کو ممکن نہیں اس واسطے پیغمبر کی شریعت کی تبعیت میں  
 مقلد کو مجتہد کی وساطت ضرور دینا اگر برہمچریہ شیعہ اول امام علیہ السلام کے اتباع کا  
 ادعا کرتے ہیں لیکن جو مسائل کہ ائمہ سے منصوص نہیں اپنے علمائے مجتہدین کو مانند  
 ابن عقیل اور غنصائری اور یتیم لفظی اور شیخ شہید کو اپنے پیشوا بناتے ہیں اور ان کے  
 اقوال پر گو کہ ائمہ کے روایات صحیحہ کے مخالف ہوں فتوے دیتے ہیں چنانچہ بابِ فروع  
 میں بطریقِ نمونہ کے انشاء اللہ تعالیٰ چھوڑے مسائل ان کے مذکور ہونے کے جملہ فقہاء

کسی مجتہد کی کہ اس کے بعض اقوال ان کے بعض روایات کے مخالف بھی ہوں نزدیکی  
 کے جائز ہوا اور اتباع ائمہ مانع نہوا پس اہل سنت کو اتباع میں ابو حنیفہ اور شافعی  
 کے کیا گناہ لازم آیا بیش ازین نسبت کہ ان کے بعض روایات ائمہ کے مخالف نہ تھیں  
 فی الواقع یہ مخالفت باوصف اتفاق اصول قواعد کے مضر نہیں اور تبعیت کے دائرے میں  
 رہتے ہیں لہذا پس چنانچہ ہمیں یعنی محمد بن الحسن شیبانی اور قاضی ابویوسف شاکر دال  
 اور تاجان ابو حنیفہ کے میں اور بہت جگہ مخالفت اپنے استاد کی اختیار کئے ہیں علی ہذا  
 القیاس تمام قیاس میں اور ابن الاثیر حمزہ صاحب جامع الاصول کہ حضرت امام  
 علی بن موسی رضا کو ذاب امامیہ کا مجدد قرن ثالث میں کہا ہے پس ما داس کی یہ کہ  
 امامیہ اپنے مذہب کو اس نام کیساتھ پہنچاتے ہیں۔ اور اس وقت میں اپنے مذہب کا مانع اس کو  
 جاننے سے پہلے چنانچہ کہتے ہیں کہ علامہ تابعین میں اور عبداللہ ابن مسعود صحابہ میں مذہب  
 حنفی کے بانی تھے یا کہتے ہیں کہ نافع اور زہری قرن تابعین میں۔ اور عبداللہ ابن عمر  
 زہری صحابہ میں مذہب مالکی کے بانی تھے اور ابن الاثیر بھی جو لکھا ہے امامیہ کا زعم اور  
 معتقد لکھا ہے چنانچہ مذہب کے مجددوں کے نام بسبب اس مذہب والوں کے زعم  
 و اعتقاد کے لکھا ہے نہ ائمہ فی الواقع ایسا ہوا انتہی فقط

ان چار اصول کے مذہب کی حقانیت و سنیت کے باب میں شیخ الہند عبدالحق محدث دہلوی  
 شرح سفر السادات میں لکھتے ہیں جبکہ ترجمہ یہ کہ یہ چار ائمہ دین و ملت کے لاموں  
 اور مشرکوں میں ہیں چار حدیث اور صحابہ و سلف کے اقوال کو ضبط و ربط دے اور ان  
 تطبیق و توفیق کے لئے اور یہ قیام و زوال و نسخ و منسوخ کا بیان کر کے اور سبھی مبلغ  
 اس باب میں صرف فو کے لئے قیاس و اجتہاد سے کتاب و سنت کے احکام استنباط کئے  
 بیان میں صریح نہیں پائی گئی پس ہر غیر مجتہد کو ان حضرات کی تبعیت کے سوا



چارہ نہیں۔ پھر اسی میں لکھتے ہیں کہ مذہب حق اور راستہ منزلِ قصود کو پہنچنے کا اور خانہ دین میں داخل ہونیکے راہیں ہی چار مذہب ہیں۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے رسالہ عقد الجبر اور رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں اعلیٰ ان فی اخذ ہذہ المذاهب الادبۃ مصلحتہ عظیمہ۔ الیٰ ان قال والخروج عنہا من وجاعن السواد الاعظم۔ انتہی۔ اس پوری عبارت کا ترجمہ یہ جانا چاہئے کہ ان چار مذہب کے اختیار کرنے میں برائی مصلحت ہو اور اس سے مراد والی کرنے میں بڑی غرابی ہے ہم بیان کرتے ہیں اس مطلب کو کئے وجوہ سے پہلی وجہ یہ ہے کہ شریعت کو بچانے کے باب میں امت اجماع کی ہے اس بات پر کہ سلف پر اعتماد کریں لیکن تابعین پر اعتماد کریں صحابہ پر اور تبع تابعین پر اعتماد کریں تابعین پر اور ان کے نیچے کے لوگ تبع تابعین پر ایسا ہی سر نیچے کا طبقہ اپنے اوپر کے طبقہ پر اعتماد کیا چاہئے کیونکہ شریعت نہیں بچانے جاتی مگر نقل و استنباط سے۔ اور نقل نہیں مستقیم ہوتی مگر اس طرح کہ کیوں سے ہر طبقہ اپنے اگلوں سے ساتھ اتصال کے۔ اور استنباط میں یہ بات ضرور ہے کہ اگلوں کے مذہب کو بخوبی پہچانے تا نہ باہر ہو ان کے اقوال سے اور عرق نہ کرے اجماع کو اور سلف کے اقوال پر اعتماد کرنا جب متعین ہوگا۔ پس ضرور ہوا کہ ہودیں و اقوال جن پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ روایت کئے گئے ساتھ اسناد صحیح کے۔ یا جمع کئے گئے کتب مشہورہ میں اس طور سے کہ بیان کرے۔ راجح کو اس کے محتملات سے اور خاص کرے اس کے عموم کو بعض مواضع میں۔ اور فقید کرے اس کے مطلق کو بعض مواضع میں اور جمع کرے اس کے اختلافات کو اور بیان کرے اس کے احکام کے سببوں کو۔ ورنہ صحیح نہ ہوگا کہ اس پر اعتماد۔ اور نہیں ہے کوئی مذہب اس زمانہ آخر میں جو موصوف ہو اس صفت سے مگر یہی چار مذہب۔ دوسری وجہ یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتبعوا السواد الاعظم یعنی تابعین

کرو سواد اعظم کی۔ اور جب سب مذاہب گئے سو ان چار مذہب کے پس ان مذاہب  
الجبہ کی تبعیت سواد اعظم کی تبعیت ہے۔ اور لکھنا ان چار مذہب سے نکل جانا ہے سواد  
اعظم سے انتہی اور سواد اعظم باہر سواد آخرت کی خرابی کا سبب ہے پس

جب ان حضرات مجتہدین کے چار مذہب کی حقانیت معلوم ہو چکی اربان مذاہب معینہ کی  
تبعیت و تقلید کا حکم حواجب اسکایاں یہ کہ اس وجوہ کا حکم مطلق نہیں بلکہ اس میں  
فرق ہے سلف خلف کا یعنی اگلوں اور پچھلوں کے لئے۔ یعنی مذاہب مدوں و مشہور  
مہجے بعد پچھلے لوگوں پر مذاہب معینہ کی تبعیت و تقلید کے شک واجب ہے ہاں سلف جو  
مشہور تدوین مذاہب کے آگے ہوئے ان پر واجب نہیں چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ  
محدث دہلوی رسالہ المضاف میں کمال تحقیق و تدقیق سے لکھتے ہیں اعلیٰ ان  
الناس کا نوافی المائة الاولى والثانية غیر مجتہدین علی التقلید لمذہب  
معین بعینہ وبعد الماتین ظہر فیہم التمدد للجمہورین باعیانہم  
وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان هذا هو الواجب  
فی ذلک الزمان الی ان قال ینبغی ان یقاس بالتقلید لامام بعینہ  
انتہی۔ اس یوری عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ پہلی اور دوسری صدی میں مذہب معین  
کی تقلید پر لوگ مجتمع نہیں تھے اور دوسو برس کے (یعنی جب مذاہب مدوں ہو کے  
بخوبی جو طرف شہرت پکڑے) تب ظاہر ہوا لوگوں میں مذہب اختیار کرنا مجتہدین  
معین کا۔ اور مجتہد معین کے مذہب پر اعتماد نہیں کرنے والا اسوقت بہت ہی  
کم تھا اور یہ بات یعنی مذہب معین پر رہنا ان کے زمانے میں واجب تھی بالجمہ حضرت  
مجتہدین کا مذہب اختیار کرنا یہ ایک بھید ہے جو الہام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے  
علمائے دلوں پر۔ اور جمع کیا ان کو کسپر جانیں یا سچائیں۔ اگر تو کہیں گے کہ

ہو کہ یہ بات کہ یک چیز یک زمانہ میں واجب نہ ہو اور وہی دوسرے زمانہ میں واجب ہو  
 حالانکہ شریعت یک ہی ہے اسکا جواب یہ کہ واجب اصلی ہے کہ جو امت میں یک  
 شخص پر جاتا ہو احکام فریہ کو اس کے دلائل تفصیلیہ کے ساتھ جب پر اجراء کے  
 اہل حق - اور مقدمہ واجب کا واجب ہے - جب واجب کیلئے راستے بہت ہوں پس  
 واجب ہوا حاصل کرنا ایک راستہ ان راستوں بغیر تعین کرنے کے - اور جب متعین  
 ہو جاوے ایک ہی راہ تو واجب ہو گئی راہ مخصوص کیونکہ واجب کو حاصل کرنے کا راستہ  
 مقدمہ اس واجب کا جیسے کوئی شخص مخصوص کی حالت میں مبتلا ہوا جس کا ہلاک کا  
 اندیشہ ہی - اور دفع محضہ کیلئے راستے بہت ہیں جیسے طعام خرید کرنا - یا سو  
 جیکل سے چون لینا یا شکار کرنا وغیرہ تو واجب ہے کہ بلا تعین کوئی ایک راہ اختیار  
 کرے یعنی بلا تعین کوئی چیز حاصل کر کے اپنا قوت کر لے - اور جب شخص کوئی ایسی  
 جگہ پر ہے کہ وہاں طعام تیار شدہ حاضر ہے تو واجب ہے اس پر کہ طعام متعین ہی  
 خرید کر کے اپنی حاجت روائی کر لے - پس ایسا ہی سلف کو اس واجب کے حاصل  
 کرنے کیلئے راستے بہت تھے پس ان پر واجب ہی تھا کہ ان راستوں بلا تعین  
 کوئی ایک راستہ ہو اختیار کر لیں پھر جب بند ہو گئے وہ سب راستے مگر ایک ہی  
 راستہ کھلا ہے تو واجب ہو گیا حاصل کرنا اسی راہ مخصوص کا - اور سلف حدیث نہیں  
 لکھتے تھے مگر نیچے کے زمانہ میں اسکا لکھنا واجب ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں حدیث کی  
 معرفت نہیں ہوتی مگر کتب حدیث - اور سلف جب عربی زبان رکھتے تھے لغت  
 اور نحو میں مشغول نہ رہتے تھے - لیکن اس زمانہ میں لغت عربی کا جاننا واجب ہے  
 بسبب بعد زمانہ کے عرب اول سے - اور بھی ایسے ہی بہت سے مثالیں ہیں  
 اسباب پس مجتہدین کے تقلید کے جو کو بھی ایسا ہی سمجھیں

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی اس عبارت کا حال یہ ہے کہ احکام شریعت کی معرفت  
 میں عامہ مؤمنین کو ایسی حاجت ہے جیسے بھوکے آدمی کو غذا کی۔ اور بھوکے آدمی کو  
 غذا کیلئے جب تک طعام تیار شدہ متعین و مقرر نہ ہو تب تک اسکو یہی واجب ہے کہ جو چیز قابل  
 غذا ہو۔ وہ جہاں کہیں ملے بلا تعین حاصل کر لے خواہ میوہ یا شکاریا اور کوئی چیز۔ اور اگر  
 طعام تیار شدہ کھیں تو کھیت نقصان نہ ہو اور روری حاجت روانی کے موافق حاصل  
 ہو سکے۔ اور طعام بھوک کو دفع کرنے کیلئے ایسی غذا ہے مقرر کی اور کافی و دانی ہے  
 کہ اسکو غذا کے بعد پھر کسی چیز کی حاجت اصلی باقی نہیں رہتی بخلاف میوہ یا شکار وغیرہ  
 کہ یہ دفع بھوک کے چندال کافی نہیں۔ اور طعام شرم کی غذا کا مجموعہ بھی ہے۔ پس  
 ایسی چیز بالیقین باسانی تمام حاصل ہو سکے اسکو چھوڑ کے پھر بھوک دفع  
 اگر نیکے لئے میوہ یا شکاریا اور کوئی چیز تالاش کرنا صرف نادانی یا دیوانہ پن ہے  
 یا لڑکوں کا کھیل۔ یا ایک جگہ ایسا طعام حاضر رہتے ہوئے پھر دوسری جگہ کا طعام تالاش  
 کرنے نکلنا یہ بھی عبث و بیاہ اور بولواؤں کا۔ ایسا عبث و بیفائدہ کام جو بلا ضرورت  
 شرعی ہو دین میں اہلوجہ تہمتا ہے بھوکے آدمی کو واجب ضروری تھا کہ طعام تیار  
 شدہ جو بالیقین حاضر ہے اسی کو غذا کرے نہ کہ اسکو چھوڑ کے اور چیز تالاش کرتا پھر  
 یعنی صحابہ کے زمانہ میں احادیث مختلفہ و متفرقہ ناسخ و منسوخ مؤئل غیر مؤئل معائن  
 غیر معارض عام و خاص مطلق و مقید وغیرہ کے فرق کے ساتھ مع احکام مستنبطہ یک جگہ  
 جمع نہیں ہوئی تھیں علیات کے باب میں ال چیزوں کے مجموعہ کا ایک طریقہ ایک مذہب  
 طعام تیار شدہ کے مانند متعین و مقرر ہونے نہیں پایا۔ اگر یہ کام اسوقت ہوا ہوتا  
 دین کے کسی امر میں کچھ اختلاف ہی نہ ہوتا اور مذہب بھی جدا جدا نہ ہوتے اور حدیث کے  
 کتابیں بھی جدی جدی نہ ہوتیں اور حدیث کی صحت و ضعف وغیرہ میں بھی اختلاف نہ  
 آتا عرض اس زمانہ میں ہر شخص پر یہی واجب تھا کہ جو جانتے والا ملے اس سے مسئلہ

پوچھ لپوے جسکو جو حدیث علی اس پر عمل کر لے اور دفع حاجت کرے۔ جیسے بھوکے آدمی کو  
 جب طعام تیار شدہ نہ ملے تو اسکو بھی واجب ہے کہ کسی ایک چیز سے میوہ ہو یا شکر  
 جسقدر ملے اسقدر حاجت روانی کر لے۔ اس زمانے میں ایسا ہی عمل چلتا تھا جب  
 تابعین تبع تابعین کے زمانہ میں یعنی صدی دوم میں آیات و احادیث کے معانی و مطالب  
 صحابہ کے قول و فعل کی مطابقت اور تاسخ و منسوخ معارض غیر معارض۔ مؤل غیر مؤل  
 عموم و خصوص مطلق مقید کے فرق اور اس کے احکام کیساتھ ایک ایک جمع و مدون  
 ہوئے۔ اب اس طرح تمام تیار شدہ کے مانند قرار پائے۔ دوسری صدی بھی پوری ہوئی  
 پھر مذہب کے فقہ کی تعلیم و تدلیس جاری ہوئی اور ہر مذہب کی کتابیں اس کے قول  
 و فروع اور اسناد حدیث و آثار کیساتھ منب و مفصل سوئے تصنیف و تالیف ہونے  
 لگیں۔ ہر مذہب عرب و عجم میں شہرت و شیوع پکڑا۔ جو شخص جو مذہب اختیار کیا  
 عملیات کے مسئلہ میں عبادات ہو یا معاملات وغیرہ اس مذہب سے اسکی پوری حجت  
 روائی ہونے لگی۔ اور دوسرے متفرق راستے میں بند ہو گئے۔ مذہب الجمع کی بھی ایک  
 شاہراہ باقی رہی جس پر ملت جلی رہی۔ پس ہر شخص اسی راہ و مذہب کو اختیار  
 کرنا واجب ہو چکا۔ کیونکہ احکام شرعی کی معرفت جو واجب ہے۔ مذہب اس کے حاصل کرنے کا طریقہ  
 اور مقدمہ ہوا۔ اور واجب کا مقدمہ بھی تو واجب ہی ہے۔ پس مذہب کا قول کو اختیار کرنا  
 جب وہ عملیات کی پوری حاجت روانی کرتا ہے پھر اسکو بلا ضرورت شرعی چھوڑنے سے  
 طرف ہٹنے کی ہرگز حاجت نہ رہی اور یہ امر زمانہ سلف میں واجب ہونا کو یہ ضائقہ نہیں  
 بہتے امور دینیہ جو دین کے مویات سے ہیں پچھلے زمانہ میں واجب حکم ہونے کے ہیں یہی  
 تصنیف کتب اور علم صرف و نحو کا پڑھنا علم دین کے مدرسہ بنا کرنا اور ایسے ہی بسا امور  
 و پس جیسا مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مذہب معین و مدون اختیار کر کے  
 اور اس کی تبعیت و تقلید واجب ہوئے تھے میں زمانہ سلف و خلف کا فرق بتلائے

ہیں مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی شرح سفر السعادت میں ایسا ہی کہتے ہیں چنانچہ  
 لکھتے ہیں درینجا اختلاف نے درویش پیشیان و پسینان رتہ و اس د یعنی عمل بالحدیث (طریقہ)  
 مستند بالست امام دین روزگار اس کا صورت نمونی بند و جز متا بعبت مجتہداں کردن و درکب الیشا  
 رکن سبیلے بنو دو چارۃ نے انتہی ملخصہ

مکمل

سلف کے سوا کچھ لے زادہ کا ہر عامی مذہب میں اختیار کرنا جو واجب ہے اس جو کچھ کیا سبب سے  
 معلوم کیا جائے کہ یہ امر دو سبب سے واجب ہوتا ہے پہلا سبب یہ کہ عامی دو قسم کا  
 ہوتا ہے ایک عامی کتب دوسرا عامی منتسب الی الذہب۔ عامی کتب وہ ہے کہ کبھی کوئی  
 ایک مذہب سمجھی اختیار کیا جیسے نوبالغ و نو مسلم وغیرہ پس اسکو بے شک اختیار ہے کہ چار  
 مذہب سے کوئی ایک مذہب اختیار کر لے۔ اور عامی منتسب الی الذہب وہ ہے جو کوئی ایک  
 مذہب اختیار کر چکا ہو۔ یعنی حق تعالیٰ اقرآن مجید میں فرماتا ہے فاسئلوا اهل الذکر ان  
 کنتم لا تعلمون یعنی نہیں جانتے والے جاننے والوں کو چھینا جائے جب یہ  
 حکم خود حق تعالیٰ ہی کیا پس واجب ہو چکا۔ اور جو شخص حدیث اجتہاد کو نہ پہنچا گو کہ وہ اپنی  
 عالم علامہ ہو مجتہد مطلق کے نسبت نہیں جانتے والا عامی ہی ٹھہرا بتفاوت درجہ۔ اسی  
 واسطے الفاظ النیام میں لکھتے ہیں کلاس زمانے کے دستار بنداں یعنی فارغ التحصیل  
 علما کبھی علوم کے دائرہ سے خارج نہیں باعتبار علم اجتہاد کے انتہی غرض اسکو واجب  
 ہو کہ جاننے والے یعنی مجتہد مطلق سے پوچھے۔ کیونکہ اہل ذکر و قرآن مجید میں وارد  
 ہوا مطلق ہے۔ اور مطلق منصف ہوتا ہے فرد کمال کے طرف۔ پس علم عقاید میں علمائے  
 عقاید یعنی متکلمین اقلو کالمہ میں اور علم تصوف میں صوفیہ کرام اور عبادات یعنی علم فقہ  
 یہ چار مجتہدین مسلم الاجتہاد اقلو کالمہ ہیں پس ہر فن کا مسئلہ اس فن کے اہل ذکر یعنی  
 اقلو کالمہ سے ہی پوچھنا اللہ کے حکم سے واجب ہوا۔ اسی واسطے مولانا شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی قول الجہیل میں سالک کا خدا کو کئے باتیں ضرور ہیں لکھتے ہیں از انجملہ یہ بھی فرما  
 ہیں کہ وہ راغب ہوسنت میں اور احادیث اور ان صحابہ کی تتبع کرے اس شرح و بیان کے  
 ساتھ جو فقہائے متقدمین تلامذہ میں چنانچہ کہا راغباً فی السنۃ متبعاً لحدیث رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آثار الصحابة طالبا للشرح و ما بینہا من کلام  
 الفقہاء المحققین المائلین الی الحدیث عن النظر انتہی - غرض مجتہد کا  
 مذہب معین طعام تیار شدہ کے مانند رہنے اور بھوکا آدمی اپنی حاجت روائی کیلئے کسی کو اختیار  
 کرنا واجب رہنے کے سبب سے اور فرق کا مسئلہ اس فن کے کامل ہے پوچھنا بھی حکم الہی فاسئلوا  
 کے موافق واجب پوچھنے کے سبب سے وہ عامی یا مجتہد فقہ کے مسائل علیحدگی ایک مجتہد سے جو فرد کامل  
 ہے پوچھا۔ یعنی ان چار امانوں کے چار مذہب سے کوئی ایک مذہب اختیار کیا تو وہ شخص عامی  
 منتسب الی المذہب ٹھہرا۔ ایسے عامی کو واجب پوچھنا کہ اس مذہب مخیر و مختار پر ٹھہر  
 رہے۔ جب تک کوئی ضرورت شرعی دائی نہ ہو کسی امر میں مخالفت اس مذہب کی نہ کرے  
 مولانا شاہ ولی اللہ محدث عقدا الجید میں لکھتے ہیں والمرجع عند الفقہاء ان العامی  
 المنتسب الی المذہب لہ مذهبہ ولا یجوز مخالفتہ یعنی تمہاری فقہائے  
 قوی اور مرجع تریہ بات ہے کہ عامی منتسب الی المذہب کو اس کا مذہب ہے اور اس کو کسی مخالفت  
 جائز نہیں انتہی۔ اور عامی منتسب الی المذہب کو مذہب معین کی تبعیت و تقلید جو واجب ہے  
 اس کا دوسرا سبب یہ کہ اگرچہ کہنے کو مجتہدین کی یا ان کے مذہب کی تقلید کہلاتی ہے لیکن  
 حقیقت میں وہ خدا اور رسول اور قرآن و حدیث کی ہی تبعیت و تقلید ہے پس وہ کونکر  
 واجب ہو۔ ہر مذہب کے فقہ و حدیث کے کتابیں دیکھ لیجئے کہ مسئلہ پر ہزاروں جگہ  
 قرآن سے یا حدیث سے یا آثار صحابہ سے نص صریح موجود ہے۔ نادر کسی جگہ جہاں نص  
 صریح نہ پائی جاوے اسی قرآن اور حدیث اور آثار سے نص اجتہادی و قیاسی لکھی ہے  
 غرض کسی وجہ سے بھی ہو چارو مذہب میں کوئی مسئلہ دلیل قرآن و حدیث سے خالی نہیں

چنانچہ علامہ پرید بات پوشیدہ نہیں خصوصاً مذہب حنفی کے کتب فقہ و حدیث میں دیکھ لیں تو یہ بات کجوبی ظاہر ہوگی کہ فقہاء و محدثین حنفیہ اپنی کتابوں میں مسئلہ پر کتاب اللہ خصوصاً احادیث و آثار سے سنیوں بتلاتے ہیں جیسے مسند حماد و فرزند امام اعظم مسند صفحہ وغیرہ فتح القدیر شرح بدایہ علیہ شرح بدایہ علیہ شرح بخاری کرمانی شرح بخاری معانی الآثار طحاوی عقود الجوارح حنفیہ فی دلائل مذہب ابی حنیفہ شرح مشکات ملا علی قاری شرح مشکات شیخ عبدالحق دہلوی شرح سفر السعادت تیسلیقاری شرح بخاری مظاہر حق شرح مشکات فتح المنان شیخ دہلوی فیض الباری شرح بخاری وغیرہ اسکے سوا مواہب الرحمن یک کتاب ہے جسکا شارح لازم کر لیا ہے یہ بات کہ مذہب حنفی کے مسئلہ پر قرآن یا بخاری و مسلم کے ہی جیوشوں سے سنیوں بتلا دینا کج و نیک و لیسائی بتلایا ہی پس جب مذہب حنفی کبھی سنن و احادیث کے معانی و مطالب کا کسی ایک مجموعہ ہی اور اسکا طریقہ طریقہ سنت ہے مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذہب الحنفی طریقتاً لیسقۃ  
 ہی اوفق الطرق بالسنة المعرفة یعنی معلوم کر لیا مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مذہب حنفی میں جو طریقہ ہے وہ طریقہ لیسقۃ ہے جو سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ موافقت رکھتا ہے پس۔ ہاں اتنی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجراء و اتفاق شریعت میں اللہ کے طرف سے نائب مختار تھے مناسبت آپ کا عمل خصوصاً سنن و مستحبات میں مختلف واقع ہو کرتا تھا کبھی ایک عمل کرتے پھر کو ترک فرماتے سوا احادیث بھی مختلف صادر ہوئیں جس میں صحابی کو جو حدیث یاد تھی وہ اپنے پچھلوں کو پہنچایا پھر عن فلاں عن فلاں کے واسطے سے احادیث چار و ائمہ مجتہدین تک پہنچے پھر عن فلاں عن عن فلاں ہوتے ہوئے بخاری و مسلم و دیگر ائمہ محدثین کو بھی پہنچے لیکن پہنچانے والے راویوں کے عدالت و تقویٰ اور حفظ و صداقت کے باعتبار حدیث کو ایک ایک نام ٹھہرا



جیسے صحیح ضعیف مشہور و سرسری وغیرہ انہیں بھی یعنی صحت و ضعف کے قاعدے میں اپنی اپنی تحقیق کے موافق مجتہدین میں با یکدیگر اور محدثین میں با یکدیگر اختلاف بھی واقع ہوا یہاں تک کہ ایک حدیث ایک کی تحقیق میں صحیح ٹھہری۔ دوسرے کے پاس اس کی تحقیق کے باعتبار ضعیف تھی تو اسکے پاس صحیح غرض اس اختلاف کے نظر کرتے امام اعظمؒ یا دیگر حنفیہ کے پاس اگلے زمانہ میں صحت یافتہ کسی حدیث کو نیچے کے محدثین جیسے صحاح ستہ والے اپنے قاعدے کے موافق ضعیف کہے ہوں لیکن ان کے کہنے سے لازم نہیں کہ وہ صحیح حدیث فی الواقع ضعیف ہو جاوے اسی واسطے شیخ ابن ہمام محدث کہتے ہیں کہ حدیث کا صحیح ہونا اور ضعیف ہونا اگلے اور پچھلے زمانے میں مختلف ہے بہت سے حدیثیں متقدمین کے پاس صحیح اور قوی ہیں اور متاخرین کے پاس ضعیف اسکا وجہ یہ ہو سکے کہ جتنے راوی امام اعظمؒ کے اور ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھے سب صحت کی شرطیں جمع تھیں اسی واسطے وہ حدیثیں صحیح اور قوی ہوئیں پھر ان کے زمانے کو بعد ان احادیث کے روایت میں دوسرے اور واسطے زیادہ ہوئے اور ان دوسرے راویوں نے صحت کی شرطیں پانچ گنیں اسی واسطے وہی حدیثیں پچھلے محدثین کے پاس ضعیف ٹھہریں پس اگر پچھلے محدثین سے کسی کسی حدیث کو ضعیف کہا تو اس سے لازم نہیں آتا کہ امام اعظمؒ کے زمانہ میں بھی وہ حدیث ضعیف تھی فافہم

کمال

جانا چاہئے کہ حدیث کی روایت جین جعفر راویاں کم رہتے ہیں شک شبہ کو گنجائش نہیں رہتی جعفر زیادہ ہوں راویوں کی عدالت و تقویٰ وغیرہ میں شبہ رو دیتے ہیں پس حدیثیں ضعیف پیدا ہوتی ہیں یہاں امام اعظمؒ کے وقت نہیں تھی کیونکہ ان زمانہ زمانہ صحابہ قریب سے آنکے راویوں کا واسطہ آنحضرتؐ تک دقتیں سے زیادہ نہیں تھا صحابی یا تابعی یا تابعی سے تابعی نادر ہیں تب تابعی پس اذا صلح الحدیث فہو مذہبی یعنی جب حدیث صحت کو پہنچتی ہو میرا مذہب ہوتا پس ایسے قوی اور کم راویوں سے امام کے پاس زمانہ تابعین میں

صحت کو پہنچی سو حدیث بھر ایک سو برس کے بعد راویوں کی زیادتی کے سبب امام بخاری و مسلم اور ان کے شاگردوں کے پاس ضعیف ہوئی تو کچھ پرواہ نہیں اسی واسطے شیخ نور الحق محدث دہلوی تیسیر القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم کے پاس جب صحیح حدیث کی ہو چکی تھی نہ امام بخاری کی تحقیق و تصنیف اس کے معارض ہو سکتی ہے نہ امام مسلم کی و پس شامی سند خوارزمی سے لایا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد دینار آدمی ترک جمح ہو چکے سب میں اجل و افضل چالیس تھے جو درجہ اجتہاد کو پہنچے تھے اگر کوئی مسئلہ دپیش ہوتا امام ان اصحاب تلامذہ سے ایک سے تنگ نہیں بکت و مناظرہ کرتے اور ان کے پاس جو احادیث ہیں سنتے اور اپنے پاس جو احادیث ہیں بیان کرتے یہاں تک کہ آخر قول استقرار پایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام اعظم کو دیکھ کے فرمایا اسی فلاں میں تجھ کو دیکھا ہوں کہ زندہ کرنے والا ہی سنت کو میرے جد کے تھے کہ اللہ کے طرف سے مدد و توفیق ہے راہ چلنے کے تیرے ساتھ

مکمل

جب مذہب معین کی تبعیت و تقلید واجب ہونے کے دو مذہب امام سو۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے رسالہ انصاف و عقد الجید اور مولانا شیخ عبدالحق دہلوی کی شرح سفر السعاد کی کئی عبارات سے جو کلام محققانہ و مصنفانہ ہے یہ بات معلوم ہو چکی کہ مذہب معین کی تقلید کا وجوب متقدمین و متاخرین میں مختلف ذیہ ہے کہ زمانہ سلف یعنی اگلے زمانے میں دوسری صدی تک اس کے وجوب پر سب لوگ مجتمع و متفق نہیں تھے لیکن اس کے بعد کے زمانے سے جو مذہب مدونہ کی تعلیم و تدريس اور تصنیف و تالیف سے ترویج و تشہیر ہو چکی اور کیا کیلئے ہر ایک مذہب کے متقی اور آسانی ہر دست ہونے لگا جب کوئی آدمی کسی ایک مذہب کو اختیار کیا تو پھر وہ دوسرے طرف جانے کی حاجت اصلی باقی نہ رہی پس یہ وجوب ثابت و متحقق ہو چکا۔ تاہم اگر آدمی ہو گا جو اس وجوب کا قائل نہ ہو۔ تو یہ بات بھی معلوم ہو چکی کہ یہ امر اگلے زمانے میں واجب نہ رہنے اور پچھلے زمانے میں واجب ہو چکی کیا وجہ ہے اور یہ وجوب کس طرح ناماشی ہوا

جب یہ سب باتیں معلوم ہو چکیں۔ اب جاننا چاہئے کہ مطلق مجتہدین کی تقلید کے واجب ہونے پر تقلیدین وغیرہ میں سے کسے سب قایل و متفق ہیں جو اہل علم کہ حدیث و فقہ میں مہارت نامہ فہم سلیم رکھتا ہو اسکا مخالف نہیں اور وہ اس بات کو روا نہیں رکھتا کہ عملیات و فحشیت میں احادیث و آثار کے فہم معانی میں آدمی کسی ایک مجتہد کو اپنا پیشوا و استاد نہ ٹھہراوے اور اسکی تبعیت و تقلید نہ کرے۔ افہام ناقصہ کا یہ رویہ یا نہ لازم ہے مطلق العنان ہو جانا سمجھنا۔ بلکہ اس زمانہ میں بعض لوگوں کے درمیان اختلاف رو دیا ہے تو محض استہمال ہے کہ مذہب معین یا مجتہد معین کی تقلید جبکہ تقلید شخصی کہتے ہیں واجب نہ ہو بلکہ کچھ بڑا میں جو واجب ٹھہر بعض لوگ اسکو نہیں مانتے ہیں جب یہ اختلاف عوام الناس میں نہلا و جدال اور ففاق و شقاق کا باعث ہوا اب ہم تنزل کر کے کہتے ہیں کہ مطلق مجتہدین کی تقلید ہو کر یا مجتہد معین کی اسکا وجوب طرح پیدا ہوا ہے اور وہ کہاں سے ثابت ہوا اور یہ تقلید واجب ہونیکا سبب کیا ہے اور یہ واجب کیسا ہے چنانچہ ہم یہاں مختصر ایسا بیان کئے ہیں۔ بارے اگر کسی کا ذہن فہم اسکو قبول نہ کرے اس بحث کو اس کے اہل محل پر چھوڑ دیجئے اگر مذہب معین و مجتہد معین کی تبعیت و تقلید کیا کرنے کے لئے اتنی بات تو اس سے بڑا نا شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ قرار داد علما متاخرین کا تقلید مذہب معین ہے دین کی مصلحت اور امور دین و دنیا کا ضبط و ربط اسی میں ہے وہی مختار و پسندیدہ ہے اور اسی میں خیر ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ قرار داد علماء و مصلحت دیدار میں در آخر زمان نصین و تخصیص مذہب است و ضبط و ربط کار دین و دنیا ہم درین صورت است قرار داد علما متاخرین بہرست ہو المختار و فی الخیر انتہی لفظ و لکشا کسی اخیر کو اختیار کرنے کیلئے اسکی خبر و خبریت و خوبی بس کرتی ہے دیکھئے کہ دین میں جو امر کہ مستحب و تحسن رہتا ہے اگر یہ وہ اختلافی ہو خوف خدا و اندیشہ آخرت رکھنے والا مرد مسلمان ناو مسیح اسکو اختیار کرتا ہے پھر یہ واجب ہو کہ وہ اختلافی ہو بلا ضرورت شرعی کہو نہ اسکو نہ

کریں علم والی صاف ہی حکم کرتا ہے۔ ہاں تعصب اور غلو فی الدین ایک اور بات ہے  
ایزود تعالیٰ شانہ مومنوں کو توسط نصیب کرے افراط اور تغریط اور غلو سے بچاؤ کہ میں

مکمل

مجتہدین میں ہر مذہب میں کی تقلید کا وجوب جو اختلافی ہے سو یہ اختلاف کس طرح پر ہے معلوم کیا  
چاہا کہ زائد سلف میں یعنی پہلی اور دوسری صدی میں یہ امر واجب نہیں تھا۔ بلکہ اس وقت عمل  
یوں جاری تھا کہ انہیں جو مجتہدین کتاب و سنت پر اپنے اجتہاد سے عمل کرتے تھے۔ اور جو مجتہدین  
لا الزام بہ صراحت اور بلا تعین کسی ایک مجتہد کے طرف رجوع لاتے چنانچہ شرح سفر السعاد  
میں شیخ عبدالحی محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ ایشیائے یعنی متقدمین تعین مذہب و اتباع  
مجتہد واحد را از واجبات نمی داشتند۔ مجتہد الی را علی باجہاد خود دلور۔ وسیل عوام رجوع  
بایشان ہے۔ لکن اکثر امثالیت احدی کے کنت انتہائی اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی  
رسالہ الصافی میں یونہی تحریر فرماتے ہیں اعلیٰ ان الناس كانوا فی المایة الاولى والثانية  
مجتہدین علی تقلید الذہب معین بعینہ انتہی اور چار مذہب کی بنا تو زمانہ سلف یعنی  
دوسری صدی کے اندر ہو چکی۔ پھر دوسری صدی پوری ہوئی کہ مذاہب معینہ مرتب ہو گئے بخوبی  
شہرت کیلئے۔ کسی کو ہدایت ہونے لگے۔ اور ہر مذہب اپنے مقلد کو عبادات و معاملات وغیرہ  
میں قرآن و حدیث اور اجماع و آثار صحابہ کے دلائل سے بخوبی سربراہی دینے لگا۔ یہ تقلید  
مذہب متقدمین کی بھی واجب ہو چکی۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث اسی رسالہ الصافی میں  
لکھتے ہیں وجہ الماتین ظہر فیہما المذہب المجتہدین باعیانہم و قل من کان لا  
یعتد علی مذہب مجتہد بعینہ و کان هذا هو الواجب فی ذالک الزمان انتقلی غرض کہ  
یہ متقدمین میں واجب نہیں تھا۔ پرماتخرین میں واجب ٹھہرا۔ اس کے سوا دوسرا اختلاف جو خود  
متاخرین میں رویا ہے یہ ہے کہ انہیں کئے علماء و فقہاء اسکو واجب کہتے ہیں اور کتنے  
غیر واجب بتاتے ہیں۔ تاہم وجوب جیسے امام احمد بن حنبل۔ اور امام غزالی اجماع الحکماء

میں وکیما میں۔ امام شجرانی میزان صغریٰ میں جہتانی تقایہ شرح مختصر وقایہ میں شامی  
 حاشیہ درختائیں۔ اور شیخ ابن ہمام شرح ہدایہ میں۔ اور امام جلال الدین سیوطی حشر المتوہبات  
 میں اور صاحب خزائن الروایت اور صاحب بحر الرائق رسالہ زمینیہ میں۔ اور صاحب تحفہ  
 اور خطاوی اور شارح ملقی اور صاحب فتاویٰ عالمگیریہ۔ اور جلال الدین محلی شرح صحیح بخاری  
 میں اور صاحب تفسیر احمدی اور ایسے ہی کئے علماء فقہاء اپنے کتابوں میں۔ یہ علماء کہتے ہیں کہ  
 آدمی جب ایک مذہب اختیار و التزام کیا اور اس کے طرف منتب ہوا۔ اس کو واجب ہے کہ اسی  
 رہے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام ہے کیونکہ کسی بات کو باعتبار غلبہ حق اختیار کئے بعد  
 اسکو چھوڑنا بغیر اسکو ناحق جاننے کے نہوسکیگا۔ پھر ایک ہی امر حق و ناحق کیونکر ہو سکے  
 چنانچہ مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لائے ہیں ولولتزم مذهباً معیناً ففعل بلیزماً  
 الاستمرار علیہ لم لا ففعل نعم بحجج الانتقال من مذهب الی مذهب احرازاً لاجتماع  
 لا یخلو من اعتقاد غلبۃ الحقیقۃ فیہ اور جو علماء وجوب کے قائل نہیں یہ ہیں جیسے مولانا  
 اکل صاحب عنایہ قرافی۔ عابد سندی۔ علامہ سید بادشاہ شارح تحفیر الاصول شیخ ابن  
 ہمام صاحب تحفیر الاصول مولانا بحر العلوم وغیرہم علماء کہتے ہیں کہ التزام مذہب معین واجب  
 نہیں۔ دوسرے مذہب طرف نقل کرنا بیشک درست ہے کیونکہ واجب ہی جو خدا تعالیٰ واجب کیا  
 ہو حالانکہ ایک امام کے مذہب کو التزام کرنا خدا تعالیٰ واجب نہیں کیا۔ پس امکاناً کجا  
 تشریح جدید ہے چنانچہ بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں وقبل لا یجوز الاستمرار  
 علیہ و یصح الانتقال اذ لا واجب الا ما وجهہ اللہ ولم یوجب علی احد ان یتنہہ  
 بمذہب و جل من الامۃ فایجابہ فتنہ اح جدیداً فتح ہو تحفیر الاصول میں بھی  
 شیخ ابن ہمام نے یہی لکھا ہے لتین مذہب کے وجوب میں تنازعین کے درمیان یہ  
 اختلاف جواب سے چلا آتا۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی طرغین کے قائل  
 تعلقہ مسالہ عقد الجدید میں ذکر کئے ہیں۔ اب ہم اس اختلاف میں اگر غور و تأمل کریں

اور نظر تنقید سے دیکھیں۔ تو واضح ہوتا ہے کہ جو علماء و جو کہ قائل ہیں وہ بھی حق ہیں  
 اور جو علماء و جو کہ قائل نہیں وہ بھی حق ہیں۔ ان اختلافات و درمیان ایک وجہ تطبیق و  
 توفیق متحقق ہے کہ سب پر طریق کے غلات متعقدین بخوبی پے نہ لیجا کے تعصب کو کام نہ فرما رہا  
 ہیں۔ اب وہ وجہ تطبیق و توفیق کیا ہے معلوم کیا جاتا ہے کہ التزام مذہب محکم پر ہے کہ  
 التذکرے واجب نہیں یعنی نہیں فرمایا کہ فلاں مذہب ہی اختیار کریں اور اسی پر استمرار کریں  
 یعنی وہ واجب واجب قطعی نہیں جو محض فرض یا فرض کا ہم ملو ہو۔ بلکہ وہ من وجہ واجب و مینہ  
 اور قسم کا واجب ہے۔ اور وہ اس طور سے ناشی ہوا ہے کہ احکام شرعیہ کی معرفت جو واجب اصلی ہے  
 مذہب اس واجب کو حاصل کرنے کا طریق اور اس واجب کا مقدمہ ہے اور جو کہ واجب کا مقدمہ ہو  
 وہ بھی واجب ہے یعنی مذہب شریعت کے احکام اصولیہ و مسائل شرعیہ اور دلائل قضائیہ کا  
 مجموعہ ہے۔ کہ اصول کے قواعد اور مسائل فروع کی صورت اور قرآن و حدیث آثار صحابہ اجماع  
 و اجتہادات صحیحہ سے اسکی دلیلیں۔ یہ سب مذہب سے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ بغیر اتباع مذہب سے  
 ان چیزوں کی معرفت ہو سکتی نہیں۔ پس ان احکام شرعیہ کی معرفت جو دین میں واجب  
 اصلی ہے۔ مذہب کی بحیثیت و تکید اس واجب اصلی کو حاصل کرنے کا۔ طریق اور مقدمہ  
 شہری اور واجب ہوئی۔ چنانچہ مطلب ہو لیا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قول فیصل  
 و کلام متفقانہ سے جو رالہ انصاف میں لکھتے ہیں۔ اور انصاف کی دلویت میں معلوم ہوتا ہے  
 و ہونا انوار الایضی ہوا ان یكون فی الامۃ من یقرن الاحکام الفرعیۃ و أدلتها التفصیلیۃ اجمع  
 علی ذلک اہل الحق۔ و مقدمۃ الواجبات۔ فاذا کان للواجب طریق بظرفہ متعدّدۃ و جب تفصیل طریق من  
 ینالک الطرق من غیر تعین و اذا تعین لہ طریق واحد وجب ذلک الطريق بخصوۃ انتہی۔  
 نتیجہ میں کی بحیثیت و تکید حسیا واجب اصلی کا مقدمہ شہر کے واجب ہوئی ایسا ہی واجب اصلی کی  
 موقوف علیہ شہر کے بھی واجب ہوتی ہے یعنی دین میں چند چیزیں ایسی ہیں کہ  
 واجب اصلی کے موافق موقوف علیہ شہر کے واجب ہوئی ہیں کہ بغیر ان کے حاصل واجب

اتمام کو نہیں پہنچتا۔ ہونہر بھی ان ہی چیزوں میں داخل ہے چنانچہ طبعی شرح  
 مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں والاشغال بعلم الخواذی یعنی ہم کلام اللہ و رسولہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم و حفظ اعراب الکتاب والسنۃ وتدوین اصول الفقہ و فروعہ والکلام فی المخرج  
 والتعديل وتمييز الصيغ والقيم والزوع على الجريته والقدرية والمرجية والمجتهبة  
 لَا تَحْفَظُ الشَّرِيعَةَ وَاجِبٌ وَذَٰلَآئِهَا فِي الْأَبْدَانِ لَكَ وَمَا لَا يَتِمُّ الْوُجُوهُ  
 إِلَّا بِهِ فَقَدْ وَاجِبٌ انتہائی۔ یعنی شغل علم صرف و نحو کا جس سے کلام خدا و رسول  
 معلوم ہوتا ہے اور قرآن و حدیث کے اعراب کی حفاظت اور قرآن کی تفسیر اور حدیث کی  
 شرح جو قرآن و سنن و شراہین حدیث بتلاتے ہیں (اور فقہ کے اصول و فروع کی  
 تدوین) جو چار ائمہ مجتہدین نے کی ہے یعنی ان کے مذاہب معینہ (اور حدیث کے  
 جرح و تعدیل میں کلام کرنا اور صحیح و سقیم میں تمیز کرنا) جو اہم بخاری و مسلم و دیگر اگلے  
 پچھلے محدثین نے کیا ہے (اور جبریہ قادیانہ مرحیہ مجتہدہ و دیگر فرقہ ہائی اہل ضلالت کو  
 رد کرنا) جو علمائے مکملین نے کیا ہے (ان سب چیزوں سے شریعت کی حفاظت بخوبی  
 ہوتی ہے۔ اور شریعت کی حفاظت اصل واجب ہے۔ اور یہ واجب حاصل نہیں ہوتا  
 مگر ان علوم سے اور جو چیز کہ بغیر اس کے اصل واجب تمام کو نہ پہنچے وہ بھی واجب ہے  
 مخفی نہ رہے کہ واجب اصلی کا مقدمہ و موقوف علیہ پھر کے دین میں ایسے بہت سے واجب  
 ناشی ہوئے ہیں۔ اور دین کے قیام و استحکام کا سبب بھہری ہیں گویا وہ خیمہ دین کے  
 طعنے اور آوندیں۔ اس سبب سے دین اب تک کمال ضبط و ربط کے ساتھ چلا آیا  
 پس ایسے واجبات کا ترک و انکار دین کے احکام اور شریعت کے حدود میں کیونکر خیر الی  
 و خلل اندازی نہ کر گیا۔ لیکن ان چیزوں کا جو اب اس صورت کے ساتھ صحابہ کے زمانے میں  
 نہیں تھا۔ بسبب اس کی عدم احتیاج کے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کا اعراب اور اس کی تفسیر  
 شرح اور اس کے مطالب و معانی مختصرہ و مستنبطہ صحابہ کرام کے فہام منور و پیر روشن

اور انکی زبان بھی عربی تھی۔ اور حدیث کا صحت و سقم تو انکو معائنہ تھا کہ خود و گراویان یہ سنہ  
تھے۔ اور ان کے زمانہ میں بہتر مذہب بھی پیدا نہ ہوئے۔ اور اس کے تضلیلات شیوع نہیں  
پکڑے تھے اس لئے قدما کی سلف کو صرف و نحو اور لغت دینی اور فروع کی تفسیر اور  
اصول کی تہید اور مذاہب کی تدوین۔ اور کتب حدیث کی تالیف اور علم کلام کے مباحث  
وغیرہ کی حاجت پیش نہ ہوئی۔ اس کے سوا انکو جنگ جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ میں  
فرصت ہاتھ نہ دی۔ پھر زمانہ سلف کے بعد یعنی دوسری صدی کے بعد دین میں ان  
چیزوں کی اشاعت حاجت رودی۔ کہ غیر ان کے اعتقادات و تعلیمات میں طریقہ حقہ کا احکام  
دشوار تھا۔ پس وہ چیزیں دین کے واجبات ٹھہریں۔ از انجملہ مذہب معین کی تبعیت  
و تقلید بھی واجب ٹھہری۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انصاف  
میں لکھتے ہیں۔ و کاف السلف لا یکتبون الحدیث ثم صاعدا یوما هذا الکتابۃ الحدیث  
حاجۃ لآلۃ دعایت الحدیث لاسبیل لها الیوم الامعرفة هذه اللقب وکان السلف  
لا یشغلون بالفن واللفظ وکان لسانهم عربیاً لا یحتاجون الی هذه الفنون ثم صاعدا یوما  
یظہر معرفة اللغۃ واجبة بعد العهد عن العرب الاول و ثوابہ الخیر فی کثیر اجزاء و علی ہذا فینبی انہ یمنون بالقلیۃ الامامین  
اور بھی کئے چیزیں ہیں۔ جو زمانہ سلف میں واجب نہیں تھیں۔ لہذا ان واجب ٹھہریں  
اور ایسے بھی کئے چیزیں کہ سلف میں واجب تھیں اب اسکا وجوب باقی نہ رہا مثلاً تیر انداز  
مکافہ۔ غرض کہ دین میں واجب ایک قسم ماوراء اللہ میں ہی منحصر ہیں یعنی واجب  
قطع جو فرض کا ہم ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے سوا واجبات دینیہ بہت سے ہیں اسکا قاعدہ  
کلمہ یہ ہے کہ اصلاح معاش و معاد خصوصاً اصلاح معاد کیلئے اہل اسلام کو جس چیز  
کی حاجت و ضرورت ہو۔ وہ اور اس کے حاصل کرنے کی راہیں اور اس راہ کا سلوک سب  
واجب ہے۔

گُل  
جب یہ بات ثبوت و تحقیق کو پہنچی کہ مذہب معین کی تبعیت و تقلید ایک قسم ماوراء اللہ ہے



سوانح و دیگر واجب ہوئی ہے پس مباحین کے درمیان جو اختلاف رو دیا تھا کہ  
 کہ اسکو کئے علماء واجب کہتے ہیں اور بعض علماء غیر واجب۔ اب یہ اختلاف صاف اٹھ گیا۔  
 طرفین کچھ مخالفت و نزاع نہ رہی تھی کیونکہ علماء اسکو واجب واجب کہتے ہیں۔ جو کواں  
 واجب کو واجب ما اوجبہ اللہ نہیں ٹھہرائے۔ اور لوہا نہیں کہے کہ مذہب عین کی ہیجیت  
 و تقلید اور التزام و استمرار کو خود خدا تعالیٰ واجب کیا ہے۔ تاہم جو میں کسی ایسی  
 تصریح نہ کی بلکہ ان کے پاس یہ واجب اور قسم کا ہے۔ اور جو علماء اسکو واجب نہیں کہے۔ کہ تو  
 اس واجب کو واجب ما اوجبہ اللہ سے عقیدہ کر دے کہ یہ واجب وہ واجب ہیں جو خدا  
 واجب کیا ہوا۔ اور یہ نہیں کہے کہ وہ ان جملہ واجبات دینیہ کی قسم کا بھی واجب نہیں۔ پس  
 اس معلوم ہوا کہ یہ تاہم عدم وجوب بعض ایک قسم واجب یعنی ما اوجبہ اللہ کے سوا  
 دوسرے قسم وجوب واجب رہے کہ ملکہ نہیں بلکہ وہ بھی التزام مذہب میں۔ از جملہ واجبات  
 شعبہ ایک قسم کا واجب رہے کہ قائل اور عامل ہی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ وہ خود مذہب  
 معین کے بڑے عقیدہ و پابند ہیں۔ اور اس کی تبعیت و تقلید آپ پر واجب لازم رکھتے ہیں  
 زہار زہار غیر مقلد و ملازم نہیں۔ دیکھئے کہ شیخ ابن ہمام حدیث تحریر الاصول میں لکھتے  
 ہیں کہ التزام مذہب معین واجب نہیں۔ یا اس آیت مذہب معنی کے پابند اور بڑے مقلد ہیں  
 اور بڑے حامی چنانچہ یہ بات ان کی فتح القدر شرح ہادیہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ مسائل  
 مذہب جنفی کو احادیث و آثار سے موبد کرنے اور اس کے دلائل تلبائے اور مخالفین کو  
 رد کرنے میں کیا کیا کوششیں کی ہیں۔ اسطرح مولانا بحر العلوم بھی شرح مسلم الشیخ  
 میں لکھتے ہیں کہ التزام مذہب واحد واجب ما اوجبہ اللہ نہیں۔ یا اس خود مذہب معنی کے  
 بڑے مقلد و حامی اور سخت عقیدہ و پابند ہیں چنانچہ یہ بات انہی کی شرح مسلم الثبوت  
 اور کتاب ارکان اربعہ سے پر ظاہر ہے کہ مذہب معنی کی کس قدر تبعیت کرتے ہیں۔ اور  
 اسکو کتاب و سنت سے اور آثار و صحابہ و غیرہ سے بدل کر نکالنے میں کیا سعی و کوشش ہے

ہیں۔ رحمہ اللہ۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث بھی دائرہ مخفییت سے باہر نہیں ہیں اس لیے  
 دوسرے علماء محدثین بھی دس الی بیس ہزار ہیں اس سے واضح ہو چکا کہ باتفاق طریق  
 مذہب یحییٰ کا اتباع والزام سوائے ایک قسم واجب بالوحیہ اللہ کے من جملہ واجبات دینیہ  
 دوسرے قسم کے وجوب کے شک واجب ہو رہا اور اس قسم کا وجوب سلف کے بعد  
 نامی متاخرین علماء و ائمہ اہل سنت کے پاس باتفاق ثابت ہے۔ اس میں کچھ اختلاف ہی  
 نہیں۔ تاہم وجوب و تکالیف عدم وجوب ہر دو کے پاس جب واجب جدا جدا ہے پھر طریق  
 اختلاف کہاں باقی رہا۔ ہاں اگر واجب ایک ہی قسم کا ہوتا ایک فرق اس کا اثبات دوسری  
 فریق میں کیا انکار کئے ہوئے۔ البتہ طریق اختلاف باقی رہتا۔ ویس نکلیں۔ اب یہاں راست  
 آئی وہ بات جو رسالہ انصاف میں مولانا شاہ ولی اللہ محدث نے فرمایا کہ زمانہ سلف و دوسو  
 برس کے بعد عقیدہ سبب میں واجب ٹھہری۔ اور راست آئی وہ بات جو شیخ عبدالحق محدث  
 دہلوی نے شرح سفر السعادت میں فرمایا کہ علماء و متاخرین کا قرار واد یہی ہے۔

ہم کو زمانہ سلف تک جہاں تک ہم نظر دوڑائیں امامہ مومنین ہوں یا علماء و ائمہ محدث  
 و مجتہد ہو یا فقہ و معونی ان میں کوئی ایک فرد ایسا نہیں آتا ہے کہ مذہب مجتہد کو کچھ سرکار  
 کر سکے بلکہ یہی بات عارف نظر آدمی ہے کہ زمانہ سلف میں جو مجتہد مطلق تھے (جیسے یہ چار امام  
 اہل سنت پر اپنے اجتہاد پر عمل کرتے تھے اور جو لوگ درجہ اتحاد مطلق کو نہ پہنچے ہوں وہ  
 بلاشبہ و یحییٰ مطلق مجتہدین سے کسی ایک مجتہد کے تابع ہی رہا کرتے تھے اور ان میں جو  
 درجہ اجتہاد مطلق کے سوا کچھ کے پانچ درجہ تھے اجتہاد سے کوئی ایک درجہ رکھتے ہوں  
 بھی اصول میں یا اصول فرج ہر دو میں مجتہد مطلق کے ہی مقلد و منسوب رہتے تھے جیسے  
 امام محمد و امام ابو یوسف کہ مجتہد فی المذہب ہیں۔ تابع تھے امام اعظم کے اصول میں۔ اور  
 شیخ مجتہدین حنفیہ بھی تابع و مقلد تھے امام اعظم کے اصول و فرج میں ایسا ہی ہر ایک

مذہب میں بھی بلکہ اگر محدثین ہوں تو بھی انہیں چار مذہب سے کسی ایک مذہب کے طرف  
 منسوب تھے جیسے صحاح ستہ والے ائمہ محدثین کہ مذہب شافعی کی طرف منسوب ہیں اور بعض  
 مذہب حنبلی کی طرف پھر ان کے بعد کے محدثین اور علماء و فقہاء کے سب مجتہدین مذہب واحد  
 کے ہی مقلد یا منسوب ہتے آئے۔ حضرات مجتہدین کے مذہب حقہ کی تدوین ہوئی یہ  
 سلف و خلف کے جمہور اہل سنت میں کوئی فرد بشر ایسا نہیں پایا جاتا ہے کہ مذہب مجتہد کا مقلد  
 یا منسوب نہ ہو بلکہ ہر غیر مجتہد گو وہ کیسا ہی عالم عظام ہو اپنے فہم کو نہ مانہ سلف کے مجتہدین  
 کے فہم نورانی کا تابع ہی کہتا تھا۔ ہاں اتنی بات ہے کہ اتباع مجتہدین سلف میں بلا تعین  
 تھی اور خلف میں بالتحین۔ بہر حال کسی مجتہد اور غیر مجتہد نے ان مجتہدین سلف کو نہیں چھوڑا  
 و حوران کے مذہب تقلید آیا انساباً بے لطف نہ رہا بلکہ ان سے کسی ایک کو پیشوا مان کے  
 اسی کی راہ چلا خصوصاً علمائے متاخرین میں کسی نے مذہب معین کی تقلید کو۔ گو کہ وہ جواب  
 ما اوجبه اللہ نہو۔ مگر من جملہ واجبات و مینہ دین میں جو ایک قسم کی واجب ٹھہری ہے ہاتھ  
 سے نہ دیا۔ اور اسکا انکار نہ کیا۔ اور اس وجوب کا رقبہ اپنی گردن سے نہیں لگا لایا تھا۔ مخفی خلف  
 و سلف میں جہاں تک نظر کریں مجتہد کی تبعیت و تقلید ہی نظر آ رہی ہے یا انساب  
 ولی المذہب۔ مگر یہاں سے وہاں تاک کہ تقدیر تحسین تا تلاش کریں لا مذہبی کہیں نظر آتی  
 نہیں **مذہب تراشہ** ہے کہ اس زمانہ کے غیر مقلدین۔ جب کہ مذہب معین کی تقلید  
 و تبعیت۔ واجب ما اوجبه اللہ نہیں جو فرض کا ہم پہلو ہو پھر رقبہ مذہب معین کی تقلید کا  
 ہر رقبہ سے نکال پھینکے۔ واجب کو وجوب قطعی میں ہی منحصر کر دے۔ دین میں جو اور  
 قسم کے واجب ثابت و متحقق ہیں اس کا صاف انکار کر بیٹھیں۔ دیکھیں کہ صدمہ بار  
 واک۔ انواع واجبات شرعیہ سے کسی نوع کا انکار کرنا۔ بلا ضرورت شرعی اس کو ترک کرنا  
 دین کی برہم زنی۔ اور دین کے ہیئت اجماعی میں تفرقہ اندازی کا سبب ہو گا سو استی  
 کا کچھ غم نہ کہائیں غم دین خور کہ غم غم دین است یا یہ غیر مقلدین جو ترک مذہب

اختیار کے ہیں۔ گویا فی الواقع سلف و خلف میں تعین کے ساتھ اوپر سے علی آتی ہے اور سلف  
 میں بھی بالیقین جاری تھی۔ یہ کیا قیامت ہے کہ یہ غیر مقلد قرآن و حدیث کے فہم  
 میں خصوصاً تعلیمات کے باب میں نہ بزرگانِ خلف کی اتباع سے مجتہدین کی تقلید کرتے  
 نہ بزرگانِ سلف کی پیروی سے مطلق مجتہدین کی تبعیت کرتے مذاہبِ اربعہ میں کسی مذہب  
 کے کھسک و کاری نہیں رکھتے ہیں۔ نہ بتعین۔ نہ بلا تعین۔ چار و مجتہدین کو جو پیشوا یا مراجع استاد ان  
 است ہیں ایک سخت چھوڑے۔ اور بدعویٰ عمل بالحدیث مذاہبِ اربعہ حنفیہ کو جو احادیث  
 کے ہی معانی و مطالب کا مجموعہ ہے۔ بخلط خلاف حدیث قرار دے کے۔ چھوڑ بیٹھے  
 اور نری لامذہبی اختیار کئے ہیں ان کی راہ نہ سلف کی رہی نہ خلف کی بلکہ کچھ اور  
 ہی ہے۔ یہ تتریم پسری کجی اعرالی پو کین رہ کہ تو میری بہ ترکستان است  
 علامہ یہ کہ پچھلے سلف کی پیروی کا نام لیتے ہیں۔ یہ سلف کا کام نہیں کرتے غرض  
 انکی لامذہبی کا پتہ خلف میں نظر آتا ہے نہ سلف میں۔ بلکہ یہہ ایک نکل تازہ ہے جو  
 اس زمانہ مصحف اسلام میں شگفتہ ہو رہا ہے اور یہ اس زمانہ قرب قیامت کے علامات  
 و خصوصیات سے ہے و بس۔ بلکہ یہ ایسی بدعت لایا جاوے کہ جس کا نظیر زمانہ سلف  
 میں پایا ہی نہیں جاتا۔ اور وہ جو غیر مقلدینِ ترک مذہب پر یہ پسند لگتے ہیں کہ مذہبِ اہل  
 کی تقلید واجب مالوجہ اللہ نہیں۔ یہ پسند انہیں کچھ فائدہ نہیں بخشی۔ اور لامذہبی کو حضرت  
 نہیں دیتی۔ کہاں مذہب و احکام میں تخصیص کے وجوب کا بحث اور کہاں چار و مذاہب  
 کو یکجہت چھوڑ بیٹھنا۔ نہ لامذہبی اختیار کرنا۔ کجا آسمان کجا زمین اس طرح بہ بین تفاوت رہ  
 از کجاست تا کجا۔ ہاں یہ بحث وجوبِ مذہب مقلدینِ مذہب کو فائدہ دیکار کہ تقلیدِ مذہب میں  
 کو کس قسم کا واجب سمجھیں غل غور و تامل و بس

اس زمانہ میں بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم کو کسی امام و مجتہد اور کسی مذہب کی تبعیت

و تقلید سے کام نہیں لے کر عمل بالحدیث کرتے ہیں یہ دعویٰ تو محض غلط اور خلاف واقع ہے  
 کیونکہ حدیث کو مذاہب صحیح اور فلال ضعیف ہے کہ کہ نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تہذیب  
 نہ آپ کے صحابہ کرام یہ نام پھر اے بلکہ کوئی عالم ان کو کہا کہ فلان حدیث صحیح ہے اور فلان  
 ضعیف۔ اور صحت و ضعف کے قاعدے میں محدثین تغذین و متاخرین کا اتفاق بھی  
 نہیں بلکہ خود ان میں اختلاف بھی رو دیا ہے کہ کسی نے ایک حدیث کو ضعیف کہا ہے  
 تو دوسرے نے اسی کو صحیح بتلایا۔ پس کسی کے صحیح و ضعیف کہنے پر پہلے تو جزم نہیں کیا  
 جاتا۔ مہذا اس پر جزم کریں اور اس کے کہے پر کسی حدیث کو صحیح جانے اور کسی حدیث  
 کو ضعیف تو اس باب میں اس عالم کے مقلد ہوتے نہ نفس حدیث کے۔ وہ کیوں نہ ہو  
 کہ محدث مجتہد کی تقلید سے بھاگے اور یک عالم غیر مجتہد کی تقلید میں جا گرے۔ قرۃ  
 من المطر و وقفت تحت المیزاب۔ عمل بالحدیث ہو تو ایسا ہو کہ معرفت حدیث میں  
 کسی کی تقلید کا درمیان کچھ دخل ہی نہ ہو۔ یہ بات زمانہ خیر القرون کے بعد آج تک کسی کو  
 حاصل نہیں ہو سکتی معرفت حدیث میں سوائے طور تقلید کے طور حقیقی آج کسی کو حاصل ہو سکتا  
 ہی نہیں۔ کون سلمان عمل بالحدیث کو منع کر گیا معاذ اللہ من ذالک مگر ہم یہ کہتے ہیں  
 کہ عمل بالحدیث ہی کیجئے لیکن چونکہ حدیث کے معنائی و مطالب پر بخوبی پے لیجانے اور  
 عمل بالحدیث کرنے کیلئے فہم اجتہادی چاہئے اور حق تعالیٰ ابھی کبریٰ فاسد لہو اہل  
 الذکر جانتے والوں سے پوچھ کے عمل کرنے کے لئے حکم فرمایا پس جو احادیث کہ فقہیات  
 و عملیات کے باب میں وارد ہوئی ہیں۔ اس کا سبق بالحق اور حدیث کا غصہ اور مورد اور  
 حدیث تولی و فعلی میں اور دو حدیث متعارض ہوں تو اس میں وجہ تطبیق و ترجیح کیا ہے  
 اور حدیث کی تقدیم و تاخیر اور اس کا حکم مطلق احوال میں ہے یا کسی عذر میں اور  
 اس کا عموم و خصوص اطلاق و تقلید کیا ہے اور اس کی دانست کسی قسم کی ہے اور وجہ  
 منول ہے یا غیبی منزل ایسے ہی چیزوں کی رعایت سے حدیث کے معنائی و مطالب پھر

مجتہدین اعلیٰ درجہ کے محدث ہو سکے پرے درجہ کے مجتہد مطلق بھی ہو سکتے ہیں جانتے ہیں اور بتلاتے ہیں اور یہ ائمہ اربعہ فنی عملیات و فقہیات میں اہل ذکر کے افراد کا طہ اور اسباب میں یک خفی اور اس علم کے متکفل اور استادان امت میں پس چاہئے کہ اس قسم کے احادیث کے معانی و مطالب ان ہی سے پوچھ لے یعنی ان کے مذاہب کے تابع ہو سکے اس کے موافق عمل کیا کریں کہ یہ فی الواقع عمل بالحدیث ہی ہے۔ مذاہب اربعہ سے ہر ایک مذہب رکھنے والا ہر مسلمان فقہ میں ایسا ہی عمل بالحدیث کر رہا ہے اگلے پیچھے جمہور اہل سنت سواد اعظم کی یہی راہ ہے و بس واللہ الموفق ۔

گل

جب معلوم ہو چکا کہ حضرت مجتہدین کی تبعیت و تقلید میں جملہ واجبات دینیہ یک قلم واجب ہے اور یہ واجب واجب اعلیٰ کا مقدمہ اور موقوف علیہ ہے واجب تہر اب جاننا چاہئے کہ اس واجب کا نام کیا ہے۔ اور اس کو ترک کرنے کا حکم کیا ہے اور اس کا ترک کس صورت میں درست ہے اور کس صورت میں نہیں۔ بخفی نہ ہے کہ اس واجب کا نام واجب غیر شرعی ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں دوسری گروہ مجتہدین شریعت و شیخ طریقت میں جن کا حکم بطریق واجب مختصر لازم الاتباع ہوتا ہے عوام پر انتہی اور حضرات مجتہدین کے مذاہب اربعہ سے کسی مذہب کو اختیار کرنے بعد پھر اس کو چھوڑنا دو قسم پر ہو گا۔ یا ایک مذہب کا مقلد وہ پابند ہی رہے دوسرے مذہب طرف نقل کرے مثلاً محض کسی مسئلہ میں شافعی کی تقلید کرے مگر حال کسی ایک مجتہد کی تبعیت و تقلید ہی کرے۔ نہ غیر مقلد و نا مذہب نہ ہوے یا مطلقاً کسی مذہب سے کچھ کام ہی نہ رکھے صاف غیر مقلد و لا مذہب ہو جاوے۔ اور ایک مذہب ہی میں رہے کسی مسئلہ میں دوسرے مذہب طرف نقل کرنا بھی دو قسم پر ہوتا ہے کہ بسبب کسی ضرورت شرعی کے نقل کرے یا بلا ضرورت اب اس کا حکم معلوم کیجئے کہ عالمی

کسی مذہب کو اختیار کیا اور مشبہ الی المذہب ہو چکا تو اسی مذہب خیر پر رضا اسکو واجب ہے ہنوع من الواجبات الشرعیۃ۔ لیکن جب کوئی ضرورت شرعی اسکو دے ہو اس وقت دوسرے مذہب کا مقلد ہو کے کسی مسئلہ پر عمل کرنا بے شک جائز ہے اور نیز کچھ ضیق اور ضرورت شرعی کے مذہب خیر کی تقلید کو جو واجب تھی بے سبب ترک کرنا مکروہ بلکہ قریب حرام ہے کیونکہ وہ کھیل بازی ہے دین میں۔ اور امور دینیہ میں لہو و لعب تقلید مذہب میں ہوو یا اور کسی امر میں حرام ہے ہمیں کچھ شبہ نہیں جو علما فقہاء ایک مذہب سے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام لکھے ہیں۔ اس کی وجہ یہی بتلاتے ہیں کہ وہ دین میں لہو و لعب کا موجب ہے و بس۔ تقلید مذہب معین کے قائلین و وجوب۔ و قائلین عدم وجوب طرفین کے علما سب کے سب بالاتفاق یہی کہتے کہ لہو و لعب کی راہ سے (یعنی بلا ضرورت شرعی) دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام ہے۔ مگر ضرورت پر جائز ہے۔ چنانچہ من جملہ قائلین وجوب طحاوی نے کہا لایکون فی الدین متداخلاً سیمائاً فی ذالک الزمان لفسادہ یوماً فیوماً۔ انتہی۔

اور شرح ملتقی میں لکھا ہے و وجہ اندے یا تردد بین المذاہب صابر متداخلاً بھا بھیر لکھتا ہے۔ اما اذا انتقل بضروریۃ کان وجہ تفسیراً فی اتباع المذہب الشافعی فلا یحکم بما ذکرنا تہی اور عدم وجوب کے قائلین سے مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں۔ و لیکن ینبغی ان لا یكون الانتقال للتلوی فان التلوی حرام صریحاً کان فی المذہب اور فی غیرہ انتہی اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے بھی اپنے فتویٰ میں جو بادشاہ بخارا کے جواب میں لکھا ہے تین قسم کی ضرورت کے سوا بے سبب مذہب خیر کی تقلید ترک کرنا قریب حرام فرماتے ہیں۔ کیونکہ وہ لہو واجب ہے دین میں چنانچہ وہ فتویٰ یہ ہے۔

## فتویٰ رئیس المحدثین والمفسرین مولانا شمس العزیز دہلوی

سوال اگر حنفی المذہب بعض احکام میں مذہب شافعی کا عامل ہو جیسے رفع الیدین وغیرہ کرے کیا حکم ہے جواب اگر حنفی المذہب بعض احکام میں شافعی پر عمل کرے تین وجوہات سے ایک وجہ بر جائز ہے پہلی وجہ یہ کہ اس مسئلہ میں کتاب سنت کے دلیلیں ایسے اسکے پیش نظر ہوں کہ مذہب شافعی کو ترجیح دیسکے۔ دوسری یہ کہ ایک تنگی میں مبتلا ہوئے کہ مذہب شافعی کے سوائے چارہ نہ رہے جیسے اس ملک میں احکام چاہ یا سقوط دے۔ تیسری یہ کہ کوئی شخص صاحب تقویٰ ہو اور احتیاط پر عمل کرنا چاہے اور احتیاط مذہب شافعی میں پاوے۔ جیسے صدقہ فطر دوسیر سے زیادہ دینا یا گوشت مور کا نہ کھانا وغیرہ القیاس۔ لیکن ان وجوہوں میں ایک دوسری شرط بھی ہے وہ یہ ہے کہ تلفیق واقع نہ ہو یعنی ترکیب کے سبب سے ایک ایسی صورت متحقق ہو کہ ہر دو مذہب میں روانہ ہووے جیسا کہ فصد کو ناقص وضو جائے پھر اسی وضو سے نماز امام کے پیچھے بغیر قرأت فاتحہ کے ادا کرے کہ یہ صورت کسی مذہب میں بھی روا نہیں وضو مذہبی حنفی پر باطل ہوا اور نماز مذہب شافعی پر اگر ان تین وجوہات کے سوائے حنفی کا اقتداء ہووے شافعی کا اقتداء کرے یا بالعکس تو مکروہ قریب حرام ہے کیونکہ وہ کھیل بازی ہے دین میں انتہی اذیخ عبدالحی محدث دہلوی شرح سفر السادات میں لکھتے ہیں ایک جماعت کہتی ہے کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا شہوت نفس و اتباع نوا و متبع رخص کے لئے نہ ہو مگر یہ کہ دوسرے مجتہد کی طرف اعتقاد حقانیت کا غالب آوے اور اس کو افضل جانے یا قہر و احتیاط دوسرے مذہب میں زیادہ پاوے یا کسی سخت واقف و سراج عظیم میں مبتلا ہو کہ ہر دو سیرے مذہب کے طرف نقل کر نیکی ٹکھی نہ پاوے تب حکم ضرورت روا ہوگا انتہی پھر اسی میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی ان چار دروازوں سے یک دروازہ اور ان چار



راہوں سے ایک راہ پکڑا پھر دوسری راہ چلنا دوسرا واہ اختیار کرنا عبث و یا  
 ویہ فائدہ ہوگا۔ اور کارخانہ محل کو ضبط و ربط سے باہر ڈالنا۔ اور راہ مصلحت سے باہر  
 کرنا ہے یہ طریقہ متاخرین کا ہے اور شک نہیں کہ یہ طریقہ زیادہ محکم و مضبوط ہے اتنی  
 شیخ دہلوی نے مذہب معین و غیر کی ترک تقلید کو جو عبث و یا وہ فرمایا۔ سچ کہا کیونکہ  
 مذہب اربعہ کی بنا تو زمانہ خیر القرون میں ہی ہوئی اور کسی تبعیت و تقلید اس زمانہ  
 کے بعد گیارہ سو برس کے کا فاضل سنت میں بطریق واجب خیر علی آئی ہے اور دین کی  
 مصلحت و خوبی اور امور دین و دنیا کا ضبط بھی اسی میں ہے۔ نہ ہی فخر و پسندیدہ اور  
 اسی میں غیر ہے کما قال الشیخ الدہلوی۔ اور مذہب اپنے ہر مسئلہ کو کتابی مسائل علیہ میں  
 اس کی پوری حاجت روا کی کرتا ہے اور کسی ضرورت شرعی کے وقت دوسرے مذہب  
 کی تقلید کر لیا منع بھی نہیں۔ پس ایسے امر کو جو مجموعہ خیر و عوالب ہے بہ مذہب ترک کرنا  
 کیونکہ عبث و یا وہ اس کام کو کہتے ہیں جو بغیر ضرورت و حاجت اسلی سے ناشی ہوتا ہے  
 پس مذہب معین کی تبعیت و تقلید بھی بغیر ضرورت شرعی کے چھوڑنا بہ شک عبث و یا وہ  
 ہوگا جب آدمی کا نفس کسی ایک مذہب معین کا مفید و پابند نہ ہو احکام شرعی میں اس  
 بے نگاہی سے مطلق العنان ہو جاوے تو یہ مطلق العنانی دین میں لہو و لب بلکہ تکلیف شرعیہ  
 میں حیلہ جوئی کی طرف منجر ہوتے والی چیز بھی حرام اور اس سے بچنا واجب اور واجب کو  
 ترک کرنا حرام ہے جب مذہب معین مجتہد معین کا تابع و مقلد ہی نہ ہو بلکہ ضرورت  
 شرعی دوسرے مذہب کی طرف نقل کیا کرنا دین میں لہو و لب اور حرام ہو پھر غالی و یا  
 اربعہ فقہ سے کسی ایک مذہب سے بھی کچھ کام ہی نہ رکھے کے غیر مقلد ہو جائے نہ لایہی  
 اور دین میں مطلق العنانی اختیار کرے انواع و اقسام شرعیہ کا انکار کر بیٹھے اور مسائل  
 فقہیہ فقہائے مجتہدین سے ہی دریافت کرنے کے لئے آیت فَاَسْتَلِمُوا اَهْلَ الْکَذِبِ  
 جو حکم کرتی ہے اس کو نہ مانے۔ اور ہر غیر مجتہد مجتہد مطلق کا تابع رہنا سلف و خلف

جمہور اہل سنت کا جو طریقہ ہے اس کو چھوڑ دوے حدیث اِتَّبِعُوا السُّنَّةَ وَالْاَعْظَمَ كَافًا  
کے لویہ کام کس قدر ممنوع و حرام نہ ہوگا۔ قطیعا مل۔

مکمل

جاننا چاہئے کہ مجتہدین کے چھ طبقے ہیں سب سے اعلیٰ المجتہدین فی الشرع کا طبقہ ہے جس کو  
مجتہد مطلق و مستقل کہتے ہیں جیسے وہ چار امام جو مجتہدین مسلم الاجتہاد ہیں ان میں کسی  
ایک کو دوسرے کی تقلید نہیں اور راہ اجتہاد میں ایک دوسرے کا پیرو نہیں ہے۔  
طبقہ دوم مجتہد فی المذہب ہے جیسے امام فخر و امام ابو یوسف وغیرہ۔ یہ اصول میں اپنے  
استاد امام اعظم کے مقلد ہیں اگرچہ بعض فروع میں خلاف کریں۔ طبقہ سوم فی المسائل  
جیسے خفاف والی جعفر حسن کرخ سمرخی بزدوی وغیرہم یہ لوگ امام کی مخالفت نہیں  
کرتے نہ اصول میں نہ فروع میں لیکن استنباط مسائل کرتے ہیں امام کے اصول پر۔  
طبقہ چہارم اصحاب التخریج جیسے رازی وغیرہ یہ لوگ اصول کاخذ کو ضبط کرنے سے یہہ  
طاقت رکھتے ہیں کہ تفصیل کرے قول محمد کو کہ یہ ذی وجہین ہے یا حکم مبہم ہے یا محتمل  
امرین وغیرہ۔ طبقہ پنجم اصحاب ترجیح میں جو ترجیح دلیکتے ہیں بعض روایات کو بعض  
پر کہ یہ اولیٰ ہے یا اصح۔ طبقہ ششم اصحاب قوی و ضعیف جیسے صاحب کنز و درختار  
و صاحب وقایہ کہ یہ قدرت رکھتے ہیں قوی و ضعیف کے تمیز پر کہ یہ ظاہر مذہب ہے  
یا ظاہر روایت۔ ان کے بعد طبقہ ہفتم صرف مقلدین کا ہے کہ ان کو ظاہر روایت پر رجوع  
تقلید مجتہد مستقل کے چارہ نہیں و بس یہاں پر معلوم ہوا کہ نیچے کے ہر پنج طبقے سے  
مجتہدین یا آئمہ ایک ایک درجہ کے اجتہاد کا قوت رکھتے تھے لیکن مجتہد مطلق کے  
بالجور اس کے مذہب کے پابند تھے۔ فقہا تو سب کے سب مقلد مذہب و منتسب الی  
المذہب ہی ہیں۔ لیکن محدثین بھی جو منتسب الی المذہب ہیں سو سننا چاہیے کہ مولانا  
شاہ ولی اللہ محدث رسالہ انصاف فی سبب الاختلاف میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری

طبقات شافعیہ میں شمار کئے گئے ہیں امام تاج الدین سبکی نے ان کو طبقات شافعیہ میں داخل کیا ہے۔ اور قسطلانی شرح بخاری میں کہا کہ امام سبکی نے ذکر کیا کہ ابو عاصم نے بخاری کو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے۔ اور اسی رسالہ انصاف میں مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے امام مسلم شاگرد امام بخاری کو بھی طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے اور امام ابو داؤد اور امام ترمذی کے حق میں فرمایا کہ یہ ہر دو مذہب امام احمد بن حنبل و اسحاق کے طرف منتسب ہیں ایسا ہی ابن ماجہ اور دارمی بھی اتنی اور بعضوں نے ابو داؤد کو شافعی المذہب کہا ہے اور امام ترمذی کو بھی بعضوں نے شافعی میں گنا ہے کذا فی روضۃ الاسلام۔ اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے رسالہ بستان الحدیث میں امام نسائی کے حق میں فرمایا کہ۔ او شافعی المذہب بود چنانچہ مناسک اور بن دلائل وارد اور حمیری کے حق میں فرمایا کہ۔ اور از کبار اصحاب شافعی شمرہ اند۔ اور امام بیہقی کے حق میں کہا کہ اولمرت مذہب شافعی است و بس۔ مخفی نہ ہے کہ یہ ائمہ محدثین جو منتسب الی المذہب ہیں ان میں ایک امام بخاری کو امام ربیع نے مجتہد بھی کہا ہے کذا فی منہج الباری۔ بس امام بخاری مجتہد ہو تو بھی مجتہد منتسب الی المذہب ہوئے منتسبین مذہب میں تو کئے مجتہد ہوئے ہیں۔ امام بخاری بھی ویسے ہی مجتہد ہونا کیا عجب مولانا شاہ ولی اللہ محدث رسالہ انصاف میں بحوالہ کتاب انوار منتسبین الی المذہب کے تین قسم بتلائے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ جو لوگ مذہب شافعی والی حنیفہ و مالک و احمد بن حنبل کی طرف منتسب ہیں وہ کئے قسم پر ہیں قسم اول عوام ہیں جسکی تقلید متفرع ہے منتسب الی المذہب پر قسم دوم وہ لوگ ہیں جو ایک رتبہ اجتہاد کو بھی پہنچے۔ اور مجتہد دوسرے مجتہد کا محض مقلد ہیں ہونا مگر منتسب ہوتا ہے اس مجتہد کی طرف بسبب چلنے اس کے اسی مجتہد کی راہ پر اجتہادیں۔ اور استعمال کرنے میں دلائل کے اور ترتیب دینے میں بعض کو بعض پر قسم سوم متوسطین ہیں جو کسی رتبہ اجتہاد کو نہ پہنچے لیکن واقف

ہیں اس امام مجتہد کے اصول پر اور قادر ہیں قیاس پر اس مسئلہ میں جو نہیں پاس  
 نص اسکی امام سے جو مخصوص کیا وہ اس کو یہ بھی مقلد میں انتہی۔ اورستان المحدثین  
 میں مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں کہ محدث طحاوی حنفی کی مختصر دلائل کہتی  
 ہے اس بات پر کہ وہ مجتہد منسوب تھے نہ کہ مذہب حنفی کے محض مقلد کیونکہ اس میں کئے  
 مسائل میں مذہب ابی حنیفہ کا خلاف کئے ہیں۔ ان اقوال سے معلوم ہوا کہ منسوب الی المذہب  
 مجتہد ہو تو بھی اجتہاد میں اسی امام و مجتہد کی راہ چلتا ہے کہ جس کے مذہب کی طرف  
 آپ منسوب ہے، اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مجتہد منسوب کسی کسی مسئلہ میں اپنے متبوع کا  
 خلاف کرنا اپنے قوت اجتہاد سے درست ہے اور جب تک ایسے درجہ اجتہاد کو نہ پہنچے  
 نو مقلد و منسوب اپنے مذہب بخیر کی زہار مخالفت نہیں کرتا اور نہ کیا۔ اور نہ کریں اور یہ  
 بات معلوم ہوئی کہ کسی کسی فقہیہ میں مذہب کا خلاف کر کے عمل بالحدیث کرنا ویسے محدثین  
 کا ہی کام ہے جو ایسے درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوں بخلاف اس کے عوام بلکہ علماء غیر مجتہدین  
 کو بدعوی عمل بالحدیث مذہب کی مخالفت نہیں پہنچتی۔ اگر کوئی ایسا کام کرتا ہے تو وہ  
 خلاف طریقہ سلف و خلف اہل سنت ہے وہیں شک و گوفہ منتہین مذہب میں جو  
 مجتہدین کہ کسی کسی مسئلہ میں اپنے متبوع کی مخالفت کر سکتے ہیں ایسے افراد چار و مذہب  
 میں موجود ہیں جیسے حنفیہ میں امام محمد و امام ابو یوسف کہ یہ چند مسائل فروع میں اپنے  
 قوت اجتہاد سے امام اعظم کا خلاف کئے ہیں۔ ان کے سوا امام اعظم کے تمام میں اور  
 چالیس آدمی ہیں جو درجہ اجتہاد کو پہنچے تھے اور ان کے بعد کے منتہین مذہب میں  
 امام طحاوی و امثالہ اگرچہ یہ سب ایک درجہ کا قوت اجتہاد رکھتے ہیں۔ لیکن یہ درجہ  
 درجہ اجتہاد مطلق کے نیچے کا درجہ ہے غرض کہ مذہب شافعی کے منتہین میں امام بخاری  
 ہوں یا اور کوئی محدث و فقیہ اور مذہب حنفی کے منتہین میں امام محمد و ابو یوسف ہوں یا  
 ان کے مانند ترقدین میں۔ یا امام طحاوی ہو۔ یا ان کے مانند متاخرین میں۔ بدستور ایسے

ہی منتہین مذہب مالکی و غلبی کے یہ سب ہر چند ایک درجے کے مجتہدوں یا مجتہد  
 منتہی الی المذہب ہیں لیکن دے ایسے مجتہدین نہیں ہیں جیسے چار امام کہ بہ چار  
 ائمہ خود محدث بھی تھے اور اعلیٰ درجے کے مجتہد بھی یعنی مجتہد مطلق اور خود بانی مذہب  
 تھے نہ کہ ایک دوسرے کے مقلد نہ کسی مذہب کے طرف منتہی اور ایسے مسلمہ الاجتہاد  
 کہ اس زمانہ سلف سے آج تک ساری جہان کے مجتہدین محدثین و علما و فقہاء  
 موسنین غویہ و جمہور اہل سنت بالاتفاق ان کو مجتہد مطلق مانتے ہیں اور انکی  
 راہ چلتے ہیں تقلید آیا انتساباً فی الاجتہاد اور ان کے بعد ان کے مانند کوئی مجتہد  
 مطلق نہ ہوا یہ بات تہامی اہل سنت کے پاس متفق علیہ ہے جب علم حدیث شریعہ  
 اور درجہ اہل اجتہاد میں ان چار اماموں کا درجہ نہایت اعلیٰ ہے ویسے محدثین  
 و فقہاء بات نہ کہ ایک درجہ اجتہاد بھی حاصل تھا ان کے مذاہب کی طرف منتہی  
 ہے ان کے سوا اور بہت سے محدثین ان کے مذاہب کے پابند و تابع رہے جیسے مذہب  
 حنفی میں محدث عینی شارح بخاری کراتی شارح بخاری شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر  
 شارح مواہب الرحمن ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی شیخ نورالحق دہلوی  
 مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی مولانا اسحق دہلوی  
 اور ان کے سوا بہت سے جب اگلے پچھلے ایسے ایسے محدثین و فقہاء مجتہد و غیر مجتہد  
 تقلید آیا انتساباً مذاہب اربعہ کے متعلق رہے پھر اس زمانہ میں ایسا کون ہے کہ ان  
 مذاہب اربعہ حقہ سے کسی ایک مذہب کا مقلد و منتہی نہ ہو اور کوئی ایک مذہب  
 اختیار کرنے کی اسکو حاجت نہ پڑے حالانکہ فی الواقع ان مذاہب اربعہ کی تبعیت  
 و تقلید عین اتباع سنت ہے چنانچہ مولانا اسحق محدث مایۃ المسائل میں لکھتے ہیں کہ  
 مذاہب اربعہ کی اتباع بدعت نہیں نہ سیدہ نہ حسنہ بلکہ ان کی اتباع عین اتباع سنت  
 ہے اور بھی لکھتے ہیں کہ چار مذہب کے مقلدین کو بدعتی نہ کہیں کیونکہ ان کی تقلید

فی الواقع حدیث کی تقلید ہے باعتبار ظاہر و باطن کے پس متبع حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی  
 و نکال ہے و بس۔ مذاہب اربعہ سے کسی مذہب کی اور مذہب کے امام کی تقلید  
 عین اتباع سنت اسلئے ہوئی کہ اس مذہب کا امام اپنے مذہب کے مسائل پر سند حدیث  
 صریح کی بتلاتا ہے یا سند اجتہادی چنانچہ امام اعظم کے طریق اجتہاد میں کتاب عقود الجواہر  
 المنیفہ میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم پہلے حدیث کو اختیار کرتے (یعنی صریح کو) جب ایک باب  
 میں دو حدیث مختلف وارد ہوئیں اور ایک حدیث کے لئے ایک وجہ تائید کی ہوتی جو  
 موافق ہو دوسری حدیث کی جسکو نہ ہو وہ ظاہر میں مگر وجہ واحد پس ان ہر دو حدیث  
 میں توفیق و تطبیق دیتے اور اگر اس مسئلہ میں حدیث رسول نہ پائی جاوے آثار صحابہ  
 کو اختیار کرتے جو موافق ہو کتاب و سنت کے اسی کا نام اجتہاد ہے و بس انتہی۔ جب  
 امام اعظم کے طریق اجتہاد میں حدیث کی اتباع معلوم ہوئی۔ اب معلوم کیا چاہئے کہ  
 امام اعظم کے پاس زمانہ صحابہ کی تلافی کے سبب احادیث کا سامان کس قدر جمع تھا۔ عقود  
 الجواہر المنیفہ میں یحییٰ بن نصر بن حاجب سے لایا ہے انہوں نے کہا دخلت علی ابی حنیفۃ  
 فی بیت مملوء کتبا فقلت ما ہذا قال ہذا احادیث اکھا و ما حدثت بہ  
 الا الیسیر الذی یشیع بہ قلت حدیثی ببغضہا فاحلی علی من ساق الحدیث  
 انتحلی یعنی گیا میں ابو حنیفہ کی خدمت میں اس گھر میں جو بھرا ہوا تھا احادیث مکتوبہ  
 سے میں نے کہا کہ یہ کیسا ہے فرمایا کہ یہ سب احادیث ہیں۔ اور میں حدیث کی روایت  
 نہیں کرتا۔ مگر جس حدیث سے انتفاع ہو (یعنی فقہ سے علاقہ رکھے۔ میں کہا کہ کوئی ایک  
 حدیث بیان فرمائے پس میرے طرف متوجہ ہووے اور فضیلت ابو بکر و عمر کی  
 حدیث ذکر کی و بس انتہی۔

گل

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جو اعلیٰ درجہ کے محدث اور پرلے درجے کے مجتہد مستقل تھے

حدیث کا سامان ان کے پاس اس قدر جمع تھا کہ حدیث سے ان کا ایک گھر بھر گیا تھا۔ با این آپ نے حدیث کی کتاب تصنیف نہیں کی جیسے مولانا مالکؒ کیونکہ اس زمانہ سلف میں کتابوں کی تصنیف تالیف کی عادت بکثرت تھی مگر نہایت شاذ و نادر۔ اور علم کو صحائف و دفاتر میں رکھنے سے ان دنوں سینے میں محفوظ رکھنا بڑا کمال تھا۔ اس کے سوا امام کا بیشتر اشتغال حدیث سے استخراج سائل اور اس کے اصول و فروع کے استنباط میں تھا پھر آپ کے مذہب کے کتب حدیث یعنی مسابغہ امام اعظمؒ جو مشہور ہیں امام بذات خود انہیں جمع نہیں کئے بلکہ دوسرے ائمہ و علماء آپ کے روایت کئے گئے۔ احادیث کو یکجا جمع کئے وہ ان ائمہ کے تخریجاً ہیں۔ لیکن اسکو امام کے طرف منسوب کر کے مسند امام اعظمؒ کہا کرتے ہیں۔ چنانچہ عقوبد الجواہر المنیۃ میں لکھا کہ ایسے چودہ مسندیں ہیں۔ ان سے چار سے ہیں امام ابو یوسفؒ کی۔ اور ایک کتاب امام محمدؒ کی جس کا نام آثار ہے اور ایک حسن بن زیاد لولوی کی۔ ان کی روایت امام سے بلا واسطہ ہے۔ اور ان کے بعد جو ائمہ کے مسندیں جمع و مدون کئے یہ ہیں مسند ابی محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری۔ مسند ابی القاسم طلحہؒ مسند ابی نعیمؒ مسند محمد عبداللہ بن عدی جرجانی۔ مسند عیسیٰ بن اسحاقؒ مسند ابی الحسین محمد بن یحییٰ بن یحییٰؒ امام حافظ حدیث تھے۔ مسند امام ابی بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی۔ مسند ابی بکر محمد بن عبدالباقی الانصاری۔ مسند ابی القاسم بن محمد بن ابی النوام اسعد۔ مسند ابی بکر المقرئ۔ مسند حسین بن محمد بن خضر۔ مسند امام حمد بن علی۔ ان تمام مسندوں کو جمع کر کے محمد بن محمد خوارزمی نے ایک مسند لکھا ہے جس کا نام جامع المسانید رکھا ہے متوفی ۳۷۷ ہجری۔ امام خوارزمی نے بعض مسانید کو سماع متصل سے پایا ہے اور بعضوں کو بالا اجازت اور بعض میں راجح ہیں اجازت عامہ کے تحت میں انتہی لیکن ان سب مسندوں میں مشہور ترین یہ مسند میں مسند خوارزمی

مسند محمد بن یعقوب۔ مسند صہبن بن حجر۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔  
 بستان الحدیث میں لکھتے ہیں کہ ان تینوں مسند کی اجازت آپ کو پہنچی ہے اور امام عبداللہ  
 شحرانی میزان کبریٰ میں لکھتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کا احسان ہے کہ میں نے امام  
 ابو حنیفہ کے تینوں مسندیں مطالعہ کیا اس میں امام نے بزرگان تابعین سے احادیث روایت  
 کی ہے وہ راویان تابعین کے سب سے بڑے اور ثقات ہیں جو خاص زمانہ خیر القرون  
 والے ہیں جیسے اسود۔ علقمہ۔ عطاء۔ عکرمہ۔ مجاہد۔ مکحول۔ حسن بصری۔ اور ایسے ہی بزرگان  
 یہ سب راویاں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امام اعظم کے درمیان ہیں وہ سب  
 سب ثقات و ہرول و مشاہیر اختیار سے ہیں اس میں کوئی مطعون بالکذب نہیں۔ انتہی  
 پھر اسی میں لکھتے ہیں کہ مذہب ابی حنیفہ کے دلائل حدیث میں کوئی حدیث ضعیف نہیں  
 کیونکہ امام اعظم کا راوی یا تابعی یا تابعی نادر کہیں۔ تبع تابعی۔ یہ تین سے زیادہ۔  
 نہیں پس یہ سب حج سے سلامت ہیں پھر وہ کیا ہے جو بعض متاخرین نے امام اعظم کی کسی  
 حدیث کو ضعیف ٹھرایا۔ اس کا جواب یہ کہ اس ضعف کا وجہ یہ ہے کہ امام اعظم کے وقت  
 کے بعد اس حدیث کی روایت میں دوسرے کسی راوی کا دخل ہو گیا ہے اور وہ راوی محدثوں  
 کے پاس ضعیف ہے اس لئے وہ حدیث بھی ضعیف ٹھری۔ یا وہ حدیث امام اعظم کی  
 طریق کے سوا دوسری ضعیف طریق سے روایت کی گئی اسلئے پچھلوں کے پاس وہ  
 حدیث ضعیف ٹھری و اگر نہ امام اعظم کے ویسے قوی راویوں کے نظر کرنے اس زمانہ میں  
 وہ حدیث صحیح ہی تھی و بس۔ ہم نے امام اعظم کے تینوں مسندیں دیکھیں اس کی ہر حدیث  
 فی نفسہ صحیح ہی نظر آئی اگر صحیح ہوتی امام اس سے استدلال نہ کرتے چنانچہ خود امام  
 اعظم نے فرمایا اذ اصح الحدیث فهو مدعی یعنی حدیث جب صحت کو پہنچتی وہ  
 سید مذہب ہے، پس ویسی حدیث کہ فی حد ذاته صحیح ہے کہ زمانہ تابعین میں جس  
 کی صحت ہو چکی پھر بعد ازاں اس کی روایت میں کسی مطعون و ضعیف راوی کا



داخل ہونا کچھ نقصان نہیں پہنچاتا۔ پس واجب ہے ہم پر عمل کرنا امام اعظم کی حدیث پر اگرچہ انکا غیر اس کو روایت نہ کرے پس اگر تو امام اعظم کے مذہب اور سندوں کی حدیث دو سکر محدثوں کے کتابوں میں نہ پایا تو اس کو ضعیف مست سمجھو انتہی۔  
 ملخصہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں شیخ ابن ہمام محدث سے نقل کرتے ہیں کہ اعتماد حدیث کا ائمہ مجتہدین و اکابر سلف کے تصحیح و تنقید پر ہے جب یہ بزرگان سلف کسی حدیث کو تلقی بالقبول کر لیں اور اس پر عمل کریں۔ بخاری و مسلم و دیگر محدثین کی تقلید سے ان پر انکار و اعتراض کرنا جائز نہیں۔ بلکہ یہ زبردستی و مکار بڑے و بس انتہی کیونکہ امام بخاری و مسلم و امام اعظم کے ایک سو برس کے بعد ہوئے بس۔ بعد زمان کے سبب ان کے حدیثوں کی روایت میں عن فلان عن فلان بہت سے راویوں کا دخل ہوا پس ان میں البتہ کوئی ضعیف اور چنان و جنس ہوگا اس لئے بخاری و مسلم اپنے قاعدے کے موافق اس حدیث کو ضعیف ٹھہرایا لیکن جو حدیث کہ زمانہ سلف میں صحابی یا تابعی کی روایت سے صحت کو پہنچ گئی ہو پھر پچھلے محدثین کے قاعدے پر ہم بھی فی الواقع اس کو ضعیف سمجھنا زہار جائز نہیں چنانچہ یہ نکتہ عقول سلیمہ پر روشن و مبرسن ہے دس۔ فقط اور عقود الجواہر الملیفہ میں لکھا ہے کہ امام ابی حنیفہ کے مذہب کے احادیث اکثر صحیح و حسن ہیں۔ اور کوئی ضعیف نظر آئی تو بھی اس کے طرق تیرہ تک ہیں۔ اور معلوم ہے یہ بات کہ جس حدیث ضعیف کے طرق زیادہ ہوں وہ اس کثرت طرق کے سبب قابل احتجاج ہوتی ہے۔ عند المحمدين ایسے احادیث دوسرے مذاہب میں بھی بہت سے ہیں۔ و بس انتہی۔ اور کتب حدیث میں بھی فقط۔

مکمل

امام ائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ درجہ کی محدثی اور ان کے پاس حدیث کی جمعیت اور ان کے احادیث مرویہ کی کثرت اور صحت و قوت۔ اور ان کے راویوں کی عدالت

جو مذکور ہوئی۔ اس سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہوا کہ امام کو حدیث میں روایت و درایت  
 بدرجہ اتم حاصل ہے۔ روایت حدیث کا ثبوت تو ان کے ۱۴ استندوں اور عقود الجوارہ  
 تالیف سے ظاہر ہے۔ باقی رہی درایت۔ درایت میں یہ بات بھی ہے کہ محدث کو حدیث  
 کے اسنادوں کی تفصیلی حالات پر اور لفظ حدیث کے معانی و مطالب پر جو قواعد عربیت  
 اور ضوابط شریعت کے موافق ہوں۔ آنکھی رہے۔ سو یہ بھی اس امام مہام کو بخوبی حاصل  
 ہے۔ چنانچہ آپ تو تابعین کرام کے ہمزمان تھے۔ اور قدامتے تابعین سے ملاقات و  
 صحبت رکھتے ہیں۔ اور بین ستو تابعین سے بطریق سماع متصل حدیث کی روایت کرتے  
 ہیں۔ اور آپ کے کل استنادان حدیث چار ہزار تک ہیں اور آپ کے راویاں سب  
 کے سب تابعین ہی میں۔ نادر متع تابعی ہو گا۔ پس آپ ان راویوں کا دوع و تقویٰ اضطبط  
 و عدالت حفظ و صداقت و دیگر تفصیلی حالات بخوبی جانتے ہیں اور بذات خود تحقیق  
 کئے اور چشم خود دیکھے ہیں۔ پچھلے محدثوں کو بعد زماں کے سبب حدیث کے پہنچنے میں  
 دیگر راویوں کا داخل ہونے اور اوپر کے راوی سے ملاقات نہ ہونے سے عن فلان عن  
 فلان ہر راوی کی عدالت وغیرہ میں جھڈر زیادتی تالاش و تفتیش کی حاجت  
 و ضرورت لاحق تھی امام اعظم کو قرب زماں کے سبب ایسی حاجت و ضرورت لاحق  
 نہیں تھی اسی لئے کہتے ہیں کہ روایت حدیث میں امام اعظم کی سند عالی ہے اور آپ  
 کے پاس صحت یافتہ حدیث کی محارض نہ امام بخاری کی حدیث ہو سکتی ہے نہ امام مسلم و غیر  
 کی کا متر۔ اور جب امام اعظم بہ تبحر علم حدیث احادیث کے عموم و خصوص اطلاق و  
 تنقید وغیرہ پر فہم اجتہادی سے بے لجا کے استخراج مسائل و استنباط احکام کریں  
 اور قوت اجتہاد مطلق رکھیں اور اسباب میں محدثین مجتہدین آپ کو استاد مانیں۔  
 پھر عربیت و شریعت کے قواعد کے مطابق حدیث کے معانی و مطالب پر کس قدر واقف  
 نہ ہوں۔ یہ کیا چیر ہے کہ ہر ایک محدث بھی جانتا ہے چہ جا کہ امام اعظم سر کیے اعلیٰ درجہ

کے محدث اور پرے درجے کے مجتہد مطلق رضی اللہ عنہ مشکوٰۃ روایت و درایت کے ثبوت و غیر ثبوت کے بحث سے قطع نظر بالفعل ہم کو مسائل مذہب حنفی کے احادیث سے سروکار ہے فقط یہ تو امام اعظم کے مسانید میں موجود ہیں اس کے سوا آپ کے مذہب کے فقہائے محدثین بھی اپنے کتابوں میں دے احادیث تیار دے دیں جیسے کرماتی شرح بخاری میں۔ علیٰ تنسیخ بخاری میں شیخ ابن ہمام فتح القدیر میں اور عینی شرح ہدایہ میں وغیرہم اور کتاب مواہب الرحمن کا شارح تو مسائل مذہب حنفی کے دلائل بخاری و مسلم سے ہی مبتلا ہے۔ و بس

کھل

امام اعظم جو سن ہجری انتہی میں پیدا ہوئے۔ اور صحابہ کا زمانہ باعتبار موت آخر صحابی ابو طفیل کے سن ایک سو دس تک تھا اور امام اعظم کی تیس سال کی عمر صحابہ کے زمانہ میں گزری اس عمر میں آپ نے بالاتفاق چار صحابہ سے ملاقات اور ان سے حدیث کی روایت کی ہیں۔ جیسے عبداللہ بن اوفیہؓ اور انسؓ اور سہیل بن سعدؓ اور ابو طفیلؓ ان کے سوا انیس عبد اللہؓ سے اور عایشہ بنت جعفرؓ سے اور واسطہ سے بھی ملاقات اور حدیث کی روایت علما وثابت کرتے ہیں اور کوئی اس سے بھی زیادہ کہتے ہیں علی الاطلاق چنانچہ چار کلشن میں اس کا ذکر کجوالہ کتب معتبرہ گذرا۔ اور شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ اصحاب امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ امام اعظم نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا اور ان سے احادیث کی روایت کی ہے اور ان کی ایک سند ہے کہ جو حدیث صحابہ مذکورین سے پائے ہیں اس میں مروی ہیں لیکن تلافی زمان میں صحابی سے زیادہ کا امام اعظم کو ہوا ہے یعنی امام کے زمانے میں یہ صحابہ زندہ تھے چنانچہ انکی تاریخ وفات سے معلوم ہوتا ہے جیسے طارق بن شہابؓ عمر بن ابی سلمہؓ عمر بن الحارثؓ وائل بن اصفؓ سہیل بن ارمطؓ صدیق بن عثمانؓ و عبد اللہ بن ابی اوفیؓ و غیرہ

عبد السلامؒ سے پہلے بن سعد ساعدیؒ سے عبد اللہ بن بسرؒ سے عبد اللہ بن حارث  
 بن جریجؒ سے عبد اللہ بن ثعلبہؒ سے مسایب بن یزیدؒ سے مقدام بن معدی کربؒ سے  
 مالک بن اوسؒ سے انسؒ سے مالک بن حویرثؒ سے محمود بن لبیدؒ سے عبد اللہ  
 بن حارث بن نوفلؒ سے اسد بن ہبل حنیف الانصاریؒ سے قیس بن ذویب  
 سے اور ایک روایت سے اسی پر کئے سال۔ عامر بن وائل ابو الطفیلؒ سے کذا فی  
 صدر الحق عن کتب المتقاریر صحیح ملاقات دروایت اور تلافی زمان اتنے صحابہ  
 سے امام اعظمؒ کو ثابت ہے محدثین مورخین کی ایک جماعت امام اعظمؒ تابعی ہونے پر  
 اتفاق کی ہے جیسے امام دارقطنی۔ ابن سعد۔ خطیب بغدادی۔ ذہبی۔ ابن حجر مکی۔ ولی  
 عراقی۔ سیوطی۔ ملا علی قاری۔ اکرم سندھی۔ ابوشامہ۔ عبد اللہ بن مبارک۔ حمزہ سہمی  
 یافعی۔ جرزی۔ تورطی۔ ابن جوزی۔ صاحب کشف الکشاف۔ کردوسی۔ ابن الصلاح  
 اور بھی ان کے سوا بہت سے۔ کذا فی اقامۃ الحجۃ۔ اور تابعی ہونے کیلئے صحابی سے ایک  
 ملاقات بھی پس ہے اگرچہ اس سے حدیث نہ سنے کما صحیح ابن الصلاح والنووی وغنیہما  
 جب امام اعظمؒ کو صحابہ سے روایت اور روایت بھی ثابت ہے پس تابعی ہونے میں کیا شبہ  
 اور تالیخ عجلیٰ میں لکھا ہے کہ کوفہ میں جو امام کا وطن ہے وہیں ہزار صحابہ اور غریہ فرقیامیں  
 چھبہ صحابی آن کے رہے تھے پس امام کو ایک جماعت صحابہ سے ملاقات اور تلافی زمان  
 ہونا کیا عجب محضیٰ نہ ہے کہ تابعین کرام کے کئے مذاہب مدوں ہوںے تھے پر سے باقی رہے  
 لیکن تابعین سے جس امام و مجتہد کا مذہب اب تک باقی رہا ہے ایک مذہب حنفی ہے  
 وہیں باقی تینوں مذہب کے امام بالاتفاق تبع تابعین سے ہیں اور بعضوں نے امام احمد کو تبع  
 تابعین میں بھی نہیں شمار کیا۔ واللہ اعلم

سکھ

اگر مذہب حنفی کے کسی مسئلہ پر حدیث صحیح بخاری و مسلم وغیرہا میں نہ ملے تو یہ جرم و

یقین نہ کریں کہ وہ مسئلہ فی الواقع خلاف حدیث ہے یا مجرد قیاس جیسا کہ اس زمانے کے بعض لوگ ایسی جرأت کیا کرتے ہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ اس مسئلہ کی حدیث امام اعظم کو ملی اور ان کی تحقیق پر صحت کو پہنچی ہو لیکن امام بخاری و مسلم کو جو امام اعظم سے مسووس کے بعد ہوئے بعد زماں کے سبب نہ ملی یا ملی پر امام بخاری و مسلم اپنے مشروط پر اسکو صحیح نہ پانے سے چھوڑ دئے ہوں یا ان کے پاس بھی صحیح ہوئی پر داخل کتاب ہوئی یا وہ حدیث بخاری و مسلم میں نہ ہو تو صحاح ستہ کے باقی چار کتابوں میں ہوگی۔ اگر ان میں بھی نہ ہوں چھ کتابوں کے سوا حدیث کے بہت سے کتاب میں ہیں جیسے کئے مسانید مجاہم موطن مستدرکات سنن جوامع وغیرہ اسوان میں پائی جائیگی کہ احادیث رسول کچھ صحاح ستہ پر ہی منحصر نہیں اور اگر کسی مسئلہ حنفی کے خلاف میں کوئی حدیث صحیح بھی نظر آوے تو یہ سمجھیں کہ اسکی معارض دوسری حدیث قولی یا فعلی اس مسئلہ کی سند حنفیہ کے کتب میں موجود ہوگی یا وہ مسئلہ اجماع صحابہ و قضایا صحابہ سے لیا گیا ہو یا اس باب میں احادیث مختلف وارد ہونے یا خود راوی کو اس میں شک واقع ہونے سے اس حدیث کو اس کے حال پر رکھ چھوڑ کے امام نے وہ مسئلہ قرآن سے استنباط کیا ہو۔ یا کسی راوی کی روایت میں اضطراب لفظی و معنوی واقع ہونے سے اس حدیث کو بھی اس کے حال پر رکھ چھوڑ کے احتیاطاً اجتہاد کو کام فرمایا ہو۔ جب اتنی صورتیں محتمل ہیں پھر بلا تحقیق اس مسئلہ کو قیاسی کیونکر کہہ بیٹھیں۔ مسائل قیاسیہ چار و مذہب کے اور ہیں جو جمع ہو چکے ہیں ان کے سوا جس مسئلہ پر آپ کو حدیث نہ ملے اس کو قیاسی کہہ دینا بڑا ظلم ہے۔ بلکہ اس کو قیاسی نہ لانے والے کو یہ ضروری ہے کہ روئے زمین پر جتنی بھرتا میں قسم حدیث کی ہیں۔ سب کو جمع کر کے اس میں دھونڈیں کہ حدیث صحیح اس پر ہے یا نہیں اگر اس میں بھی نہ ملے اجماعی مسئلے جو بیس ہزار سے زیادہ ہیں ان سب کو جمع کر کے اس میں وہ مسئلہ تجسس کریں اس میں بھی نہ ملے تو قرآن مجید کے مانسوا آئیں جس سے احکام اخذ و استنباط کئے گئے ہیں

ان احکام مستنبطہ و ماخوذہ میں تلاش کریں جب ان سب میں وہ مسئلہ نہ ملے تب کہہ سکتے ہیں کہ یہ مسئلہ قیاسی ہے پھر اس کے خلاف میں اگر حدیث صحیحہ مل جاوے بیشک اس مسئلہ کو چھوڑ کے اس حدیث پر عمل کر سکتے ہیں لیکن اس زمانے میں ایسا کون محدث و مجتہد ہے جو ایسی تحقیق و تنقید کر کے حکم کرے۔ علم حدیث و فقہ میں جہارت تمام رکھنے والے بڑے بڑے علما سے یہ کام نہ ہو سکا سوائے بیان اختلاف کے گریز نہ پائے پھر اس زمانہ میں ویسا فرد کہاں اگر کوئی اس بات کا دعویٰ کرے وہ اسکا خیال خام اور محض اٹکل ہے۔ و بس۔

### گُل

امام اعظم رحمہ اللہ کے فضائل و کمالات اور مناقب اس قدر زیادہ ہیں کہ خاص ایک کے ذکر میں بڑی بڑی کتابیں اگلے آئمہ و بزرگان دین نے تصنیف کی ہے جن کا عدد پندرہ ہو لاگ پہنچا ہے اور شمول کے راہ سے تو بہت سے کتابیں ہیں۔ تعلق محمد لموطا امام محمد بن لکھتے ہیں کہ امام اعظم کے فضائل و مناقب سے عقل انسان کی عاجز ہے ان کے مناقب میں حقیقہ کے سوا اور دوسرے مذاہب کے علما نے اعلام کتاب میں تصنیف کئے ہیں اور نہیں طعن کیا ہے امام پر کوئی مگر مقصوب جاہل۔ اور طعن کرنے والا اگر محدث شافعی ہوگا تو ہم اس پر انجی مناقب کی کتابیں جو اس کے علمائے مذہب تصنیف کئے ہیں پیش کریں گے۔ جیسے امام جلال الدین سیوطی محدث کی تبصیر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور ابن حجر مکی محدث کی تبصیر الحسان فی مناقب النعمان اور ابن خلکان کی تاریخ اور امام یافعی کی مرآت الجنان۔ اور امام عسقلانی شارح بخاری کی تقریب اور امام نووی کی تہذیب۔ اور امام غزالی کی احیاء العلوم وغیرہ اگر وہ شخص بالکل ہوگا تو اس کے علم جو مناقب امام اعظم سے لکھیں ہیں بتلا دیں گے جیسے حافظ الحدیث ابن عبد البر وغیرہ۔ اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اس کو اس کے علماء و مرہب کے کتابوں سے آگاہ کریں گے۔ جیسے تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ یوسف بن عبد اللہ ابادی وغیرہ اگر وہ شخص مجتہدین سے ہوگا تو ہم اس کو مجتہدین محدثین کا کلام سنا دیں گے۔

رحمۃ اللہ علیہ امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل اور دیگر بزرگان زمانہ خیر القرون کے  
 و قوال جو امام اعظمؒ کے مناقب میں آئے ہیں اور وہ اگر عامی لا مذہب ہوگا تو وہ چار  
 پایوں سے ہے بلکہ اس سے زیادہ بھنگا۔ انتہی۔

کھل

جب مذہب حنفی حدیث کے معانی و مطالب کا ایک مجموعہ ہے اور سر ہے سب مذاہب  
 اہل سنت کا اور سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ تر موافقت رکھتا ہے اور امام اعظمؒ سرآمد امام  
 مجتہدین میں اور ان کے فضائل و مناقب اور ان کے مذہب کی حقانیت و نورانیت زمانہ  
 خیر القرون کے محدثین و مجتہدین خصوصاً اور اس زمانہ سے آج تک چارو مذہب کے علماء  
 و فقہاء و محدثین و صوفیاء عموماً بیان کرتے آئے ہیں اور آپ کا مذہب عراق عرب و عجم اور  
 بلاد روم اور ماوراء النہر و سمرقند اور ولایت ہند و سند اور اکثر اہل خراسان میں جاری ہوا  
 یہاں تک کہ روئے زمین کے دو ٹکٹ مسلمان تک آپ کے مذہب پر چلتے ہیں اور انہیں  
 صد یا اہل کمال درجہ امت و ولایت و قرب الہی کو پہنچے ہیں پھر اگر کوئی مستحب آپ کے  
 فضائل و مناقب اور مذہب مشرب کے درمیان کچھ جسج و فوج کرے اس کا قول امر با  
 باطل ہے سے ہمہ شیران جہاں بستہ این سلسلہ اندازہ رو بہ از حیل چہاں بگسلد این سلسلہ را

نفی و دلکشا

اب تمامی مومنین اہل سنت کے حق میں یہی بہتر اور دین کی حفاظت اسی میں نظر  
 آتی ہے کہ چارو مذہب کو من حیث المجموع برحق جانیں۔ فقہیات و عملیات سے علاقہ  
 رکھنے والے احادیث کے معانی و مطالب کے فہم میں ان چار ائمہ مجتہدین کی اتباع کریں۔  
 اور ان چار مذہب سے جو مذہب آپ اختیار کئے ہوں اسی پر رہیں مگر بوقت ضیق و  
 ضرورت دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر بھی بے شک عمل کر سکتے ہیں۔ دے چار امام۔  
 بزرگان سلف تابعین تابعین سے ہیں۔ زمانہ خیر القرون میں اپنے شروط کے موافق

اپنے احادیث مستندہ کی تحقیق و تصحیح کر چکے ہیں اور وہ اعلیٰ درجہ کے محدث ہونے کے درجہ  
اجتہاد مطلق کو بھی پہنچے ہیں اور وہ ایسے مجتہدین مسلم الاجتہاد ہیں جن کو ساری امت  
تلقی بالقبول کی ہے اس واسطے جمہور اہل سنت ان ہی کی تقلید کرتے آئے بلکہ خود  
ائمہ محدثین ان کے مذاہب کی طرف منسوب ہوئے اور وہ ائمہ اربعہ رضوان اللہ  
علیہم دین محمدی میں اپنے طرف سے کچھ نو ایجاد نہیں کئے۔ مبادی انہیں ذالک بلکہ دے  
نائبان بنی حامیان دین محمدی۔ مبلغان شریعت نبوی و حاملان حدیث مصطفوی ہیں  
کہ حدیث کے ہی معانی و مطالب کو مسائل فقہیہ کی صورت پر امت رسول کو سمجھانے  
اور عملیات کیلئے ایک ایسی شاہراہ ٹھہرائے کہ ہر کوئی بے روک ٹھوک چلا کر غرض  
سے پیشوایان ملت اوستادان امت میں پس ان کو پیشوا و استادان کے ان ہی  
کی تبعیت و تقلید کیا کریں کہ جمہور اہل سنت کی یہی راہ ہے ایسا ہی گروہ محدثین  
اہل سنت خصوصاً امام بخاری و امام مسلم اور ان کے بعد ابو داؤد و ترمذی و نسائی۔ ابن  
ماجہ اور ان کے سوا جتنے محدثین کہ مقلدین مذاہب اربعہ ہیں اور جو اصحاب طوابع ہیں  
یہ سب بھی و ارثان رسول جامعان و حاملان احادیث و آثار ہیں کہ فقہ و عقائد اور عموماً  
تمامی امور دینیہ میں جو احادیث و آثار آئے ہیں ان سب کو اپنے شروط کے موافق۔  
تحقیق کر کے یک جامع و مدون کئے اور راویوں کے نام و نشان کے ساتھ لفظ حدیث  
بتلائے اور راویوں کے حالات تفصیلی کھوج کر کے حدیث کے درجے ٹھہرائے اور تسلیح حدیث  
کی بخوبی ادا کئے اور اس طرح علماء عقائد و عرفای علم تصوف بھی مقتدایان امت میں جو  
عقائد اور اعمال قلبیہ کے مسائل کو قرآن و حدیث اور اقوال و افعال بزرگان سلف سے  
مدلل کر کے بتلائے۔ اس طرح گروہ مفسرین بھی اساطین ملت میں کہ تفسیر و مایلی کو شاہد  
نزول وحی کے فہم کے موافق بتلائے اور حدیث و اثر سے مدلل کئے غرض یہ پانچ گروہ  
بھی نائبان حضرت سید المرسلین حامیان دین متین ہیں کہ اپنی سنی جمیل سے دین محمدی



کو تھامے ہوئے قیامت تک لے چلے ہیں ساری امت پر ان بزرگواروں کا احسان عظیم ہے  
 شَكَرًا لِلّٰہِ سَمِیْعٍ عَلِیْمٍ اگر ان بزرگوں کا واسطہ نہ ہوتا دینِ جنت خصوصاً عقاید و اعمال  
 میں طے یقینہ سنت ہمو کہان ملتا جڑا ہم اللہ خیر اعزاء عن سائر المسلمین لے یوم الدین ۔

### شکوفہ

اور وہ جوان پانچ گروہ کے بہ نسبت تعصب کا ایک معاملہ بھی اوایل میں رودیا ہے چنانچہ  
 مذاہب اربعہ سے کسی ایک مذہب کے مقلدین میں بعض ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں کہ دوسرے  
 مذہب پر یا اہل مذہب پر یا اس مذہب کے امام و مجتہد پر اس کے علم و فضائل میں  
 تعصب کے راہ سے یا بے تحقیقی کے سبب جرح و اعتراض کئے ہیں جیسے جہ مقلدین  
 مذہب شافعی نے مذہب حنفی کے مسائل و احادیث پر جرح کیا ہے بلکہ خود بعض محدثین اصحاب  
 ظواہر کے بھی طبیعت میں فقہاء کے بہ نسبت یک گونہ تعصب تھا سو دے بھی کچھ جرح کئے  
 ہیں۔ اور چند روافض مشرب امام اعظم کے بعض فضائل و کمالات میں رد و انکار سے پیش  
 آئے ہیں۔ اور خود روافض بھی امام اعظم پر کئے مطاعن اور نہایتیں کر گئے ہیں بلکہ اسکو  
 بزرگان اہل سنت کی طرف منسوب اور ان کے بعض کتابوں میں الحاق کر دے ہیں اور  
 نیچے کے بعض لوگ شیعہ کے الحاق و غیر الحاق میں فرق نہ کر کے اپنے رسائل و کتب میں  
 بلا تحقیق نقل بھی کر دے ہیں اور سیطرہ امام بخاری و مسلم خصوصاً ان کے بعد کے محدثین  
 کے حق میں بھی کسی کہنے والے نے کچھ کچھ کہہ گیا اور جرح و طعن کر دیا ہے اور سیطرہ علماء  
 علم عقائد و تصوفیہ کرام اور مفسرین عظام کے بہ نسبت بھی کسی نے جرح و قبح کیا ہے حتیٰ  
 کہ اہل بیت و صحابہ کرام کے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہو چکا ہے جیسا خواجہ اہل بیت رسول پر  
 صدہا جرح و طعن لکھے ہیں اور روافض دو ستر طعن و اعتراض صحابہ رسول پر کئے ہیں  
 غرض کہ سلف و خلف کے بزرگان اہل سنت سے کوئی طبقہ مخالفوں کے جرح سے سالم  
 نہیں رہا اور طاعنوں کے طعن سے بچا نہیں۔ پس ہم سب اہل سنت کو چاہئے کہ ان بزرگوں

کے بہ نسبت کوئی قول جرح و وطن کا دیکھنے یا سننے میں آئے تو اس کو دل میں جگہ نہ دیں۔  
 اور حکمِ عامِ باطل است آنچہ مدعی گوید بڑا اس کو باطل جانیں۔ بلکہ ان بزرگوں کے فضائل  
 و مناقب کے کتابین دیکھیں تا دوستانِ خدا کے ساتھ ہر عقیدہ دی جو محققت کا سبب ہے  
 پیدا نہ ہو ہم کو بھی ضرور ہے کہ جن بزرگوں کی بزرگی قرآن و حدیث سے یا سلف  
 صالحین کے اقوال سے یا جذباتِ بدعت و ضلالت دشمنانِ اہل سنت کے سوا سلفاً و خلفاً  
 جمہور اہل سنت و اکابر علمائے امت کے اقوال سے بالاتفاق اور بکثرت ثابت ہوئی ہے  
 ان سب حضرات کو مقتدا یاں و پیشوایاں امت اور صالحین دین و ملت جانیں اور ہر  
 طبقے کو اس کے درجے پر ثابت رکھ کر ہر فن کا مسئلہ اس فن کے حامل و متکفل کے ہی  
 طے درجہ کر لیں لیکن سب کے ساتھ حسن اعتقاد دیکھاں رکھیں ایسا نہ کہ ایک کا اقرار  
 دوسرے سے انکار کہ یہ شخص غلو و تعصب ہے جیسا اس زمانہ میں بعض عوام متعصبین عمل  
 بالحدیث کے دعوے میں ایسا غلو کرتے ہیں کہ مذاہب اربعہ ائمہ مجتہدین کی تقلید کو شرک  
 کہتے ہیں اور بحالِ جرأت و جسارت اس پر یہ آیت پڑھتے ہیں اِتَّخَذُوا احْبَابًا مِّمَّنْ  
 قَرَّبْنَا بَاغِيَائِهِمْ اَنْ يَّقُولَ اِنَّهُمْ اَوْلٰى بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكُمْ اور ان اماموں کے تقلیدین کو شرک اور ان  
 اماموں کو ان کے خدایاں ٹہراتے ہیں معاذ اللہ من ذالک کبرت کلمۃ تخرج صوت  
 اَفْخَامِهِمْ اِنْ يَقُولُوْنَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ یا مَحْمُود ہے کہ اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے یہود و  
 نصارا کے حق میں نازل فرمایا کہ ان کے اجار و رہبان بغیر فرمانے خدا کے اور بغیر  
 بتلانے ان کے رسول کے شخص اپنے طرف سے کسی چیز کو حلال اور کسی چیز کو حرام  
 ٹہرایا کرتے تھے اور دے یہود و نصارا بلا تحقیق ان کی تقلید کیا کرتے اور ان ہی کے  
 موافق حرام و حلال کا اعتقاد رکھتے تھے سو خدا نے تعالیٰ ان کا رد کرتا ہے کہ وہ  
 ان کو خدایاں ٹہرائے اللہ کے سوا اور بس۔ یہ تو بے شک شرک ہے بخلاف اس کے  
 حضرات مجتہدین کسی چیز کو اپنے طرف سے نہ حلال ٹہرائے نہ حرام۔ بلکہ اس کی

طہیت و حرمت پر مآقرآن کی آیت پڑھتے ہیں یا حدیث چنانچہ وہ سے دلائل ان کے کتب میں موجود ہیں۔ اور ان کے مقلدین حدیث و قرآن کے فہم مطالب میں ان کو پیشوا و استاد مان کے ہی ان کی تقلید کرتے ہیں۔ پھر یہ شرک کیونکر ہوگا اور بعض مستصحبین تقلید مذہب کو بدعت اور مقلدین کو بدعتی کہتے ہیں حالانکہ مسائل فقہ چارو مذہب کے فی الواقع معانی و مطالب میں قرآن کے اور احادیث و آثار کے ہیں جس کا اصل شرع میں ثابت ہو وہ کیونکر بدعت ہوگا پھر ائمہ اربعہ کی تبعیت کو جو عین اتباع سنت اور سنت حکمیہ ہے شرک یا بدعت نام کہاں مقلدین اہل سنت کو شرک و بدعتی ٹھہرانا کمال بے ادبی اور سخت گالی ہے جو بہت دور تک جا پہنچی ہے۔ اور یہ کمال درجہ کا تعصب اور ضو فی الدین ہے اور بڑی گمراہی۔ اور مقلدین مذہب میں بھی بعضوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ شافعی حنفی ہو تو اس کو خلعت دیں اگر حنفی شافعی ہو جاوے اس کو تخریر پہنچا دیں۔ اور بعض اہل زمان بھی ایسے ہی سخت معاملے سے پیش آیا کرتے ہیں یہ بات بھی تعصب و غلو سے خالی نہیں خود فقہائے عقیقہ اس خلعت و تخریر کے قول کو رد کئے ہیں چنانچہ علماء پر پوشیدہ نہیں ہیں مقلدین کو بھی تقلید میں ایسا تعصب و تشدد نہ چاہئے کیونکہ مجتہدین و مذہب میں اس کے وجوب تقلید کے باب میں متقدمین و متاخرین کے درمیان اختلاف رو دیا ہے یعنی زمانہ سلف میں یہ امر واجب نہیں تھا بعد اس کے واجب ٹھہرا اور یہ واجب بھی وہ واجب نہیں کہ ما وجہ اللہ یعنی واجب قطعی نہیں جو معنی فرض یا فرضی کہ ہم جہل ہو۔ بلکہ یہ واجب ادبی ہے جس کی تحقیق آگے ہو چکی اور چار مذہب بھی حق اور بے نظریں ہر مذہب مجموعہ ہے قرآن و احادیث و آثار صریحہ اور اجتہادات صحیحہ کا۔ اور چارو مذہب کے امام مجتہدین مطلق اور مسلم الاجتہاد بھی ہیں غرض کہ نہ مذہب میں کی تقلید میں تعصب کو کام فرماویں۔ اور نہ زے لامذہب ہو جاویں

بلکہ اس باب میں جو توسط کو اختیار کریں کہ چارو مذہب میں حق و ایسے سچیں اور ان ،  
 مذاہب اربعہ سے آپ جو مذہب اختیار کئے اور منتخب الی اللہ مذہب ہر سے ہوں ،  
 اسی پر رہیں کہ فقہائے کرام کے پاس یہی بات مرجع اور قوی ہے اور دین کا ضبط  
 بھی اسی میں ہے یہی مختار اور کسی میں خیر اور قرار داد علمائے متاخرین کا یہی ہے  
 و بس۔ پس لازم بلکہ واجب حیرت ہے کہ ایسے امر کو جو مجموعہ خیر ہے ہاتھ سے ندیں ،  
 ہاں ضرورت شرعی کے وقت دوسرے مذہب کے مسئلہ پر بھی بیشک عمل کر سکتے  
 ہیں۔ بغیر ویسی ضیق و ضرورت کے مذہب خیر کی تقلید ترک نہ کریں کہ وہ آخر دین میں  
 لہو و لعب کے طرف بھڑکے گا پس وہ بالانفاق سب کے پاس عبت دیا وہ مکروہ  
 بلکہ قریب حرام ہے۔ عانی ہوے یا کیسا ہی عالم علامہ درجہ اجتہاد مطلق کو نہ پہنچا سب  
 کو علی العموم مذاہب مجتہدین سے کسی ایک مذہب کی تبعیت و تقلید ضروری ہے  
 کہ بغیر اس کے گزیر ہی نہیں۔ زمانہ سلفا یعنی تابعین تبع تابعین سے لیکر آج تک  
 سارے علما فقہاء مفسرین محدثین تکلم صوفی۔ عامہ اہل سنت غرض جو کوئی ان چار  
 اماموں کے مانند درجہ اجتہاد مطلق کو نہ پہنچا سب کے سب ان حضرات مجتہدین کے  
 مذاہب سے کسی ایک مذہب پر رہتے ہی آئے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بھی بلا تقلید  
 مذہب یا بلا انتساب الی اللہ مذہب۔ مذہب کو چھوڑا ہوا نہیں۔ پس اہل سنت کو  
 بھی چاہئے کہ اس جمہور اہل سنت کی ہی راہ پر ثابت رہیں کہ اسی میں دین کی  
 سلامتی ہے و بس۔ اور ایسا ہی مقلدین تکلمین و صوفیہ کو بھی تشدد و تعصب نہ چاہئے  
 کہ نہ تکلمین کے ہی تابع ہوئے تصوف کا انکار کریں نہ صوفیہ کے ہی تابع ہوئے تکلمین  
 کا انکار کریں نہ ہر دو کے ہی منکر ہو جاویں بلکہ ہر دو کے بھی قابل و تابع رہیں۔ دین  
 میں توسط و اعتدال بڑی نعمت ہے۔ اور صراط مستقیم ذالک فضل اللہ فی تریبہ  
 من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اللہ تعالیٰ سب مومنوں کو دین میں غلو اور

افراط و تفريط و تعصب و اعتساب سے بچا دے اور سلوک راہ حق و توسط نصیب  
 کرے آمین یہی وصیت ہے اس فقیر حقیر کی اپنے تمامی برادران دین اعزہ و  
 احباب کو پیش و آقا رب کے لئے جو کمال حرارت دین و ملت و مخاری طریقیہ اہل  
 سنت و با ائقنائے زمانہ ضعف اسلام و قرب قیامت لکھی گئی رہا بند التوفیق  
 و بیدہ از مہ التحقیق۔ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّم عَلٰی سَيِّدِنَا وَوَلَدِنَا مُحَمَّدٍ لَا نَا حِلَّ لَهَا تَمْرُ  
 السَّيِّئِينَ وَالْاِلَهُ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِينَ ۞

تمت تمام شد

## قصیدہ

آہ دیدار نبی ہم نے نہ پایا افسوس بہرہ لذت دیدہ نہ اٹھایا افسوس  
 شر آتش ہجران نہ بجھایا افسوس گو سر کج رہا ہاتھ نہ آیا افسوس  
 خوش نصیبی ہے صحابہ کی جو وہ اہل کمال اپنے آنکھوں سے سدا شاہ کا دیکھا ہر حال  
 اور بدل آپ کے تحت میں لٹایا ہر مال  
 آہ ہم یوں نہ زرو مال لٹایا افسوس  
 تھے بہان تک شہ عالم کے مطیع فرمان حکم پر اس کے سہے رنج و الم سر و عیاں  
 رو برداس کے لہو اپنا بہائے شاداں  
 یوں لہو جیسے نہیں اپنا پہایا افسوس  
 فہ ہوئے جب خدا حبیب میں فنا ماسوائے وہ ہاتھ اٹھائے اپنا  
 اور ڈھائے یقین اپنی خودی کا وہ بنا  
 یوں خودی کا نہ بنا سمجھے ڈھایا افسوس  
 تیر جب آتی تھی در جنگ اُحد سرور پر طلحہ ہوتا تو تھیں سرور عالم کا سپر

جیب ایمان کے بہر اپنے سعادت کے گہر  
 کب پسر آجکوں پہنے بنایا افسوس  
 آہ آنکھوں کو ہمارے نبوی یہ قسمت پاویں دیدار رسول عربی کی دولت  
 کثرت نور بصیرت کی جتنی جہیں عثمت  
 آہ مجھے وہ بصیرت نہ بڑھایا افسوس  
 آہ اس کان سے ہم اپنے حدیث و قرآن نہ سنے سرد عالم کے زباں سے شاداں  
 جوں صحابہ نے وہ سنئے تھے ہمیشہ ہر آن  
 آہ تقدیر ہمیں وہ نہ سنایا افسوس  
 آہ خدا کہ ہاتھ ہمارا یہ ہاتھ عقیقت کیلئے پہنچا نہ حضرت کے ہاتھ  
 جوں صحابہ کو شرف ہاتھ یہ آیا دن رات  
 یہ شرف آہ ہمیں ہاتھ نہ آیا افسوس  
 اب تک آہ مینہ بھی نہ دیکھا ہم نے کمر قدم سر سے یہ منزل کو نہ پہنچا ہم نے  
 آستان نبوی آدہ نہ چوما ہم نے  
 خاک پاک اسکی نہ ہم سر نہ بنایا افسوس  
 ہے خبر سیری زیارت کرے بعد محلات تو بلاشبہ وہ دیکھا ہے جین حیات  
 دولت صحبت باطن تو اسے آوے ہاتھ  
 ہمیں دولت یہ بھی ہاتھ نہ آیا افسوس  
 آہ کچھ شہر مدینہ تو ہمیں دور نہیں، جدو جان بھی کسی وجہ سے ہندو نہیں  
 عشق ہے عشق میں پھر صبر کا دستور نہیں  
 سب سے اک غیب سے سامان بن گیا افسوس  
 کب تک خونِ جگر آہ یہ غم کا کب دُل بال و پر ہو تو دینے کی طرف ارجاؤں

یک نظر قربانی دیکھ وہیں مرجھاؤں  
 آہ یہ وقت ابھی ہم میں نہ آیا افسوس  
 احقر درگہ مولا سے سدا مانگ دعا کہ مزار نبویؐ تک بھی پہنچا دے لیا  
 کبھی مایوس ہو اس طرح سے کہ نہ تو اٹھا  
 کہ اثر میری دعا کا نہ دیکھا یا افسوس

## قصیدہ ثانی

آہ عصر نبویؐ چہنے نہ پایا افسوس جلوہ اپنا وہ زمانہ نہ دیکھا یا افسوس  
 اپنی دوری کا ہمیں درد چھکایا افسوس درد ایم یہ دل و جان پی بھایا افسوس  
 آہ دیدار نبیؐ ہم کو میسر نہ ہوا آہ یہ دیدہ تراس سے سوز نہ ہوا  
 طیب طیبہ سے بھی یہ سوز معطر نہ ہوا  
 نہ صبا بوئے مدینہ بھی نہ گھایا افسوس  
 کسی عشاق سلف عشق کی کیا داد دے چہوڑ گھر بار و وطن اپنا مدینہ کو گئے  
 شمع مرقدہ وہ پروانہ سائیں جان دے  
 یوں نہ ہم آپ کو پروانہ بنایا افسوس  
 کہتے ہیں یک بیوہ دینیں جو عالم تھا بڑا شام میں رہتا تھا تورات پڑھا کرتا تھا  
 ایک دن نعت نبیؐ آئیں کئی جا دیکھا  
 آہ غصے سے ہے اوراق کو پہاڑ افسوس  
 دوسرے شنبے کو تورات جو اس نے کھولا نعت ہی پہلے سے حضرت کی زیادہ دیکھا  
 پہاڑا پھر تیسرے شنبے کو بہت اور پایا  
 مقصد ہو کے بہت کرنے ہی لاگا افسوس

آہ یوں کہنے لگا درد سے ہو بس مضطر کہ ہے اس عصر کا دالہ وہی پیغمبر

آہ اب تک نہ قدم اسکے میں دیکھا جا کر

آہ کیا دولتِ داریں یہ کہو یا افسوس

الغرض جلد مدینہ کے طرف جا پہنچا بیٹھے تھے مسجد نبوی میں صحابہ دیکھا،

نام حضرت کا ولے شوق سے تسلیم کیا

آہ تب سرور کو نین نہیں تھا افسوس

نام سن شاہ کا صاحب بھی رونے لگے اور منہ اپنا سمی اشک سودہوں نے لاگے

نیم جاں پھر سے سالار کے ہونے لگے

کے حضرت نے یہ دنیا سے سد ہارا افسوس

بس یہ سنتے ہی وہ بخود ہونیں پری گرا مرغِ مذہب کے مانند تڑپنے لگا زُور

وقت و درد سے رو رو کے پھی کتا تھا

ہو گیا فوت مر مقصد اقصیٰ افسوس

پھر لگا کہنے صحابہ سے وہ محزون رو رو یک نظر قبرِ حبیب کی مجھے بتلا دو

دیدہ و دل کو مرے نور و سکون دلو او

سخت کیسا یہ کھڑا مجھ پہ سما یا افسوس

دیکھ حال اس کا صحابہ بھی ہو گئیں گریاں اسقدر ان میں مچا آہ عجب شور و فغاں

گویا اس روز ہوی رحلت سالار جہاں

سب مدینے میں وہی درد الم تھا افسوس

الغرض سارے صحابہ نے دہیں زار و زور لگے ہیں اسے نامِ مقدس سالارِ خیار

نشہ زور دہیں مدہوش تھا وہ دل انگار

قبر حضرت کی صحابہ نے دکھایا افسوس



آہ جب دیکھا ہے وہ قبشہ ہنشاہ انام عرض کی زور و جسے تیرے لئے ہو  
 اور پڑھا کلمہ شہادت کا بتصدیق تمام  
 عرض اس طرح سے پھر کرنے ہی لاگا افسوس  
 یا نبی تیرا لقا گرچہ نہ میں نے پایا تو ایک تصدیق سے میں تیرے ایمان لایا  
 اور زیارت سے تیرے حق نے شرف مجھ کو دیا  
 پھر یہ دنیا میں نہیں چہتا ہوں جیسا افسوس  
 عرض کر درگہ مولا میں تو اے حق کے رسولؐ مسکرا ہوا ایمان میرا پاس خدا کے مقبول  
 تو بھی مر جاؤں ابھی اسکی دعا ہوئی قبول  
 روح اس کا طبل کوچ بجایا افسوس  
 عشق میں سرور عالم کے وہیں جان دیا اپنی جان اس کے ہی الفت میں قربان کیا  
 کیا نجات ابدی کا ہو یہ سامان لیا،  
 ایسا سامان چھپیں آہ بن آیا افسوس  
 کب مدینے کے طرف یوں ہی میرا رب جاؤں ہاتھ کب یہ در مقصود کو یا رب لاؤں  
 کب مدینے میں یہ دنیا سے میں رحلت پاؤں  
 میں نے اس شوق میں ہی عمر گنایا افسوس  
 یا الہی ہو اجابت یہ دعائے اختصار جلد مقبول ہو یہ عشق و دلائے احقر  
 اپنے الطاف سے برائے رجاے اختصار  
 کب تلک آہ وہ ایسا ہی تر پنا افسوس

### مختصرہ از حیران

محبت سرور عالم کی جس دلیں سمائی ہے محمد مصطفیٰؐ کے عشق میں دیوانے ہو جاؤ	یقین جاؤ کہ بیشک اسکو ورنہ ضرر ہائی ہے عبادت سے یہ افزوں ہے اسی میں بھلائی ہے
---	--

ایسیکے واسطے اللہ نے سب کچھ بنائی ہے  
تصدق اس شہدین کا ہر ایک پائی ہے  
نظر کر دیکھو ہر ایک جاوے کی روشنائی ہے  
طفیل مصطفیٰ تیری وہاں حیات وائی ہے

کرا دو نو جہاں پر ایسیکے واسطے حق نے  
آئے گمراہ خطا لکھیں ہمارا کوئی نتھانادی  
چراغ دین احمد سے ہو ارض و سما روشن  
یہ خدا سے قیامت میں نہ ہو حیرن پشیاں تو

تمت

Checked  
1987

خاتمہ

الحمد لله والحمد لله رسالہ نافعہ و سلامہ راہیہ اعنی کل دستہ دلستہ جو ضمیری ہے کتاب  
چہار گلشن کا حسن انجام کو پہنچا جسب اقتضائے زمان ایسا مرتب مہذب ہو کہ توسط  
واقعیات سے مملو قصب اعتبار و نظریہ و افراط سے نہایت پاک و صاف چنانچہ علمائے  
اہل سنت پر جو توسلین میں مخفی نہیں اور ایسا مختصر مفید عام فہم لکھا گیا کہ گویا دریا  
کوڑے میں سکایا اور یہ نجل ہے کتاب چراغ ہدایت اسکی تفصیل ہے مرتب مولف ایس  
رسالہ جناب حضرت مولوی عبدالقادر علی صاحب صوفی دام فیضہ میں نفع اللہ المسلمین من

اطلاع ضروری  
جسے مالکان مطالع و تاجران کتب کی خدمات میں ضروری گزارش ہے  
کہ کتاب چہار گلشن مصنفہ حاجی الرحمن مولانا مولوی شمشاد عکبالی صاحب  
دعوت کے متعلق حسب قانون ہر کار انگریزی مصنفہ علام کے پوتے جناب منشی احمد علی صاحب دعوتی سولہ بنجلور کنٹون  
من حضرت مولانا مولوی صوفی عبدالقادر علی صاحب قادری سے جملہ حقوق طبع و معاوضہ باقاعدہ حاصل کر لینے کے  
بعد یہ عام اعلان کر دیا ضروری اجانتے ہیں کہ کتاب چہار گلشن مولف کو کوئی تاجر یا اہل مطبع کلاً و جزاً  
چھاپنے کا جائز نہیں ہو سکتا جبکہ رنجشات مطلوب ہوں ہم سے حسب میل پتہ سے طلب کرنا چاہئے  
ملنے کا پتہ :-

کے حاجی محمد محی الدین صاحب سوداگر و تاجر کتب نمبر ۹۹

موجودی بازار بنجلور کنٹون



